Spot CMYK#Waheed

ماہنامہ

التبلیغ

راولپنڈی

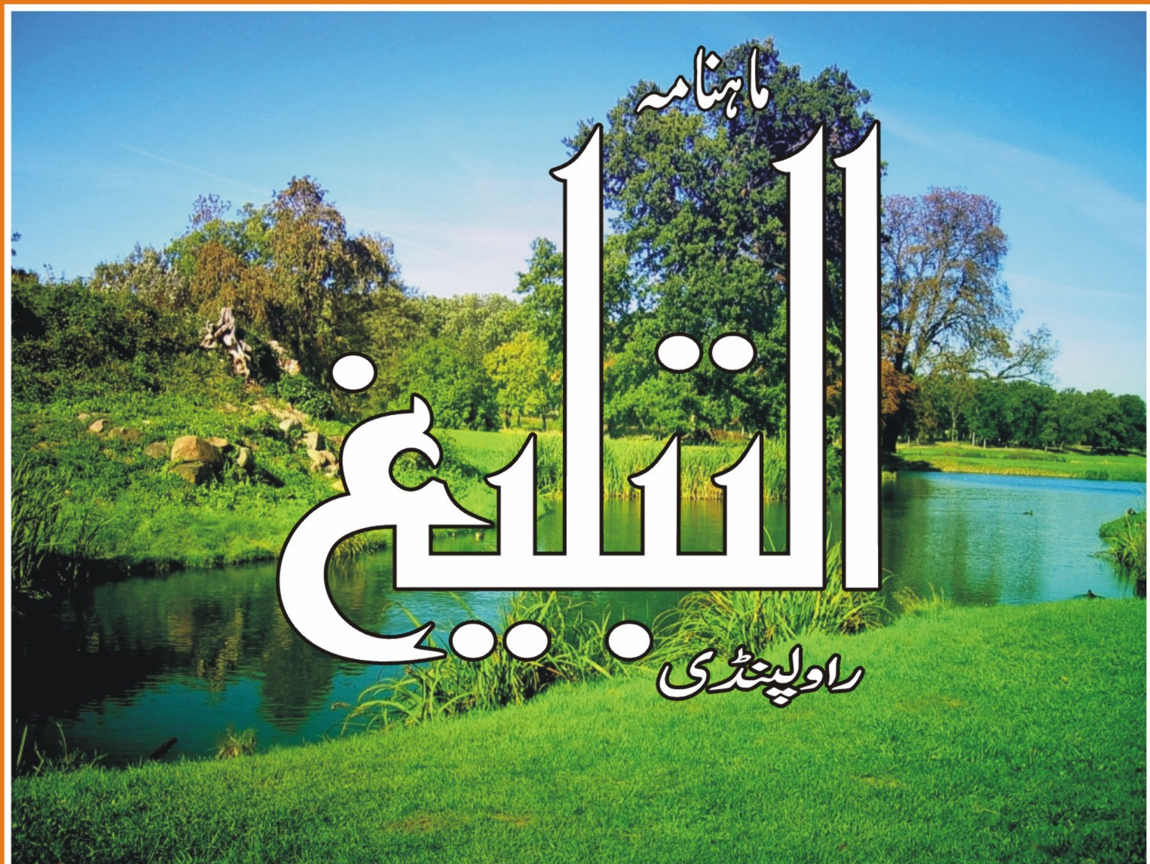

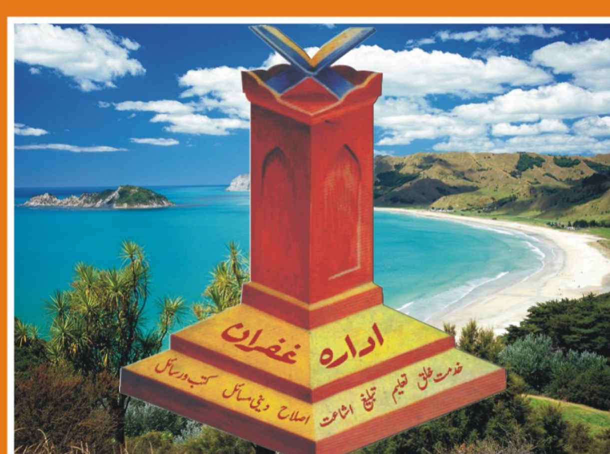

ماہنامہ

التبلیغ

راولپنڈی

بشرفِ دعا

حضرت نواب محمد عشرت علی خان قیصر صاحب رحمہ اللہ

وحضرت مولانا ڈاکٹر تنویر احمد خان صاحب رحمہ اللہ

مدیر
مفتی محمد رضوان

ناظم
مولانا عبدالسلام

مجلسِ مشاورت
مفتی محمد یونس، مفتی محمد امجد، حکیم محمد فیضان، غفار الحق

فی شمارہ............25 روپے
سالانہ.............300 روپے

خط وکتابت کا پتہ
ماہنامہ التبلیغ پوسٹ بکس 959
راولپنڈی پوسٹ کوڈ 46000 پاکستان

پبلشرز
محمد رضوان
سرحد پرنٹنگ پریس، راولپنڈی

قانونی مشیر
الحاج غلام علی فاروق
(ایڈووکیٹ ہائی کورٹ)

مستقل رکنیت کے لئے اپنے مکمل ڈاک کے پتہ کے ساتھ سالانہ فیس صرف 300 روپے ارسال فرما کر گھر بیٹھے ہر ماہ ماہنامہ ''التبلیغ'' حاصل کیجئے

ڈاک کا پتہ تبدیل ہوجانے یا ماہنامہ موصول نہ ہونے کی صورت میں رکنیت نمبر کا حوالہ دے کر فوری اطلاع کریں

اس دائرہ میں سرخ نشان آپ کی رکنیت ختم ہونے کی علامت ہے، آئندہ شمارہ رکنیت فیس موصول ہونے پر ارسال کیا جاسکے گا

برائے رابطہ ...... ادارہ غفران ٹرسٹ چاہ سلطان گلی نمبر 17
عقب پٹرول پمپ وچھڑا گودام راولپنڈی صوبہ پنجاب پاکستان

فون: 051-5507530-5507270 فیکس: 051-5780728

www.idaraghufran.org

Email: idaraghufran@yahoo.com

ترتیب وتحریر

صفحہ

اداریہ ....چھوٹے بچوں کے عصری نصاب کو ہلکا کرنے کی ضرورت......مفتی محمد رضوان ۳

درسِ قرآن (سورہ بقرہ قسط۱۹)..........آباء واجداد کی گمراہ کن پیروی سے بچنے کا حکم........// // ۶

درسِ حدیث ....سنت ونفل نمازوں کی فضیلت واہمیت...........// // ۱۱

مقالات ومضامین: تزکیۂ نفس، اصلاحِ معاشرہ واصلاحِ معاملہ

ظالم سماج (قسط۱)...ابومنزہ گلالئی ۱۶

راول ڈیم سے خان پور ڈیم تک (قسط۴)...ابوعشرت حسین ۲۱

ہمارے شیخ حضرت نواب عشرت علی خان قیصر صاحب رحمہ اللہ (چوتھی وآخری قسط).....مفتی محمد رضوان ۲۴

شراب اور نشہ کے دنیاوی اور دینی نقصانات (قسط۱)..// // ۲۸

تجارت انبیاء وصلحاء کا پیشہ (قسط۶)..مفتی منظور احمد ۳۶

ماہِ ربیع الآخر: پانچویں نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات............مولانا طارق محمود ۴۰

والدین کی وفات کے بعد صلہ رحمی کا طریقہ اور اُس کی فضیلت (قسط۳)..............مفتی محمد رضوان ۴۲

علم کے مینار...عمر خیام ایک عظیم مگر مظلوم فلسفی وریاضی دان (قسط۲).....مفتی محمد امجد حسین ۴۸

تذکرۂ اولیاء:..........اقبال ورومی (تذکرہ مولانا رومی کا: آخری قسط۲۱)...........// // ۵۱

پیارے بچو! ....صبر کی طاقت............................بنتِ فاطمہ ۶۱

بزمِ خواتین ....عدت کے احکام (قسط۳)........................مفتی محمد یونس ۶۳

آپ کے دینی مسائل کا حل... جمعہ یا رمضان میں فوت ہونے پر عذابِ قبر کی تحقیق..ادارہ ۶۷

کیا آپ جانتے ہیں؟..........اچھے اور بُرے خواب (قسط۱۰).......مفتی محمد رضوان ۸۱

عبرت کدہ ....حضرت یوسف علیہ السلام (قسط۲۲)..........ابوجویریہ ۸۷

طب وصحت... کلونجی (Black Cumin) کے فوائد وخواص (قسط۱)....مفتی محمد رضوان ۹۰

اخبارِ ادارہ ....ادارہ کے شب وروز..........مولانا محمد امجد حسین ۹۳

اخبارِ عالم ....قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں...........حافظ غلام بلال ۹۴

Idara Ghufran

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اداریہ مفتی محمد رضوان

چھوٹے بچوں کے عصری نصاب کو ہلکا کرنے کی ضرورت

آج کل بیشتر اسکولوں میں بچوں کی ابتدائی کلاسوں سے ہی کتابوں کی بھرمار کردی جاتی ہے، اور بعض اوقات کتابوں کا وزن اتنا زیادہ ہوتا ہے کہ جو بچوں کو اٹھا کرلانا اور لے جانا بھی مشکل ہوجاتا ہے، جس کے لیے بعض اوقات یا تو کسی ملازم کی مدد حاصل کرنی پڑتی ہے، یا گھر کا کوئی فرد اس بوجھ کو اٹھانے کی زحمت کرتا ہے، اور یا پھر پہیوں والے بستوں کی مدد حاصل کرنی پڑتی ہے، جس کو گھسیٹ کر بچے اپنی کتابیں اسکول لاتے اور لے جاتے ہیں، دوسری طرف بچوں کی تعلیم کے حوالے سے عام ذہنیت یہ بنتی جارہی ہے کہ ابھی معصوم اور بے چارے بچہ کو صحیح طور طرح بولنا چالنا بھی آتا نہیں اور اسے سکول بھیجنے کی فکر سوار ہوجاتی ہے، اس طرح ایک انتہائی کم عمر و ناسمجھ بچہ تعلیم کے ساتھ کتابوں کے بوجھ میں دبا چلا جاتا ہے، نہ اس کو سکول میں آرام ملتا ہے اور نہ گھر میں آنے کے بعد آرام ملتا، سکول سے فارغ وقت میں ٹیوشن بھیج کر بچہ کی ذہنی وجسمانی ورزش اور کھیل کود کے اوقات پر بھی پابندی عائد کردی جاتی ہے۔

اس طرزِ عمل کے نتیجے میں بچہ کی ذہنی اور جسمانی نشو ونما پر بہت غلط اثر پڑتا ہے، ظاہر ہے کہ ابتداء میں بچے کی ذہنی وجسمانی صلاحیتیں کم زور ہوتی ہیں، اس لئے بچوں کی نشو ونما کے لیے ان پر جسمانی وذہنی بوجھ کم از کم رکھنا ضروری ہے۔

اسلامی تعلیمات میں بھی سات سال سے پہلے بچہ کو نماز پڑھوانے کا حکم نہیں دیا گیا، بلکہ سات سال کی عمر ہونے پر حکم دیا گیا ہے کہ اسے نماز کا حکم دیا جائے اور دس سال کی عمر ہونے پر نماز کے لیے اس پر سختی کی جائے۔

سوچنے کی بات ہے کہ نماز جو کہ عاقل بالغ پر فرض عین ہے، جب اس میں سات سال سے پہلے شریعت نے رعایت رکھی ہے تو سات سال کی عمر سے پہلے بچہ پر بھاری بھرکم کتابوں کا بوجھ ڈالنا اور مشکل ترین نصاب کا مکلّف کرنا کس طرح روا ہوسکتا ہے، تجربہ ومشاہدہ سے یہ بات معلوم ہوئی کہ جن بچوں کو کم عمری میں ابتداء سے مشکل ترین اور بھاری بھرکم نصاب کا مکلّف بنایا جاتا ہے ان کی صحت اور جسمانی ودماغی

Idara Ghufran

صلاحیتیں بری طرح متاثر ہوتی ہیں، اوراس کے برعکس ابتدائی نصاب ہلکا پھلکا مگر کارآمد ومفید اختیار کرنے سے بچوں کی صحت پر برے اثرات نہیں پڑتے اوران کی جسمانی ودماغی نشو ونما میں بھی خلل نہیں آتا، جس کی وجہ سے ایسے بچے آگے چل کران بچوں سے زیادہ بہتر صلاحیتوں کے مالک ہوتے ہیں جو ابتداء میں بھاری بھرکم اورمشکل ترین نصاب کے بوجھ تلے دب کراپنی صلاحیتوں کوکھوچکے ہوتے ہیں۔

ہم نے کئی بچوں پراس کا تجربہ کر کے دیکھااوران میں یہ فرق واضح طور پرمحسوس کیا،اس لیے ہمارے خیال میں اس بات کی اشدضرورت ہے کہ ابتدائی بچوں کے نصاب کو ہلکا کرکےاور کتابوں کے وزن کوکم سے کم تر کرکے مختصر جامع اور بامقصد نصاب پڑھایا جائے، اور بچوں کے کھیل کوداورتفریح کے لیے حاصل ہونے والےاوقات کوتضیع اوقات شمارنہ کیا جائے بلکہ یہ بچپن کے نصاب کا حصہ اورضرورت سمجھی جائے، جس کے نتیجہ میں ان شاءاللہ آگے چل کر بچہ باصلاحیت کردار کا مالک بن کر دوسرے بچوں پر فوقیت حاصل کرسکے گا۔

TAMEER-E-PAKISTAN SCHOOL

تعمیرِ پاکستان سکول (نیشنل میڈیم)

زیرِ نگرانی: حضرت مولانا مفتی محمد رضوان صاحب دامت برکاتہم ودیگر اہلِ علم

جدید تعلیم قومی اور دینی سوچ کے ساتھ

نمایاں خصوصیات

قومی زبان پر مشتمل آسانی سے سمجھ میں آنے والا نصاب	انگلش زبان پر مہارت حقیقی معنوں میں
تعلیم میں جدید ترین طریقوں اور اشیاء کا استعمال	با اخلاق، اعلیٰ تعلیم یافتہ (Graduate/Post Graduate) عملہ
بچوں کیلئے ڈسپنسر (Dispenser) کے ذریعے صاف، صحت بخش، فلٹرائزڈ پانی کا انتظام	بچوں کی خوبصورت لکھائی (Hand writing) کے لئے خصوصی توجہ
بستے (School Bag) کا بوجھ کم سے کم	خوبصورت جھولوں اور کھلونوں سے آراستہ
کلاس رومز میں انتہائی دیدہ زیب فرنیچر	صاف ستھرا اور پر کشش ماحول
دینی تعلیم، قاعدہ، ناظرہ قرآنِ مجید، اور اخلاقی تربیت کا خاص انتظام	کمپیوٹر کی تعلیم عملی مشق (Practical) کے ساتھ

بچوں کی صحت پر خاص نظر، باقاعدہ میڈیکل چیک اپ اور Health Card

نرسری سے چوتھی تک کلاسوں میں داخلے جاری ہیں

(محدود وقت کے لئے ابتدائی داخلوں میں خصوصی رعایت)

تعمیرِ پاکستان سکول: گلی نمبر 17، نزد ادارہ غفران، چاہ سلطان

(سلطان پورہ) راولپنڈی فون: 051-5780927

Idara Ghufran

(سورہ بقرہ قسط ۹۱، آیت ۱۷۰، ۱۷۱) مفتی محمد رضوان

آباء واجداد کی گمراہ کن پیروی سے بچنے کا حکم

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَا اَلْفَيْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَ نَا اَوَلَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ شَيْئًا وَّلَا يَهْتَدُوْنَ (۱۷۰) وَمَثَلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا كَمَثَلِ الَّذِيْ يَنْعِقُ بِمَا لَا يَسْمَعُ اِلَّا دُعَآءً وَّنِدَآءً صُمٌّ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ (۱۷۱)

ترجمہ: اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ تم اتباع کرو ان چیزوں کی، جو اللہ نے نازل فرمائی ہیں، تو کہتے ہیں کہ ہم تو انہی چیزوں کی اتباع کریں گے، جن پر ہم نے اپنے آباء واجداد کو پایا، کیا اگرچہ ان کے آباء واجداد کسی چیز کی سمجھ نہ رکھتے ہوں، اور نہ وہ ہدایت پر ہوں (۱۷۰) اور ان لوگوں کی مثال جو کافر ہیں اس شخص کی طرح ہے، جو ایسی چیز کو پکارتا ہے جو کہ سوائے پکار اور آواز کے کچھ نہیں سنتی، وہ بہرے ہیں، گونگے ہیں، اندھے ہیں، پس وہ سمجھتے نہیں ہیں (۱۷۱)

تفسیر وتشریح

ان آیات میں کافروں کے کفر اور جہالت کو اختیار کرنے کی ایک وجہ اور اس کی تردید بیان کی گئی ہے۔

وہ یہ ہے کہ جب اُن کو اللہ تعالیٰ کے احکامات کی اتباع اور پیروی کرنے کو کہا جاتا ہے، تو وہ جواب میں یہ کہتے ہیں کہ ہم تو اپنے آباء واجداد کے نقشِ قدم پر چلیں گے، اللہ تعالیٰ نے اس کے جواب میں فرمایا کہ اگر ان کے آباؤ اجداد کو کسی چیز کی سمجھ نہیں تھی، اور وہ ہدایت پر نہیں تھے، تو پھر اُن کی پیروی کرنا کیسے درست ہوسکتا ہے؟

ایسی صورت میں اُن کی پیروی کرنا تو ناسمجھی کی نشانی اور گمراہی ہے، اس کے باوجود بھی اگر وہ نہ سمجھے تو پھر ان کی مثال گونگے، بہرے، اندھے ناسمجھ کی طرح ہوگی کہ جس کو نہ کچھ سنائی دیتا ہے، نہ دکھائی دیتا ہے، اور نہ ہی جواب دیتا ہے، سمجھ سے کورا ہے، اور اگر کچھ سنائی بھی دیتا ہے، تو وہ صرف اس حد تک ہے، جیسا کہ کوئی آواز اور پکار کانوں میں پڑ رہی ہے، مگر اس کی حقیقت اور سمجھ سے محروم ہے۔

Idara Ghufran

قرآن مجید میں کئی مقامات پر اس قسم کا مضمون بیان کیا گیا ہے۔

چنانچہ سورہ مائدہ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا إِلٰى مَا أَنْزَلَ اللّٰهُ وَإِلَى الرَّسُوْلِ قَالُوْا حَسْبُنَا مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ آبَاءَ نَا أَوَلَوْ كَانَ آبَاؤُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ شَيْئًا وَلَا يَهْتَدُوْنَ (سورة المائدة، آيت ۱۰۴)

ترجمہ: اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ تم آ ؤ اُن چیزوں کی طرف جو اللہ نے نازل فرمائی ہیں اور آ ؤ رسول کی طرف! تو وہ کہتے ہیں کہ ہم کو وہی چیزیں کافی ہیں جن پر ہم نے اپنے آباء واجداد کو پایا، کیا اگر چہ ان کے آباء واجداد کسی چیز کا علم نہ رکھتے ہوں اور نہ وہ ہدایت پر ہوں (سورہ مائدہ)

اور سورہ اعراف میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَإِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً قَالُوْا وَجَدْنَا عَلَيْهَا آبَاءَ نَا وَاللّٰهُ أَمَرَنَا بِهَا قُلْ إِنَّ اللّٰهَ لَا يَأْمُرُ بِالْفَحْشَاءِ أَتَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ (سورة الاعراف، آيت ۲۸)

ترجمہ: اور جب وہ لوگ کوئی فحش کام کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو اسی پر پایا ہے اور اللہ نے بھی ہم کو اسی چیز کا حکم دیا ہے۔ آپ کہہ دیجئے کہ اللہ فحش چیز کا حکم نہیں دیتا، کیا تم اللہ پر ایسی باتیں کہتے ہو جن کا تمہیں علم نہیں (سورہ اعراف)

اور سورہ انبیاء میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

إِذْ قَالَ لِأَبِيْهِ وَقَوْمِهِ مَا هٰذِهِ التَّمَاثِيْلُ الَّتِيْ أَنْتُمْ لَهَا عَاكِفُوْنَ . قَالُوْا وَجَدْنَا آبَاءَ نَا لَهَا عَابِدِيْنَ. قَالَ لَقَدْ كُنْتُمْ أَنْتُمْ وَآبَاؤُكُمْ فِيْ ضَلَالٍ مُّبِيْنٍ (سورة الانبياء، آيت ۵۲ تا ۵۴)

ترجمہ: جب کہا اس (ابراہیم) نے اپنے باپ کو اور اپنی قوم کو کہ یہ کیسے بُت ہیں جن پر تم جمے بیٹھے ہو، انہوں نے جواب میں کہا کہ ہم نے اپنے آباء واجداد کو ان کی عبادت کرتے ہوئے پایا ہے؛ ابراہیم نے کہا کہ یقیناً تم اور تمہارے آباء واجداد کھلی گمراہی میں ہو (سورہ انبیاء)

اورسورہ لقمان میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اتَّبِعُوا مَا أَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ آبَاءَ نَا أَوَلَوْ كَانَ الشَّيْطَانُ يَدْعُوهُمْ إِلٰى عَذَابِ السَّعِيرِ (سورة لقمان، آيت ۲۱)

ترجمہ: اور جب کہا جاتا ہے ان لوگوں سے کہ تم اتباع کروان چیزوں کی جو اللہ نے نازل فرمائی ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ بلکہ ہم تو اُن چیزوں کی اتباع کریں گے، جن پر اپنے آباء واجداد کو پایا، کیا اگر چہ شیطان ان کو بلا رہا ہو دہکتے ہوئے عذاب کی طرف (سورہ لقمان)

اورسورہ زخرف میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

بَلْ قَالُوْا إِنَّا وَجَدْنَا آبَاءَ نَا عَلٰى أُمَّةٍ وَإِنَّا عَلٰى آثَارِهِمْ مُهْتَدُوْنَ . وَكَذٰلِكَ مَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِي قَرْيَةٍ مِّنْ نَذِيرٍ إِلَّا قَالَ مُتْرَفُوْهَا إِنَّا وَجَدْنَا آبَاءَ نَا عَلٰى أُمَّةٍ وَإِنَّا عَلٰى آثَارِهِمْ مُقْتَدُوْنَ . قَالَ أَوَلَوْ جِئْتُكُمْ بِأَهْدٰى مِمَّا وَجَدْتُمْ عَلَيْهِ آبَاءَ كُمْ (سورة زخرف آيت ۲۲تا۲۴)

ترجمہ: بلکہ یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم نے پایا ہے اپنے آباء واجداد کو ایک طریقے پر، اور ہم ان ہی کے نقشِ قدم پر چل کر ہدایت پائے جارہے ہیں، اوراسی طریقہ سے ہم نے آپ سے پہلے جس بستی میں بھی کوئی ڈرانے والا بھیجا تو اس کے عیش پرست لوگوں نے یہی کہا کہ ہم نے اپنے آباء واجداد کو ایک طریقے پر پایا اور ہم ان کے نقشِ قدم کی پیروی کئے جارہے ہیں؛ ڈرانے والے نے کہا کہ کیا اگر چہ میں تمہارے پاس اس سے بھی بہتر طریقہ لاؤں جس پر تم نے اپنے آباء واجداد کو پایا ہے؟ (سورہ زخرف)

ان آیات سے معلوم ہوا کہ ہرزمانہ میں لوگوں کی بہت بڑی تعداد اپنے گمراہ آباء واجداد کی اتباع وپیروی کرنے کی وجہ سے گمراہ ہو چکی ہے۔

اور یہ سلسلہ اب تک جاری ہے، چنانچہ آج بھی بہت سے لوگ کئی چیزوں کو صرف اس لئے اختیار کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے آباء واجداد کو اُن چیزوں کو اختیار کرتے ہوئے پایا ہے۔

مگر قرآن مجید کی رو سے یہ طریقہ درست نہیں ہے، بلکہ یہ دیکھنا ضروری ہے کہ آباء واجداد کا طریقہ اللہ کے حکم کے مطابق اور ہدایت والا طریقہ تھا یا نہیں۔

اگر وہ اللہ کے حکم کے مطابق اور ہدایت والا طریقہ تھا، تو اس کو اختیار کرنا درحقیقت اللہ تعالیٰ ہی کی اتباع اور پیروی ہے۔

آباء واجداد کی گمراہ کن پیروی میں یہ بھی داخل ہے کہ کسی کو اس طرح اپنا دینی وروحانی پیشوا بنالیا جائے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی حلال کردہ چیزوں کو حرام اور حرام کردہ چیزوں کو حلال بتلائے، تب بھی اس کی پیروی کی جائے، جیسا کہ پچھلی قوموں نے یہ طرزِ عمل اختیار کیا تھا۔

چنانچہ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِيْ عُنُقِيْ صَلِيْبٌ مِّنْ ذَهَبٍ .فَقَالَ :يَا عَدِيُّ اطْرَحْ عَنْكَ هٰذَا الْوَثَنَ، وَسَمِعْتُهُ يَقْرَأُ فِيْ سُوْرَةِ بَرَاءَ ةٌ :(اِتَّخَذُوْا أَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ أَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ)قَالَ :أَمَا إِنَّهُمْ لَمْ يَكُوْنُوْا يَعْبُدُوْنَهُمْ، وَلٰكِنَّهُمْ كَانُوْا إِذَا أَحَلُّوْا لَهُمْ شَيْئًا اِسْتَحَلُّوْهُ، وَإِذَا حَرَّمُوْا عَلَيْهِمْ شَيْئًا حَرَّمُوْهُ (سنن الترمذی، رقم الحدیث ۳۰۹۵) [1]

ترجمہ: میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، اور میرے گلے میں سونے کی صلیب تھی، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عدی! اس بت کو اپنے اوپر سے اتار پھینکئے، پھر میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سورت براءۃ کی یہ آیت پڑھتے ہوئے سنا (جس کا ترجمہ یہ ہے کہ) ''انہوں نے اپنے علماء اور بزرگوں کو اللہ کے سوا اپنے رب بنالئے ہیں'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ لوگ ان (علماء وبزرگوں) کی عبادت نہیں کرتے تھے لیکن اگر وہ (علماء اور بزرگ) ان کے لئے کوئی چیز حلال قرار دیتے تو وہ اس کو حلال سمجھتے تھے، اور جب وہ ان پر کوئی چیز حرام قرار دیتے، تو وہ اس کو حرام سمجھتے تھے (ترمذی)

اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے احبار ورہبان کو اللہ کے سوا اپنے رب بنانے کے بارے میں منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ:

أَمَا إِنَّهُمْ لَمْ يَكُوْنُوا يَعْبُدُوْنَهُمْ وَلٰكِنَّهُمْ أَطَاعُوْهُمْ فِي الْمَعَاصِيْ (شعب الایمان للبیہقی، رقم الحدیث ۸۹۴۸)

---

[1] قال الترمذی: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ، لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ السَّلَامِ بْنِ حَرْبٍ، وَغُطَيْفُ بْنُ أَعْيَنَ لَيْسَ بِمَعْرُوفٍ فِي الحَدِيثِ.

ترجمہ: یہ بات یاد رکھو کہ وہ لوگ احبار ورہبان کی عبادت نہیں کرتے تھے، بلکہ ان کی گناہوں میں اطاعت کرتے تھے (شعب الایمان)

کئی احادیث میں یہ بات اصولی انداز میں بیان کی گئی ہے کہ اللہ کے حکم کے خلاف کسی مخلوق کا کہنا ماننے کی گنجائش نہیں۔

چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

لَا طَاعَةَ فِیْ مَعْصِیَةِ اللّٰہِ، إِنَّمَا الطَّاعَةُ فِی الْمَعْرُوفِ (مسلم، رقم الحدیث ۱۸۴۰ "۳۹")

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں کسی کی اطاعت نہیں، بلکہ مخلوق کی اطاعت نیک کاموں میں ہے (مسلم)

اب تک جو تفصیل ذکر کی گئی وہ اس صورت میں ہے جبکہ کسی غیرُ اللہ کی اتباع میں اللہ کے حکم کی خلاف ورزی کی جائے، اور اگر کسی غیرُ اللہ کی اتباع کا مقصد اللہ تعالیٰ کی اتباع ہو، جیسا کہ نبی کی اتباع سے مقصود اللہ کی اتباع ہوتا ہے، تو یہ مذکورہ وعیدوں میں داخل نہیں۔

اسی طرح اہلِ حق علماء سے دین کے احکامات کو معلوم کرنا بھی اس بحث سے خارج ہے، کیونکہ اہلِ علم سے سوال کرنے کا اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں حکم فرمایا ہے۔ [۱]

لہٰذا جو لوگ اس قسم کی آیات سے فقہائے کرام کی تقلید کے حرام ہونے پر دلیل پکڑتے ہیں، وہ درست نہیں ہے۔

---

[۱] فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ (سورة النحل، آیت ۴۳)
فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ (سورة الانبياء، آیت ۷)

Idara Ghufran

درسِ حدیث

مفتی محمد رضوان

احادیثِ مبارکہ کی تفصیل وتشریح کا سلسلہ

سنت ونفل نمازوں کی فضیلت واہمیت

سنت اور نفل نمازوں کی بہت کچھ فضیلت واہمیت احادیث وروایات میں بیان کی گئی ہے، مختلف سنتوں اور نفلوں کے الگ الگ اور متعین فضائل تو اپنی جگہ ہیں، لیکن سنتوں اور نفلوں کی ایک فضیلت ایسی ہے، جو سب میں مشترک طور پر پائی جاتی ہے، اور وہ یہ ہے کہ قیامت کے دن اعمال میں سب سے پہلے نماز کا حساب ہوگا، اور فرض نمازوں میں کوئی کمی کوتاہی سامنے آنے کی صورت میں سنت اور نفل نمازوں سے اس کی تلافی کی جائے گی۔ کئی احادیث وروایات میں یہ مضمون بیان کیا گیا ہے۔

چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ أَوَّلَ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ صَلَاتُهُ، فَإِنْ وُجِدَتْ تَامَّةً كُتِبَتْ تَامَّةً، وَإِنْ كَانَ انْتُقِصَ مِنْهَا شَيْءٌ . قَالَ : انْظُرُوْا هَلْ تَجِدُوْنَ لَهُ مِنْ تَطَوُّعٍ يُكَمِّلُ لَهُ مَا ضَيَّعَ مِنْ فَرِيْضَةٍ مِنْ تَطَوُّعِهِ، ثُمَّ سَائِرُ الْأَعْمَالِ تَجْرِيْ عَلٰى حَسَبِ ذٰلِكَ (نسائی، رقم الحدیث ۴۶۶، واللفظ لہٗ؛ ابوداؤد، رقم الحدیث ۸۶۴)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن (اعمال میں) سب سے پہلے بندہ کی نماز کا حساب کیا جائے گا، اگر نماز مکمل ہوئی تو اُس کو مکمل اجر دیا جائے گا، اور اگر اُس کی نماز میں کسی چیز کی کمی ہوئی، تو اللہ عزوجل (اپنے فرشتوں سے) فرمائیں گے کہ تم اس کی تطوُّع (یعنی سنت ونفل نمازوں) کو دیکھو، تاکہ اُس کی فرض نماز میں جو کمی رہ گئی، اُس کو تطوُّع (یعنی سنت ونفل نماز) سے مکمل کیا جائے، پھر تمام اعمال کا اسی طرح حساب کیا جائے گا (کہ پہلے اُس کے فرض عمل کو دیکھا جائے گا، پھر اُس میں کمی کوتاہی سامنے آنے کی صورت میں اُس عمل کے نفلی درجے کے اعمال سے اُس کی کوتاہی کو پورا کیا جائے گا) (نسائی؛ ابوداؤد)

ترمذی شریف میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ : إِنَّ أَوَّلَ مَا یُحَاسَبُ بِہِ الْعَبْدُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ مِنْ عَمَلِہٖ صَلاتُہٗ، فَإِنْ صَلُحَتْ فَقَدْ أَفْلَحَ وَأَنْجَحَ، وَإِنْ فَسَدَتْ فَقَدْ خَابَ وَخَسِرَ، فَإِنِ انْتَقَصَ مِنْ فَرِیْضَتِہٖ شَیْءٌ، قَالَ الرَّبُّ عَزَّ وَجَلَّ: اُنْظُرُوْا ھَلْ لِعَبْدِیْ مِنْ تَطَوُّعٍ فَیُکَمَّلَ بِھَا مَا انْتَقَصَ مِنَ الْفَرِیْضَۃِ، ثُمَّ یَکُوْنُ سَائِرُ عَمَلِہٖ عَلٰی ذٰلِکَ (سنن ترمذی، رقم الحدیث ۴۱۳) ۱

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ نے فرمایا کہ قیامت کے دن بندہ کے اعمال میں سب سے پہلے اُس کی نماز کا حساب کیا جائے گا، اگر نماز درست ہوئی تو وہ کامیاب ہوگا، اور نجات پائے گا، اور اگر وہ خراب ہوئی، تو وہ ناکام ہوگا، اور نقصان اُٹھائے گا، پھر اگر اُس کی فرض نماز میں کوئی کوتاہی ہوئی، تو رب عزوجل فرمائیں گے کہ تم یہ دیکھو کہ میرے بندہ کی کوئی تطوُّع (یعنی سنت ونفل نماز) بھی ہے، تاکہ اُس کے ذریعے سے اُس کے فرض کی کوتاہی کو پورا کیا جائے، پھر تمام اعمال کا اسی طرح سے حساب کیا جائے گا (ترمذی)

حضرت یحییٰ بن یعمر رحمہ اللہ کی سند سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ : أَوَّلُ مَا یُحَاسَبُ بِہِ الْعَبْدُ صَلاتُہٗ، فَإِنْ کَانَ أَتَمَّھَا کُتِبَتْ لَہٗ تَامَّۃً، وَإِنْ لَمْ یَکُنْ أَتَمَّھَا قَالَ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ: اُنْظُرُوْا ھَلْ تَجِدُوْنَ لِعَبْدِیْ مِنْ تَطَوُّعٍ فَتُکْمِلُوْا بِھَا فَرِیْضَتَہٗ ؟ ثُمَّ الزَّکَاۃُ کَذٰلِکَ، ثُمَّ تُؤْخَذُ الْأَعْمَالُ عَلٰی حَسَبِ ذٰلِکَ (مسند احمد، رقم الحدیث، ۱۶۶۱۴، حَدِیْثُ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم، ورقم الحدیث ۲۰۶۹۲) ۲

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (قیامت کے دن) سب سے پہلے بندہ کی نماز کا حساب کیا جائے گا، پھر اگر اُس کی نماز مکمل (ودرست) ہوئی تو اُس کو پورا پورا اجروثواب عطا کیا جائے گا، اور اگر اُس کی نماز مکمل (ودرست) نہ ہوئی، تو اللہ عزوجل فرمائیں گے کہ تم

---

۱ قال الترمذی: وَفِی البَابِ عَنْ تَمِیمٍ الدَّارِیِّ، :حَدِیثُ أَبِی ھُرَیْرَۃَ حَدِیثٌ حَسَنٌ غَرِیبٌ مِنْ ھَذَا الوَجْہِ وَقَدْ رُوِیَ ھَذَا الحَدِیثُ مِنْ غَیْرِ ھَذَا الوَجْہِ، عَنْ أَبِی ھُرَیْرَۃَ، وَقَدْ رَوَی بَعْضُ أَصْحَابِ الحَسَنِ، عَنِ الحَسَنِ، عَنْ قَبِیصَۃَ بْنِ حُرَیْثٍ، غَیْرَ ھَذَا الحَدِیثِ وَالمَشْھُورُ ھُوَ قَبِیصَۃُ بْنُ حُرَیْثٍ، وَرُوِیَ عَنْ أَنَسِ بْنِ حَکِیمٍ، عَنْ أَبِی ھُرَیْرَۃَ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللَّہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَحْوُ ھَذَا.

۲ فی حاشیۃ مسند احمد: إسنادہ صحیح، رجالہ ثقات رجال الصحیح

میرے بندہ کی تطوُّع (یعنی سنت ونفل نماز) کو دیکھو کہ کیا وہ موجود ہے، یا نہیں، تاکہ تم اُس کے فرض کی (کمی کو سنت ونفل نماز سے) پورا کرو، پھر زکاۃ کا اسی طریقہ سے حساب کیا جائے گا (کہ پہلے زکاۃ کے فریضہ کو دیکھا جائے گا، اور اس میں کمی کوتاہی سامنے آنے کی صورت میں نفلی صدقات سے اُس کی تلافی کی جائے گی) پھر دوسرے اعمال (مثلاً روزہ وغیرہ) کا اسی طرح حساب کیا جائے گا (کہ مثلاً فرض روزوں میں کمی کوتاہی سامنے آنے کی صورت میں اُس کے سنت ونفل روزوں سے اُس کی تلافی کی جائے گی) (مسند احمد)

اس قسم کا مضمون اور احادیث میں بھی آیا ہے۔ [1]

اور سنت ونفل نمازوں سے چونکہ فرائض کی کمی کوتاہی کی تلافی کی جائے گی، اس لئے ظاہر ہے کہ سنت ونفل نمازوں کی یہ فضیلت اسی صورت میں حاصل ہوگی، جبکہ پہلے فرائض ادا کئے ہوں، فرائض ضائع کر کے سنت ونفل نمازوں میں مشغول ہونا درست نہیں۔

اسی وجہ سے فقہائے کرام نے یہ مسئلہ بیان فرمایا ہے کہ اگر کسی کے ذمہ فرض نماز باقی یا قضا ہو، تو اس کو چھوڑ

---

[1] عَنْ تَمِيمٍ الدَّارِيِّ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ " :أَوَّلُ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ صَلَاتُهُ، فَإِنْ أَكْمَلَهَا كُتِبَتْ لَهُ نَافِلَةً، فَإِنْ لَمْ يَكُنْ أَكْمَلَهَا، قَالَ اللَّهُ سُبْحَانَهُ لِمَلَائِكَتِهِ :انْظُرُوا، هَلْ تَجِدُونَ لِعَبْدِي مِنْ تَطَوُّعٍ؟ فَأَكْمِلُوا بِهَا مَا ضَيَّعَ مِنْ فَرِيضَتِهِ، ثُمَّ تُؤْخَذُ الْأَعْمَالُ عَلَى حَسَبِ ذَلِكَ (ابن ماجه، رقم الحديث ۱۴۲۶)

عَنْ تَمِيمٍ الدَّارِيِّ، قَالَ :قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " :إِنَّ أَوَّلَ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ الصَّلَاةُ، فَإِنْ وُجِدَ صَلَاتُهُ كَامِلَةً، كُتِبَتْ لَهُ كَامِلَةً، وَإِنْ كَانَ فِيهَا نُقْصَانٌ، قَالَ اللَّهُ تَعَالَى لِلْمَلَائِكَةِ :انْظُرُوا، هَلْ لِعَبْدِي مِنْ تَطَوُّعٍ فَأَكْمِلُوا لَهُ مَا نَقَصَ مِنْ فَرِيضَتِهِ، ثُمَّ الزَّكَاةُ، ثُمَّ الْأَعْمَالُ عَلَى حَسَبِ ذَلِكَ "قَالَ أَبُو مُحَمَّدٍ " :لَا أَعْلَمُ أَحَدًا رَفَعَهُ غَيْرَ حَمَّادٍ قِيلَ لِأَبِي مُحَمَّدٍ :صَحَّ هَذَا؟ قَالَ :لَا " (سنن الدارمی، رقم الحديث ۱۳۹۵)

فی حاشية سنن الدارمی: إسناده صحيح

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ مُعَاوِيَةَ بْنِ حَدِيجٍ، قَالَ :سَمِعْتُ رَجُلًا، مِنْ كِنْدَةَ، يَقُولُ :حَدَّثَنِي رَجُلٌ، مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْأَنْصَارِ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ " :لَا يَنْتَقِصُ أَحَدُكُمْ مِنْ صَلَاتِهِ شَيْئًا إِلَّا أَتَمَّهَا اللهُ مِنْ سُبْحَتِهِ (مسند احمد، رقم الحديث ۲۳۶۳۷، حَدِيثُ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ)

فی حاشية مسند احمد: صحيح لغيره.

عَنْ عَمْرِو بْنِ قَيْسٍ السَّكُونِيِّ قَالَ :سَمِعْتُ عَائِذَ بْنَ قُرْطٍ يَقُولُ :قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :مَنْ صَلَّى صَلَاةً لَمْ يُتِمَّهَا زِيدَ عَلَيْهَا مِنْ سُبْحَاتِهِ حَتَّى تَتِمَّ (المعجم الكبير للطبرانی، رقم الحديث ۳۷)

قال الهيثمی: رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ فِي الْكَبِيرِ، وَرِجَالُهُ ثِقَاتٌ (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۱۲۰۶)

ويطلق التسبيح ويراد به جميع ألفاظ الذكر، ويطلق ويراد به الصلاة النافلة، وقال ابن الأثير :وأصل التسبيح التنزيه من النقائص، ثم استعمل فی مواضع تقرب منه اتساعا، يقال :سبحته أسبحه تسبيحا وسبحانا، ويقال أيضا للذكر والصلاة النافلة، سبحة يقال :قضيت سبحتی، والسبحة من التسبيح كالسخرة من التسخير(عمدة القاری،باب فضل التسبيح)

Idara Ghufran

کر سنت ونفلوں میں مشغول ہونا مناسب نہیں، بلکہ اس کے بجائے فرض کو ادا کرنا چاہئے، پھر سنت ونفل نمازوں کو پڑھنا چاہئے، البتہ جو تاکیدی درجہ کی سنتیں ہیں، مثلاً فجر سے پہلے، ظہر سے پہلے اور بعد میں، اور مغرب وعشاء کے بعد، ان کو بہر حال جب تک کوئی عذر نہ ہو، چھوڑنا نہیں چاہئے۔ [۱]

ان احادیث سے جس طرح نماز کی اہمیت معلوم ہوئی کہ قیامت کے دن اس کا سب سے پہلے حساب ہوگا، اسی کے ساتھ سنت ونفل نمازوں کی اہمیت بھی معلوم ہوئی کہ قیامت کے دن فرض نمازوں میں کوئی کمی وکوتاہی سامنے آنے کی صورت میں سنت ونفل نمازیں اس کمی وکوتاہی کی تلافی کا سبب ہوں گی۔

اور یہ بھی معلوم ہوا کہ نماز کے علاوہ دوسرے اعمال مثلاً زکاۃ اور روزے وغیرہ میں بھی یہی سلسلہ جاری ہوگا کہ زکاۃ کے فریضہ میں کمی کوتاہی ہونے کی صورت میں نفلی صدقات سے، اور فرض روزوں میں کمی کوتاہی ہونے کی صورت میں سنت ونفل روزوں سے، اور فرض حج میں کمی کوتاہی ہونے کی صورت میں نفل حج سے اس کی تلافی کی جائے گی۔

اور اگر کسی کی حق تلفی کی ہوگی تو اس کے بقدر دوسرے کو اُس کے نیک اعمال دے کر اُس کے حق کی تلافی کی جائے گی۔ [۲]

---

[۱] (من صلى صلاة لم يتمها زيد عليها من سبحاته حتى تتم) الظاهر أن المراد إذا صلى صلاة مفروضة وأخل بشىء من أبعاضها أو هيئاتها كملت من نوافله حتى تصير صلاة مفروضة مكملة السنن والآداب ويحتمل أن المراد أنه إذا حصل منه خلل فى بعض الشروط أو الأركان ولم يعلم به فى الدنيا يتمم له من تطوعه ولا مانع من شموله للأمرين فتدبر (فيض القدير للمناوى، تحت رقم الحديث ۸۸۱۴)

(وَيَجُوزُ تَأْخِيرُ الْفَوَائِتِ) وَإِنْ وَجَبَتْ عَلَى الْفَوْرِ (لِعُذْرِ السَّعْيِ عَلَى الْعِيَالِ؛ وَفِي الْحَوَائِجِ عَلَى الْأَصَحِّ) وَسَجْدَةُ التِّلَاوَةِ وَالنَّذْرُ الْمُطْلَقُ وَقَضَاءُ رَمَضَانَ مُوَسَّعٌ .وَضَيَّقَ الْحَلْوَانِيُّ، كَذَا فِي الْمُجْتَبَى (الدرالمختار)

(قَوْلُهُ وَفِي الْحَوَائِجِ) أَعَمُّ مِمَّا قَبْلَهُ أَيْ مَا يَحْتَاجُهُ لِنَفْسِهِ مِنْ جَلْبِ نَفْعٍ وَدَفْعِ ضُرِّهِ وَأَمَّا النَّفَلُ فَقَالَ فِي الْمُضْمَرَاتِ :الِاشْتِغَالُ بِقَضَاءِ الْفَوَائِتِ أَوْلَى وَأَهَمُّ مِنْ النَّوَافِلِ إلَّا سُنَنَ الْمَفْرُوضَةِ وَصَلَاةَ الضُّحَى وَصَلَاةَ التَّسْبِيحِ وَالصَّلَاةَ الَّتِي رُوِيَتْ فِيهَا الْأَخْبَارُ .اهـ .ط أَيْ كَتَحِيَّةِ الْمَسْجِدِ، وَالْأَرْبَعِ قَبْلَ الْعَصْرِ وَالسِّتِّ بَعْدَ الْمَغْرِبِ(ردالمحتار، ج۲ ص۷۴، باب قضاء الفوائت)

[۲] أَيْ الْمُؤَكَّدَةِ وَالْمُسْتَحَبَّةِ (وَفَضَائِلِهَا) : فِي أَوْقَاتِهَا الْمَذْكُورَةِ، وَاعْلَمْ أَنَّ السُّنَّةَ، وَالنَّفْلَ، وَالتَّطَوُّعَ، وَالْمَنْدُوبَ، وَالْمُسْتَحَبَّ، وَالْمُرَغَّبَ فِيهِ، وَالْحَسَنَ أَلْفَاظٌ مُتَرَادِفَةٌ مَعْنَاهَا وَاحِدٌ، وَهُوَ مَا رَجَّحَ الشَّارِعُ فِعْلَهُ عَلَى تَرْكِهِ، وَجَازَ تَرْكُهُ .وَإِنْ كَانَ بَعْضُ الْمَسْنُونِ آكَدُ مِنْ بَعْضٍ اتِّفَاقًا.

وَفِي الْحَدِيثِ الصَّحِيحِ " :أَوَّلُ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ عَمَلِهِ صَلَاتُهُ، فَإِنْ صَلَحَتْ فَقَدْ أَفْلَحَ وَأَنْجَحَ، وَإِنْ فَسَدَتْ فَقَدْ خَابَ وَأَجْنَحَ وَخَسِرَ، فَإِنِ انْتَقَصَ مِنْ فَرِيضَتِهِ شَيْءٌ قَالَ الرَّبُّ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى :

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

محدثین نے فرمایا کہ قیامت کے دن سب سے پہلے نماز کا حساب ہونے سے مراد یہ ہے کہ حقوق اللہ میں سے سب سے پہلے نماز کا حساب ہوگا، اور بعض احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بندوں کے حقوق کے معاملات میں سب سے پہلے قتل اور خون ریزی کا حساب ہوگا۔ [۱]

پس ہر شخص کو فرض اعمال اور فرض نمازوں کے ساتھ حسبِ توفیق سنت ونفل اعمال اور سنت ونفل نمازوں کا بھی اہتمام کرنا چاہئے۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

انْظُرُوا هَلْ لِعَبْدِى مِنْ تَطَوُّعٍ فَيُكَمَّلُ بِهِ مَا انْتَقَصَ مِنَ الْفَرِيضَةِ، ثُمَّ يَكُونُ سَائِرُ عَمَلِهِ عَلَى ذَلِكَ "، قَالَ النَّوَوِىُّ :تَصِحُّ النَّوَافِلُ وَتُقْبَلُ، وَإِنْ كَانَتِ الْفَرِيضَةُ نَاقِصَةً لِهَذَا الْحَدِيثِ، وَخَبَرُ :لَا تُقْبَلُ نَافِلَةُ الْمُصَلِّى حَتَّى يُؤَدِّىَ الْفَرِيضَةَ :ضَعِيفٌ، وَلَوْ صَحَّ حُمِلَ عَلَى الرَّاتِبَةِ الْبَعْدِيَّةِ لِتَوَقُّفِ صِحَّتِهَا عَلَى صِحَّةِ الْفَرْضِ اهـ .وَفِيهِ أَنَّهُ لَا يَتَوَقَّفُ صِحَّةُ ذَاتِهَا، بَلْ يَتَوَقَّفُ بَعْدِيَّتُهَا، قَالَ ابْنُ حَجَرٍ :وَقَوْلُ غَيْرِهِ لَا تَصِحُّ النَّافِلَةُ مِمَّنْ عَلَيْهِ فَائِتَةٌ لَزِمَهُ قَضَاؤُهَا .ضَعِيفٌ ;لِأَنَّهُ وَإِنْ أَثِمَ فَإِثْمُهُ لِأَمْرٍ خَارِجٍ، وَهُوَ لَا يَقْتَضِى الْبُطْلَانَ (مرقاة، بَابُ السُّنَنِ وَفَضَائِلِهَا)

(وَعَنْ أَبِى هُرَيْرَةَ قَالَ :سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ " :إِنَّ أَوَّلَ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ) : بِالرَّفْعِ عَلَى نِيَابَةِ الْفَاعِلِ (يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ عَمَلِهِ) ، أَىْ :طَاعَاتِهِ (صَلَاتُهُ) ، أَىِ :الْفَرِيضَةُ، قَالَ الْأَبْهَرِىُّ :وَجْهُ الْجَمْعِ بَيْنَ هَذَا، وَبَيْنَ قَوْلِهِ -عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ "أَوَّلُ مَا يُقْضَى بَيْنَ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الدِّمَاءُ" "أَنَّ الْأَوَّلَ مِنْ حَقِّ اللَّهِ تَعَالَى، وَالثَّانِى مِنْ حُقُوقِ الْعِبَادِ اهـ .أَوِ الْأَوَّلَ مِنْ تَرْكِ الْعِبَادَاتِ، وَالثَّانِى مِنْ فِعْلِ السَّيِّئَاتِ .(فَإِنْ صَلُحَتْ) : بِضَمِّ اللَّامِ وَفَتْحِهَا، قَالَ ابْنُ الْمَلَكِ :صَلَاحُهَا بِأَدَائِهَا صَحِيحَةً اهـ .أَوْ بِوُقُوعِهَا مَقْبُولَةً .(فَقَدْ أَفْلَحَ) ، أَىْ :فَازَ بِمَقْصُودِهِ (وَأَنْجَحَ) ، أَىْ :ظَفَرَ بِمَطْلُوبِهِ، فَيَكُونُ فِيهِ تَأْكِيدٌ، أَوْ فَازَ بِمَعْنَى خُلِّصَ مِنَ الْعِقَابِ، وَأَنْجَحَ، أَىْ حَصَلَ لَهُ الثَّوَابُ، (وَإِنْ فَسَدَتْ) : بِأَنْ لَمْ تُؤَدَّ أَوْ أُدِّيَتْ غَيْرَ صَحِيحَةٍ، أَوْ غَيْرَ مَقْبُولَةٍ، (فَقَدْ خَابَ) :بِحِرْمَانِ الْمَثُوبَةِ (وَخَسِرَ) : بِوُقُوعِ الْعُقُوبَةِ، وَقِيلَ :مَعْنَى خَابَ نَدِمَ وَخَسِرَ، أَىْ صَارَ مَحْرُومًا مِنَ الْفَوْزِ وَالْخَلَاصِ قَبْلَ الْعَذَابِ .(فَإِنِ انْتَقَصَ) : بِمَعْنَى نَقَصَ اللَّازِمِ (مِنْ فَرِيضَتِهِ شَىْءٌ) ، أَىْ :مِنَ الْفَرَائِضِ (قَالَ الرَّبُّ تَبَارَكَ وَتَعَالَى) : مِنْ فَضْلِهِ وَكَرَمِهِ (انْظُرُوا) : يَا مَلَائِكَتِى (هَلْ لِعَبْدِى مِنْ تَطَوُّعٍ؟) : فِى صَحِيفَتِهِ، وَهُوَ أَعْلَمُ بِهِ مِنْهُمْ، أَىْ :سُنَّةٍ أَوْ نَافِلَةٍ مِنْ صَلَاةٍ عَلَى مَا هُوَ ظَاهِرٌ مِنَ السِّيَاقِ قَبْلَ الْفَرْضِ أَوْ بَعْدَهُ أَوْ مُطْلَقًا، وَلَمْ يَعْلَمِ الْعَبْدُ نُقْصَانَ فَرْضِهِ حَتَّى يَقْضِيَهُ، (فَيُكَمَّلُ) : بِالتَّشْدِيدِ وَيُخَفَّفُ عَلَى بِنَاءِ الْفَاعِلِ أَوِ الْمَفْعُولِ، وَهُوَ الْأَظْهَرُ وَبِالنَّصْبِ وَيُرْفَعُ (بِهَا) ، أَىْ :بِنَافِلَتِهِ، قَالَ ابْنُ الْمَلَكِ، أَىْ :بِالتَّطَوُّعِ وَتَأْنِيثُ الضَّمِيرِ بِاعْتِبَارِ النَّافِلَةِ، قَالَ الطِّيبِىُّ :الظَّاهِرُ نَصْبُ "فَيُكَمَّلُ "عَلَى أَنَّهُ مِنْ كَلَامِ اللَّهِ تَعَالَى جَوَابًا لِلِاسْتِفْهَامِ، وَيُؤَيِّدُهُ رِوَايَةُ أَحْمَدَ ": فَكَمِّلُوا بِهَا فَرِيضَتَهُ "، وَإِنَّمَا أُنِّثَ ضَمِيرُ التَّطَوُّعِ فِى بِهَا نَظَرًا إِلَى الصَّلَاةِ .(مَا انْتَقَصَ مِنَ الْفَرِيضَةِ) ، أَىْ: مِقْدَارُهُ، (ثُمَّ يَكُونُ سَائِرُ عَمَلِهِ) : مِنَ الصَّوْمِ وَالزَّكَاةِ وَغَيْرِهِمَا (عَلَى ذَلِكَ) ، أَىْ :إِنْ تَرَكَ شَيْئًا مِنَ الْمَفْرُوضِ يُكَمَّلُ لَهُ بِالتَّطَوُّعِ .(وَفِى رِوَايَةٍ " :ثُمَّ الزَّكَاةُ مِثْلُ ذَلِكَ) : يَعْنِى :الْأَعْمَالَ الْمَالِيَّةَ مِثْلَ الْأَعْمَالِ الْبَدَنِيَّةِ عَلَى السَّوِيَّةِ، (ثُمَّ تُؤْخَذُ الْأَعْمَالُ) ، أَىْ :سَائِرُ الْأَعْمَالِ مِنَ الْجِنَايَاتِ وَالسَّيِّئَاتِ (عَلَى حَسَبِ ذَلِكَ) :مِنَ الطَّاعَاتِ وَالْحَسَنَاتِ، فَإِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ، وَقَالَ ابْنُ الْمَلَكِ، أَىْ :عَلَى حَسَبِ ذَلِكَ الْمِثَالِ الْمَذْكُورِ، فَمَنْ كَانَ حَقٌّ عَلَيْهِ لِأَحَدٍ يُؤْخَذُ مِنْ عَمَلِهِ الصَّالِحِ بِقَدْرِ ذَلِكَ وَيُدْفَعُ إِلَى صَاحِبِهِ (مرقاة، كتاب الصلاة، بَابُ صَلَاةِ التَّسْبِيحِ)

[۱] عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ :قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :أَوَّلُ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ الصَّلَاةُ، وَأَوَّلُ مَا يُقْضَى بَيْنَ النَّاسِ فِى الدِّمَاءِ (سنن نسائى، رقم الحديث ۳۹۹۱)

مقالات ومضامین (افسانچہ) ابومنزہ گلائی

ظالم سماج (قسط۱)

اندرونِ سندھ وپنجاب کی دیہی زندگی کی ایک جھلک، جاگیرداری، استحصالی سسٹم کے تناظر میں ایک افسانہ نما تحریر جس کے اسلوب میں درد کی کسک ہے، اور احتجاج سمویا ہے، قطعاتِ ندیم افسانچے میں انگشتری کے نگینے کی طرح جڑے ہوئے جگمگا رہے ہیں، افسانے کے سب کردار فرضی ہیں، امجد۔

چوہدری شمر کے گماشتوں نے کریم بخش کسان کے گھر پر دھاوا بول دیا، چوہدری کے فرعونی دستور میں کریم بخش کا جرم کوئی چھوٹا جرم تو نہ تھا، اگرچہ چھوٹا جرم بھی اس کی خدائی میں بڑا جرم ہی شمار ہوتا تھا، کیونکہ چھوٹ اور معافی کا خانہ چوہدری کے رجسٹروں میں کہیں موجود ہی نہ تھا۔

کریم بخش چوہدری کا مزارع تھا، آٹھ بیگھ زمین چوہدری کی اس کے تصرف میں تھی، مہینہ بھر اوپر ہوگیا تھا، اس نے ابھی تک زمین کا لگان ادا نہیں کیا تھا، اس کی بیوی ٹی بی اور دمے کی مریضہ تھی، جو کچھ جمع پونجی کریم بخش نے آڑھے وقت کے لیے پس انداز کر رکھی تھی سب اس کی بیوی مائی شیداں کے علاج معالجے پہ اٹھ چکی تھی، پھوٹی کوڑی تک نہیں بچی تھی، فاضل اناج، غلہ وہ پہلے ہی بیچ چکے تھے، گھر میں فاقوں تک کی نوبت آتی تھی، کریم بخش کی دو بیٹیاں تھیں، بڑی روزینہ اور چھوٹی زرینہ تھی، ماں کی بیماری، باپ کی پریشانی، گھریلو حالات کی کسمپرسی اور جاگیردار چوہدری کی سخت گیری نے دونوں کلیوں کو مرجھا کے رکھ دیا تھا، روزینہ جوانی کی دہلیز پہ کھڑی حسنِ خداداد کی حامل ایک الھڑ دوشیزہ تھی، حالات کی ستم ظریفی نے اسے جوانی کی امنگوں، ترنگوں اور سنہرے سپنوں سے بیگانہ وانجان بنا رکھا تھا، چھوٹی زرینہ بچپنے کی شوخیوں اور معصومانہ اداؤں سے بے نیاز ہر وقت کھوئی کھوئی سی رہتی تھی۔

آج چوہدری کے گماشتوں نے جب ان کے گھر پہ ہجوم کیا، اور ویران گھر میں جب کچھ اور ہاتھ پلے نہ پڑا تو روزینہ کا چاندی کا جھومر انہوں نے ہتھیا لیا، روزینہ کے لیے یہ جھومر اور چھوٹی زرینہ کے لیے جھمکے اور بالیاں پچھلی عید پہ اس کے ماموں نے تحفہ بھیجے تھے جو قصبہ میں سنار کی دوکان پہ ملازم تھے، اب پھر عید آنے والی تھی، عید کے موقع پر روزینہ اسے ماتھے پہ آویزاں کرتی تو اس کے مائی باپ کو کتنا سکون ملتا، ویسے روزینہ کا فطری حسن زیور کا محتاج نہیں، اس کی سادہ حالی، مغموم دل، اشک بار آنکھیں اور اداس صورت اس کے

خداداد حسن کو ایک تقدس اور عظمت عطا کرتے ہیں، جو زیور اور گہنے سے میلا ہو کر گہنا جائے، لیکن ماتھے کا یہ جھومر آویزاں کر کے وہ ظاہر بین نگاہوں میں حسن کی ایسی دیوی معلوم ہوتی ہے جو تاج پہن کر درشن لینے نکلے تو زمانہ اس کی پوجا پاٹ کے لیے چشم براہ ہو، چوہدری شمر کے پالتو غنڈوں کے ہاتھوں میں بیٹی کا جھومر دیکھ کر کریم بخش کا دل بھر آیا، اس کی ڈبڈبائی آنکھوں اور خاموش زبان میں ظالم سماج سے احتجاج تھا۔

افسوس لگان آج ادا نہیں کر سکتا لیکن میری بیٹی کا یہ جھومر نہ اتارو

کس طرح منائے گی یہ کل عید کا تہوار اے ابلقِ ایام کے بے رحم سوارو!

چوہدری کے گماشتے آج بھی لگان کی عدم وصولیابی پہ سخت آگ بگولہ تھے، اور کریم بخش جیسے سفید پوش، بے ضرر اور بامروت دہقان کو گالی گلوچ کر رہے تھے، اور لگان کی ادائیگی کا فوراً انتظام کرنے کے لیے دھمکا رہے تھے، اس غیر شریفانہ بلکہ بہیمانہ سلوک سے ایک غریب سفید پوش کی عزت نفس کا نازک آبگینہ ٹوٹ کر کرچی کرچی ہو رہا تھا، کریم بخش شریفانہ طریقے اور دردمندانہ انداز میں ان کے گالی گلوچ اور بدتہذیبی پر احتجاج کر رہا تھا، اور لگان کی ادائیگی کے لیے کچھ دن کی مزید مہلت مانگ رہا تھا۔

لگان دوں گا مگر میرے پاس خاک نہیں کوئی سبیل میں دو روز میں نکالوں گا

غریب ہوں مگر اب گالیاں نہ دیجیے مجھے میں اپنی بیٹی کے دو بُندے بیچ ڈالوں گا

کریم بخش اس جاگیر کے ان غیور، نیک فطرت اور خوددار کسانوں میں سے ایک ہے جو حالت کے بھنور میں گھر کر بھی اپنے انسانی شرف اور غیرت وخودداری کی لاج رکھتے ہیں، ورنہ یہاں بعض دہقان ایسے بھی ہیں جنہوں نے اپنے انسانی شرف اور غیرت وخودداری کو غربت وافلاس کے مصائب کے سیلاب میں بہا دیا، اور وقتی طور پر خوشحال، نہال اور فارغ البال ہو گئے۔

بمصداق حدیث مبارکہ "کاد الفقر ان یکون کفرا" (فقر بسا اوقات آدمی کو کفر تک پہنچا دیتا ہے) چوہدری کا عیاش وعیار بیٹا شہر یار لگان کی قیمت پر اپنے گماشتوں کے ذریعے ہاریوں کو یہ پیشکش بھی کرتا ہے کہ وہ اپنی بہو، بیٹیوں کو چوہدری کی حویلی میں کام کاج کے لیے بھیج سکتے ہیں، پچھلے دنوں لال دین کسان چوہدری کے کافی کچھ بقایاجات اپنے سر چڑھنے اور مزید کچھ ادھار لینے کے عوض اپنی بیٹی کی خدمات چوہدریوں کی حویلی کے لیے قبول کر چکا تھا، وہ تو خیر ہوئی کہ حوا کی اس باحیا وعفت مآب بیٹی نے زہریلا مواد کھا کر چوہدریوں کی حویلی میں کام کاج کے لیے جانے کے بجائے قبر میں جانے کو ترجیح دی، اگرچہ وہ

خودکشی کی اس کوشش میں کامیاب نہ ہوسکی اور بمشکل تمام اس کی جان بچی ۔

فاقے بے شک کھینچتا جا، لیکن اے مفلس کسان اپنی اس مغموم اور معصوم بیٹی کو نہ بیچ

اس کی آنکھوں میں ہیں وہ اندازِ محوِ خواب ناز جن کے آگے لوگ شاہی کو سمجھ لیتے ہیں ہیچ

آج عید کا چوتھا دن ہے، کریم بخش کے گھر صفِ ماتم بچھی ہوئی ہے اور شامِ غم کا منظر ہے، اس کی بیوی مائی شیداں ٹی بی کی جان لیوا بیماری سے مقابلہ کرتے کرتے زندگی کی بازی ہار گئی، وہ ابدی نیند سوئی ہوئی ہے، اس کے چہرے پہ بلا کا سکون ہے، شاید اس کی عمر بھر کی بے قراری کو قرار آ ہی گیا، کہ وہ ایسے عالم میں پہنچ چکی ہے جو چوہدریوں کی دسترس سے باہر ہے، جہاں کا سماج ظالم سماج نہیں، جہاں طبقاتی تفاوت اور نسلی اونچ نیچ نہیں، جہاں ہاری و کاشتکار جاگیردار اور مخدوم زادوں وگدی نشینوں کے مظالم واستحصال کا شکار نہیں، جہاں ربِ رحمان اور اس کی قدوسی مخلوق سے واسطہ ہے۔ ۔

جنت آنجا است کہ آزارے نباشد کسے را با کسے کارے نباشد

روزینہ اور زرینہ ماں کی میت کے گہوارے کے ساتھ پائنتی سے جڑی بیٹھی ہیں اور دریائے غم کی گہرائیوں میں غلطاں وغوطہ زن ہیں، کریم بخش گاؤں کے باہر قبرستان میں گاؤں کے لوگوں اور رشتہ داروں کی مدد سے قبر تیار کرانے میں مصروف ہے، قبرستان سے تھوڑے فاصلے پر دوسرے گاؤں میں ایک گھر میں شادی کی تقریب ہے، وہاں شادیانے بج رہے ہیں، اور شہنائیاں گونج رہی ہیں، شاید دنیا ایسے ہی تضادات کا عالم ہے اور بے ثباتی کا مقام ہے، ایک گھر میں شامِ غم کا منظر ہوتا ہے، تو دوسری جگہ صبحِ بہاراں نوید جانفزا سنا رہی ہوتی ہے، یہاں کی نہ خوشی کو ثبات ہے نہ غم کو دوام ہے، یہاں کی ہر خوشی، ہر راحت اور ہر غم، ہر آفت کو۔ ع یوں سمجھو کہ امرِ اعتباری ہے

۔ گونج ہے شہنائیوں کی، دھوم ہے بارات کی پھر رہی ہیں کھیلتی ہنستی، مچلتی کنواریاں

گاؤں سے دور ایک سنسان گورستان میں ہو رہی ہیں، ایک سادہ قبر کی تیاریاں

شام کو مغرب سے ذرا پہلے مائی شیداں کی تدفین وغیرہ سے فارغ ہو کر ہاتھوں سے مٹی جھاڑ کر کریم بخش گھر لوٹتا ہے، آج کی شام کچھ زیادہ ہی اداس ہے، کریم بخش کا دل ڈوب رہا ہے، گھر سے وحشت ٹپکتی معلوم ہوتی ہے، گھر اُسے کھانے کو دوڑ رہا ہے، شاید دنیا کی رونق دل کی رونق سے ہے، دل مرجھا جائے تو ہنستی ہنستی دنیا بھی نظروں میں ویرانہ بن جاتی ہے۔ ۔

دنیا کیا ہے، دنیا میرا دل ہے   بدلنے سے اس کے رنگ ہر اک چیز کا بدلا

روزینہ اور زرینہ پہ پژمردگی چھائی ہوئی ہے، ماں سے خالی گھر ان کو قبر نما معلوم ہوتا ہے، بیٹیوں کے اداس چہرے کریم بخش کے دل کو کچوکے لگا رہے ہیں، گو روشنی سو بسو، کو بکو ہے، لیکن روزینہ، زرینہ اور کریم بخش کی آنکھوں کے آگے اندھیرا ہے۔

جب سے دل بجھا ہے مجھ حزیں کا   دیا جلتا نہیں کہیں کا

رات کا کافی حصہ بیت چکا ہے، کریم بخش بستر پہ کروٹیں بدل رہا ہے، نینداس کی آنکھوں سے کوسوں دور ہے، غم اور ہجر کی رات کا ایک ایک پل سالوں پر محیط معلوم ہوتا ہے۔

کریم بخش سوچوں میں گم ہے، خیالات کی ایک گھاٹی سے ہو کر نکلتا ہے تو سامنے ایک دوسری عمیق گھاٹی، دل و دماغ کو چکرا رہی ہوتی ہے، وہ سوچ رہا ہے کہ یہ طبقاتی اور استحصالی سماج اور جاگیرداری وسرمایہ داری سسٹم جس میں اس کا اور اس ملک کی غالب اکثریت کا جوڑ جوڑ جکڑا ہوا ہے، اس کے بارے میں سوچتا ہے تو اس کے دل سے ہوک سی اٹھتی ہے، وہ سوچتا ہے کہ کیا تاریخ نے الٹی ذقند بھری ہے، کیا ابھی ہم عہد قدیم کے فراعنہ کے دور میں ہیں، جب فراعنۂ وقت زندگی کا خراج لیتے تھے اور انسان کے گھر میں پیدا ہونا اور جینا سب سے بڑا جرم تھا، جس کی بھاری قیمت نسل در نسل دائمی غلامی اور ہمہ جہتی بیگار میں دھرے جانے کی صورت میں ادا کرنا پڑتی تھی۔

تہذیبِ جدید کے علمبردار امن، انصاف، قانون، عدل و مساوات، انسانی حقوق، ترقی وخوشحالی اور جمہوریت کے گن کس منہ سے گاتے ہیں؟ کیا میرے ملک میں جاگیردار، سرمایہ دار اور طبقہ اشرافیہ کے گرگے عملاً ہر آئین و قانون سے مستثنیٰ نہیں؟ چاہیں آدھا ملک بیچ کھائیں، ملک کی آزادی وخودمختاری ڈالروں کی چھنکار سن کر اغیار کے ہاتھوں میں گروی رکھ دیں، طاغوت کے تابع مہمل بن کر اپنی عوام میں سے جس کو چاہیں ان کے ہاتھ بیچ ڈالیں، بے حسی اور دیوثی کی اس پستی تک پہنچ چکے ہوں کہ اپنی قوم کی بہن، بیٹیوں کو دشمنوں کے حوالے کرنے سے بھی نہ چوکیں، زر اور زور کے بل بوتے پر ادل بدل کر مسند اقتدار پہ قابض و فائز ہوتے رہیں، غریب کو دال روٹی کے لیے بھی پاپڑ بیلنے پڑیں، جبکہ ان زرداروں کی ہزاروں ایکڑ زمین کا زرعی ٹیکس بھی معاف ہو، غریب زرعی ضرورت یا اضطراری مجبوری میں چند ہزار کا قرض لے کر بروقت ادا نہ کرسکے تو قانون پوری طرح حرکت میں آجائے اور اس کی چمڑی ادھیڑ کے رکھ

دے، جیل کی سلاخوں کے پیچھے اسے دھکیل کر زندہ درگور کر دے، لیکن اقتدار کے شہ نشیں، ان کے حوالی موالی، جاگیردار، سرمایہ دار، صنعت کار، اربوں کروڑوں کا تجارتی قرض لے کر بغیر ڈکار لیے ہضم کر جائیں تو قانون حرکت میں آئے نہ قانون کے رکھوالوں کی جبیں پہ کوئی شکن ابھرے اور نہ ہی کوئی سلوٹ ظاہر ہو۔

جو تاج بسر ہیں ان پہ سب کچھ وارو — جو خاک بسر ہیں ان کی گردن مارو
تاریخ کھڑی تمہارا منہ تکتی ہے — جمہوریتِ وقت کے برخوردارو!

ہاں کریم بخش سوچ رہا تھا کہ میں بے زر دہقان اپنا پتہ پانی کر کے زمین سے اناج غلوں کی صورت میں زر اگاتا ہوں، لیکن یہ زر مفت خورے زرداروں کے گودام خانوں میں منتقل ہو جاتا ہے، چوہدری شمر جیسے جاگیرداروں کے فلور ملوں اور شوگر ملوں میں پہنچ جاتا ہے، دولت کے ان پجاریوں کی ہوس اس پر بھی نہیں مٹتی، گوداموں اور ملوں میں خدا کے پیدا کیے ہوئے اور کسانوں کے اگائے ہوئے اس رزق و روزی کو جو ساری مخلوق کے لیے ہے یہ ذخیرہ اندوز ذخیرہ کر لیتے ہیں، عوام کو رزق و روزی کے لیے خوب ترسا کر پھر بلیک مارکیٹنگ کر کے ان پر من مانے داموں فروخت کرتے ہیں، کیا غضب ہے کہ کھیتی اور کھلیان کی بہار کریم بخش جیسے کسانوں کے دم سے ہو، لیکن خود وہ در بدر خاک بسر ہوں، کبھی وہ خوراک اور غذا کو ترستے پھریں، کبھی لباس، پوشاک ان کی برہنگی پر پورا اترنے سے قاصر ہو، کبھی دوا دارو کو ترسیں، مسیحاؤں اور معالجوں کی بھاری فیسیں آسمان سے باتیں کریں، غریب کسان کی پورے سیزن کی خون پسینے کی گاڑھی کمائی ایک دو دفعہ کے ڈاکٹری معائنے اور لیبارٹری ٹیسٹوں پر ہی اٹھ جائے، اور مریض یونہی ایڑیاں رگڑتے رگڑتے موت کی ابدی نیند سو جائے۔

جس کو میں نے ریشمی فرغل دیے — اس نے بخشا ہے مجھے دامان چاک
کیا یہی تہذیب کی معراج ہے — جمع کر لاتا ہوں زر، پاتا ہوں خاک

انہی سوچوں میں غلطاں کریم بخش نے رات آنکھوں میں کاٹی، تاآنکہ دور کہیں سے مؤذن کی صدائے اذاں فضاؤں کو چیرتی ہوئی بلند ہوئی، جو ظلمتِ شب کا سینہ چاک کر کے سپیدۂ سحر کی نوید سنا رہی تھی، اذان کی آواز کے ساتھ ہی خیالات کا تانتا ٹوٹا، کریم بخش اٹھ کر نماز کی تیاری کرنے لگا اور بیٹیوں کو بھی جگا دیا۔

یہ شب جو کبھی فردا ہے کبھی امروز — معلوم نہیں ہوتی ہے کہاں سے پیدا
وہ شب جس سے لرزتا ہے شبستانِ وجود — ہوتی ہے بندۂ مومن کی اذاں سے پیدا

(جاری ہے)

نظارۂ وطن ابو عشرت حسین

راول ڈیم سے خان پور ڈیم تک (قسط۴)

مارگلہ ہلز کے کٹاؤ سے گذر کر ٹیکسلا میں داخل ہوتے ہیں، ٹیکسلا کی حدود میں داخل ہوتے ہی مارگلہ ہلز کے نیچے پشاور روڈ کے بغل میں ''شیر شاہ سوری'' اور مغلوں کے کچھ تعمیراتی آثار ہیں، تھوڑا آگے آئیں تو ''ٹیکسلا بائی پاس'' ہے، جہاں سے دائیں ہاتھ پر خان پور روڈ الگ ہوتی ہے اور ریلوے لائن کے ساتھ ساتھ گذرتی ہے، خانپور روڈ کے دائیں طرف مارگلہ پہاڑیوں تک سارا فوجی ایریا ہے، جو روڈ کے ساتھ ساتھ دسیوں کلومیٹر تک خانپور تک چلا گیا ہے، روڈ سے مارگلہ پہاڑیوں تک چوڑائی میں بھی یہ کافی پھیلا ہوا رقبہ ہے، یہاں ''ہیوی ری بلڈ فیکٹری'' ہے، جس میں ٹینکوں کی اوور ہالنگ، ری بلڈنگ اور مرمت کے کام ہوتے ہیں، اسی طرح ''ہیوی فونڈری اینڈ فیورج'' (ایچ ایف ایف) جیسا بڑا ادارہ یہاں واقع ہے، تیسرا بڑا ادارہ ''ایچ ایم سی'' (ہیوی مکینیکل کمپلکس) ہے، جس کو چائنا فیکٹری کہتے ہیں، یہ اسی ایریے میں حطار روڈ پر واقع ہے۔

دفاعی ساز و سامان کے ملکی سطح کے ان تین بڑے اداروں کے علاوہ ''ٹیکسلا یونیورسٹی آف انجینئرنگ'' جیسا ہائی لیول کا عظیم الشان ادارہ بھی یہاں واقع ہے، پانچواں ملکی سطح کا بڑا ادارہ جو بین الاقوامی شہرت کا حامل ہے، اور دفاعی ساز و سامان، ملکی ضروریات کے لیے بنانے کے ساتھ ساتھ برآمد کر کے ملک کے لیے سالانہ اربوں روپے زرمبادلہ بھی کماتا ہے وہ ''پاکستان آرڈیننس فیکٹری'' (پی او ایف) ہے، جو کہ واہ کینٹ میں واقع ہے، واہ کینٹ ٹیکسلا کے ساتھ ملحق کینٹ ایریا ہے، فیکٹری کی وجہ سے واہ کینٹ بہت ترقی یافتہ، جدید تمدنی سہولیات سے آراستہ، گنجان آباد شہر بن چکا ہے، پشاور روڈ یعنی مین جی ٹی روڈ پر ٹیکسلا سے نکل کر روڈ کے ساتھ ساتھ واقع ہے، مسلسل لمبائی میں روڈ کے ساتھ پانچ چھ کلومیٹر تک اس کی باؤنڈری لائن چلی گئی ہے، پشاور روڈ سے واہ کینٹ میں داخل ہونے کے لیے تین بیریل ہیں، جن کو بالترتیب بیریل نمبر1، بیریل نمبر2 اور بیریل نمبر3 کہتے ہیں، بیریل نمبر1 ٹیکسلا کے مین بازار کے ساتھ ہی واقع ہے، جہاں اب جی ٹی روڈ پر ''انڈر پاس'' بن گیا ہے، (انڈر پاس کا یہ مقام جی ٹی روڈ پر ٹیکسلا بائی پاس سے ایک دو فرلانگ کے فاصلے پر ہے) یہیں انڈر پاس کے اوپر سے دائیں طرف کو حطار

ہری پور روڈ ٹیکسلا شہر کے اندر سے گزرتی ہے، ٹیکسلا شہر کے اندر پشاور ریلوے لائن کے اوپر سے فلائی اوور بنا کر اسے گزارا گیا ہے ''چائنہ فیکٹری'' (ایچ ایم سی) اسی حطاّر روڈ پر ٹیکسلا کے متصل واقع ہے، آگے ''دریائے ہارو'' پر سے گزر کر اسی روڈ پر فاروقیہ آتا ہے، جہاں فاروقیہ کی بڑی سیمنٹ فیکٹری ہے، فاروقیہ سے گذر کر ''حطاّر انڈسٹریل ایریا'' شروع ہوجاتا ہے، جو ملک کا نہایت اہم صنعتی زون ہے، جہاں بے شمار صنعتیں واقع ہیں، خوردنی اشیاء، فولادی ساز وسامان ، دوا سازی، سیمنٹ، تعمیراتی میٹریل وغیرہ کی صنعتیں ہیں۔

حطاّر سے سے آگے ''کوٹ نجیب اللہ'' مشہور اور تاریخی قصبہ اسی حطاّر روڈ پر واقع ہے، انیسویں صدی کے دوران رنجیت سنگھ کی ''سکھا شاہی سلطنت'' میں ہزارہ کی تاریخ میں ''کوٹ نجیب اللہ'' کا ذکر مختلف حوالوں سے آتا ہے، ''کوٹ نجیب اللہ'' تھانہ ہے جو ضلع ہری پور میں واقع ہے، بڑا آباد اور پر رونق قصبہ ہے، یہاں ریلوے اسٹیشن بھی ہے، ریلوے اسٹیشن آبادی سے باہر لیکن آبادی کے قریب ہے، اور بلندی پر پُر فضا جگہ میں پہاڑی ٹیلوں کے دامن میں واقع ہے، یہاں گہری خاموشی اور سکون چھایا رہتا ہے، شہری زندگی کی چہل پہل اور ہنگاموں سے نکل کر ایسی جگہ پہنچنے پر طبیعت بڑی آسودگی اور راحت پاتی ہے، ''کوٹ نجیب اللہ'' سے کچھ پہلے حطاّر انڈسٹریل ایریا میں میرے ایک عزیز رہتے ہیں، میں کئی دفعہ ان کے ہاں جانے کے لیے ریل سے سفر کر کے ''کوٹ نجیب اللہ'' اسٹیشن پر اترتا رہا ہوں، ہر دفعہ اس بلند اور پُر فضا جگہ کا سکون اور سکوت یہاں چند گھنٹے گزارنے کی خاموش دعوت بزبانِ حال دیتا رہا ہے لیکن اس کی نوبت ابھی نہیں آئی۔

کوٹ نجیب اللہ سے آگے اسی روڈ پر ''کانگڑہ کالونی'' بڑی آباد جگہ ہے، کانگڑہ کالونی سے آگے ''پاک چائنہ فرٹیلائزر''، کھاد کی ملکی لیول کی بڑی فیکٹری بھی روڈ کے ساتھ ساتھ وسیع وعریض رقبے پر پھیلی ہوئی ہے، آگے یہ سڑک ہری پور شہر کے قریب (حسن ابدال میں پشاور روڈ سے الگ ہوکر ہزارہ آنے والی) بڑی شاہراہ سے مل جاتی ہے، جو آگے جا کر شاہراہِ ریشم کہلاتی ہے اور شمالی علاقہ جات سے گذرتی ہوئی چین کی سرحد تک پہنچتی ہے۔

مارگلہ ہلز کے کٹاؤ سے گذر کر کچھ آگے جی ٹی روڈ کے کنارے ایک کابلی ہوٹل میں ہم دوپہر کا کھانا کھانے کے لیے رکے، ملک کے طول وعرض میں تمام قابلِ ذکر قومی شاہراہوں پر وقفے وقفے سے افغانیوں، سرحدی پختونوں اور کوئٹہ والوں کے ہوٹل اپنے روایتی، دیسی اور سادہ مگر پُر لطف ومزیدار کھانوں کے

ساتھ پھیلے ہوئے ہیں۔

یہ ہوٹل ہماری پرانی مشرقی اور دیسی و مقامی روایات کو زندہ رکھے ہوئے ہیں، یہاں بیٹھنے کے لیے لکڑی اور مونجھ کی پرانی وضع کی بڑی بڑی چارپائیاں، دالان میں بچھی رہتی ہیں، یا تھڑہ نما فرشی نشستیں بنی ہوتی ہیں، جن پر پانی سے بھرے مٹی کے گھڑے اور سلور کے بڑے بڑے کٹورے یا گلاس رکھے رہتے ہیں۔

مجھے دورانِ سفران ہوٹلوں میں چارپائی یا تھڑے پر بیٹھنے، دیسی اور سادہ کھانوں یا چائے سے شاد کام ہونے میں بڑا لطف آتا ہے، یہاں اپنائیت وطمانینت محسوس ہوتی ہے، اپنی علاقائی، روایتی طرزِ زندگی کی خوشبو آتی ہے۔

اب یہ دیسی و علاقائی کلچر و ماحول، نشست و برخاست اور خورد و نوش کا انداز ہمارے گھر اور بازار، چوک چوراہے اور گلی محلے سے رخصت ہو رہا ہے، اس کی جگہ برگر و پیپسی اور پیزہ کلچر اور نیٹ کیفے لے رہا ہے۔

یہاں ہم نے سادہ دیسی کھانوں سے کام و دہن کے لطف کا سامان کیا، کھانے سے فارغ ہو کر پھر سفر شروع ہوا، کچھ ہی آگے ٹیکسلا بائی پاس ہے، چونکہ ہم نے خانپور ڈیم پر جانا تھا، اس لیے بائی پاس (کے قریب) سے ہم جی ٹی روڈ چھوڑ کر خانپور روڈ پر ہو لئے۔

(جاری ہے......)

Idara Ghufran

مقالات ومضامین مفتی محمد رضوان

ہمارے شیخ حضرت نواب عشرت علی خان قیصر صاحب رحمہ اللہ (چوتھی وآخری قسط)

حضرت نواب عشرت علی خان قیصر صاحب رحمہ اللہ کا وجود اسلام آباد جیسے شہر میں پورے ملک کے لئے بہت بڑا سایہ تھا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت والا کی دعاؤں اور توجہات کی برکات جاری رکھیں۔

حضرت والا کے تفصیلی حالات بندہ نے حضرت والا کی حیات میں جمع ومرتب کئے تھے، جن میں بعض تحریرات حضرت والا رحمہ اللہ کی خودنوشتہ بھی ہیں۔

یہ مضامین ''حالاتِ عشرت ومکتوباتِ مسیح الامت'' کے نام سے حضرت والا رحمہ اللہ کی حیات میں ہی حضرت والا رحمہ اللہ کی تصدیق وتوثیق کے ساتھ ادارہ غفران سے شائع بھی ہوگئے تھے۔

اس میں حضرت والا رحمہ اللہ کا خودنوشتہ ایک مختصر مگر جامع مضمون ''عمرِ رفتہ کی یادیں'' کے عنوان سے شائع ہوا ہے۔ آخر میں حضرت والا رحمہ اللہ کے اس مضمون کو نقل کیا جاتا ہے۔

عمر رفتہ کی یادیں

''بعض احباب کے اصرار پر کہ اپنی زندگی کا ایک مختصر خاکہ تحریر میں لے آؤں۔

حضرت خواجہ مجذوب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ایک شعر زبان پر بے ساختہ آجاتا ہے: ؎

مری زیست کا حال کیا پوچھتے ہو نہ پیری نہ طفلی نہ اس میں جوانی
جو کچھ ساعتیں یادِ دلبر میں گذریں وہی ہیں وہی کل مری زندگانی

ماہِ رجب ۱۳۴۸ھ میں قصبہ مینڈھو ضلع علیگڑھ میں بندہ کی ولادت ہوئی۔ الحمد للہ عمر کے ۸۲ سال گذر گئے عمر غفلت میں ہوگئی برباد میرے اللہ تیری دھائی ہے۔

والد صاحب مرحوم ومغفور کا نام محمد مسعود علیخان ہے۔

میرے دادا نواب لیاقت حسین خاں رحمۃ اللہ علیہ (ابن چوہدری تفضّل صاحب) اپنے علاقہ کے رئیس تھے گو اصطلاحی عالم نہ تھے لیکن فقیہ النفس، ابوحنیفۂ وقت، جنید وشبلی دوراں حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت بابرکت کے باعث اتباعِ سنت اور استیصالِ شرک وبدعت میں اولیاء اللہ سلف کا نمونہ تھے۔ حضرت

گنگوہی رحمہ اللہ سے بیعت تھے اور مدرسہ دیوبند کی اولین مجلس شوریٰ کے رکن تھے۔ اپنی رہائش گاہ کے متصل مسجد، مدرسہ اور خانقاہ بھی تعمیر کرائی تھی۔

میری دادی مرحومہ شیخ العرب والعجم حضرت حاجی امداداللہ صاحب مہاجرمکی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت تھیں۔ بندہ کی ولادت کے وقت دادامرحوم نے کان میں اذان واقامت کے بعد مجھے یہ دعادی کہ اے اللہ اسے کامل مومن اور صالح مسلمان بنادے جوان کے قلم سے لکھی ہوئی خاندانی رجسٹر ولادت واموات میں ہنوز موجود ہے۔ دادامرحوم نے مینڈھو میں مدرسہ عربیہ یوسفیہ قائم کیا تھا جو نواب یوسف علیخاں مرحوم کے نام سے منسوب کردیا تھا۔ اس مدرسہ میں منقولات ومعقولات کے جو متبحر اساتذہ درس وتدریس پر فائز تھے وہ دیوبند اور تھانہ بھون سے بلائے جاتے تھے۔ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب نوراللہ مرقدہٗ نے اپنی آپ بیتی (جلد ششم) میں مینڈھو کے مدرسہ کا ذکر کیا ہے۔ مدرسہ کے شیخ الحدیث حضرت مولانا حبیب احمد صاحب کیرانوی رحمہ اللہ کو حضرت حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ نے مقرر کیا تھا، بندہ کی ابتدائی دینی تعلیم اس مدرسہ میں ہوئی۔ دادامرحوم مجھے دیوبند بھیجنا چاہتے تھے لیکن والدہ ماجدہ رحمہا اللہ کی محبتِ مادری آڑے آگئی۔ والدمرحوم کے بوجہ سرکاری ملازمت کے صوبہ یوپی کے مختلف اضلاع میں تبادلے ہوتے تھے اس لئے یہ طے ہوا کہ والدین کے ساتھ گھر پر ہی اساتذہ کو رکھ کر تحصیل علوم دین کی جائے۔

چنانچہ حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ سے رجوع کیا گیا حضرت رحمہ اللہ نے مولانا ظفراحمد صاحب عثمانی رحمہ اللہ کے بڑے صاحب زادہ مولانا عمراحمد عثمانی تھانوی رحمہ اللہ کو متعین کیا والدہ مرحومہ کی درخواست پر حضرت والا رحمہ اللہ نے یہ درخواست قبول فرمالی کہ مجھ نالائق اور نااہل بندہ کی بسم اللہ تفسیر میں جلالین سے، فقہ میں ہدایہ اول اور حدیث میں مؤطا امام مالک سے شروع کی۔

الحمدللہ سن بلوغ سے قبل ہی ناچیز اپنی والدہ کو لیکر تھانہ بھون جایا کرتا تھا کیونکہ حضرت والد صاحب مرحوم بوجہ ملازمت زیادہ سفر نہیں کرسکتے تھے۔ اپنے بچپن کا ایک واقعہ یاد ہے میری عمر غالباً سات آٹھ سال کی تھی والدہ مرحومہ کے ساتھ باغپت سے تھانہ بھون جاتا تھا انکا قیام چھوٹی پیرانی صاحبہ کے گھر پر ہوتا تھا بندہ حضرت مولانا شبیرعلی صاحب رحمہ اللہ (برادرزادہ حضرت والا) کے مکان پر ٹھہرا کرتا تھا

کئی بار ایسا ہوا کہ حضرت والا رحمہ اللہ اپنے ساتھ کھانے میں شریک فرماتے تھے بلکہ ایک ہی پیالہ میں حضرت کے ساتھ نوالہ کھایا ہے۔ گویا کہ ہم پیالہ ہم نوالہ کی سعادت بھی بفضلہٖ تعالیٰ اس نالائق کو نصیب ہوئی ہے، حضرت نے دورانِ طالبعلمی میں بیعت کرلیا تھا۔

پنجاب اورالٰہ آباد کے جن اداروں سے دینی علوم کے امتحانات ہوتے تھے۔ چارسال کا نصاب تھاالحمدللہ مولوی عالم، مولوی فاضل کی سند حاصل کی (حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے فراغت پر پگڑی باندھی تھی وہ بحمداللہ تعالیٰ ابھی تک موجود ہے)

نیز پنجاب سے منشی، منشی عالم اور منشی فاضل کے امتحانات میں کامیابی حاصل کی۔

حضرت نے خانقاہ کی مسجد میں بعد نمازِ عصر مجھے اور میرے بھائی محمد سلیم صاحب کو بیک وقت مرید کیا تھا۔ بندہ عربی کی تعلیم حاصل کررہا تھااور بھائی محمد سلیم صاحب انگریزی پڑھتے تھے حضرت نے دونوں کیلئے دعا کی، اوردونوں بھائیوں کوباجماعت نمازاوراپنے مواعظ وملفوظات کے مطالعہ کی نصیحت فرمائی۔

بیعت کے بعد بندہ سے فرمایا کہ ابھی طالب علم ہوصرف مختصرذکر کی تعلیم فرماکرارشادفرمایا کہ بعدفراغت اصلاح کیلئے آنا۔

دینی تعلیم کے اختتام پرعلیگڑھ یونیورسٹی سے ایم۔اے اور قانون کی ڈگری بھی حاصل کی تھی۔وائے افسوس کہ جب علومِ دینی اورفنونِ عصری سے فارغ ہواتو حضرت والاسفرآخرت پررحلت فرما گئے ؂

تہیدستانِ قسمت راچہ سوداز رہبر کامل خضرازآبِ حیواں تشنہ میں آردسکندررا

اللہ تعالیٰ والدہ مرحومہ کوزیادہ سے زیادہ بہتر سے بہتر جزائے خیرعطافرمائے جنکی تمناؤں اوردعاؤں کے صدقہ میں بفضلہٖ تعالیٰ ایک غیرمستحق اورناکارہ وناکندہ تراش بندہ مجددِوقت جامع المجددین کانظرافتادہ ودست گرفتہ غلام بن گیا۔ ؂

نازم بہ چشم خودکہ جمال تودیدہ است افتم بہ پائے خودکہ بکویئت رسیدہ است

ہردم ہزاربوسہ زنم دست خویش را کہ دامنت گرفتہ بسوئم کشیدہ است

الحمدللہ حضرت رحمہ اللہ کے وصال کے بعدان کے اجلِ خلفاء سے اصلاح ومجالست ومکاتبت کی توفیق نصیب ہوتی رہی۔ ہندوستان سے پاکستان میں سکونت ۱۹۴۸ء میں منتقل کرنے کے بعدکراچی میں مستقل قیام رہابیک وقت حسبِ ذیل خلفاءعظام بقیدحیات تھے،حضرت مفتی اعظم محمدشفیع صاحب،حضرت مولانا عبدالغنی صاحب پھولپوری، حضرت عارف باللہ ڈاکٹرعبدالحی صاحب عارفی ، حضرت بابانجم احسن صاحب حضرت مولانامحمد یوسف بنوری صاحب حضرت مولاناظفراحمدصاحب تھانوی عثمانی، حضرت حافظ عبدالولی صاحب، حضرت مولاناسیدسلیمان ندوی صاحب، حضرت مولاناشبیرعلی صاحب، حضرت

ظفر احمد صاحب انجینئر، حضرت ڈپٹی علی سجاد صاحب وغیرہ رحمہم اللہ۔

الحمد للہ تمام اکابر کی صحبت وزیارت ودعائیں بندہ کو نصیب ہوئیں ان قدسی صفات اولیاء کی مجالس میں پابندی کے ساتھ شرکت کی سعادت حاصل ہوئی تقریباً چالیس سال کا عرصہ مختلف ادوار میں ان حضرات کی خدمت بابرکت میں گزرا۔

علاوہ ازیں صوبہ سرحد میں حضرت مولانا فقیر محمد صاحب رحمہ اللہ کی خانقاہ میں ذکروفکر کا سلسلہ جاری رہا۔

ہندوستان میں جب بھی جانا ہوتا مخدومی حضرت مولانا مسیح اللہ خاں صاحب شروانی مسیح الامت رحمہ اللہ کی خانقاہ میں قیام کرتا تھا، حضرت رحمہ اللہ سے ملاقات پاکستان بننے سے قبل ہی تھی کیونکہ باغپت اکثر جانا ہوتا تھا۔

بندہ کے بہنوئی نواب ارشاد علیخاں صاحب مرحوم کے ہمراہ جلال آباد جایا کرتا تھا، لیکن اصلاحی تعلق حضرت مسیح الامت رحمہ اللہ سے حضرت مولانا فقیر محمد صاحب کے بعد شروع ہوا۔

الٰہ آباد میں ۱۹۴۰ء میں حضرت خواجہ مجذوب صاحب رحمہ اللہ کے ہاں چند روز مہمان رہا۔

بندہ کے پھوپھا نواب جمشید علیخاں صاحب مرحوم باغپت کے رئیس تھے اور حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ کے خواص میں ممتاز درجہ رکھتے تھے۔ حضرت والا رحمہ اللہ کے باغپت میں نواب صاحب مرحوم کے مکان پر کئی وعظ ہوئے تھے ''بزم جمشید''، ''خمخانہ باطن'' کے عنوان سے جو ملفوظات ہیں ان میں ایک ملفوظ ہے جس میں حضرت والا نے فرمایا کہ ان کے یہاں کی مستورات تو اپنے وقت کی رابعہ بصریہ ہیں''

فقط۔ محمد عشرت علی خان۔ ۳؍ربیع الاول ۱۴۲۱ھ۔

حالاتِ عشرت ومکتوباتِ مسیح الامت

حکیم الامت حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی رحمہ اللہ سے براہِ راست شرفِ بیعت کے حامل اور حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ کے دو عظیم خلفاؤں (حضرت مسیح الامت مولانا محمد مسیح اللہ خانصاحب جلال آبادی، وحضرت مولانا فقیر محمد صاحب پشاوری رحمہما اللہ) کے اجازت وصحبت یافتہ بزرگ

جناب حضرت محمد عشرت علیخان قیصر صاحب مدظلہم کے حالاتِ زندگی

اور حضرت مسیح الامت جلال آبادی رحمہ اللہ کے ساتھ آپ کی اصلاحی مراسلت ومکاتبت کا مجموعہ

مرتب ومؤلف: مفتی محمد رضوان

ناشر: ادارہ غفران، چاہ سلطان، راولپنڈی، پاکستان

مقالات ومضامین مفتی محمد رضوان

شراب اور نشہ کے دنیاوی اور دینی نقصانات (قسط۱)

اسلام میں شراب قطعی طور پر حرام ہے، اور اس کے سخت ترین دنیاوی اور دینی نقصانات ہیں، مگر آج کل نوجوان اور نوعمر مسلمانوں کا بڑا طبقہ اس گناہ میں مبتلا ہے، اور زمانہ کی نیرنگی کے نتیجہ میں شراب اور نشہ کے نِت نئے طریقے ایجاد ہورہے ہیں، جن میں مبتلا ہوکر مسلمانوں کے ایک بہت بڑے طبقے کی دنیا وآخرت تباہ ہورہی ہے۔

اس لئے شراب اور نشہ کے دنیاوی اور دینی نقصانات پر روشنی ڈالی جاتی ہے۔

اسلام میں شراب کی ممانعت وحرمت کا حکم

زمانۂ جاہلیت میں شراب کا دور دورہ تھا، جب اسلام کی آمد ہوئی، تو شراب سے لوگوں کو آہستہ آہستہ روکنا شروع کیا گیا، یہاں تک کہ اس کے پوری طرح حرام ہونے کا فیصلہ سنا دیا گیا، اور قرآن وسنت میں شراب میں دنیا اور دین کے اعتبار سے پائی جانے والی چند اہم خرابیوں اور نقصانات کا بھی ذکر کیا گیا۔

چنانچہ شراب کے متعلق پہلے یہ حکم نازل ہوا کہ:

يَسْأَلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ قُلْ فِيْهِمَا إِثْمٌ كَبِيْرٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَإِثْمُهُمَا أَكْبَرُ مِنْ نَفْعِهِمَا (سورة البقرة، آية ۲۱۹)

ترجمہ: سوال کرتے ہیں آپ سے لوگ شراب اور جوئے کے بارے میں! آپ کہہ دیجئے کہ ان دونوں میں بڑا گناہ ہے اور لوگوں کے لئے منافع بھی ہیں، اور ان دونوں کا گناہ ان کے نفع سے زیادہ بڑا ہے (سورہ بقرہ)

مطلب یہ ہے کہ شراب اور جوئے میں لوگوں کے لئے کچھ نفع کی باتیں ہیں، مثلاً اس سے وقتی طور پر لذت اور فرحت حاصل ہوجاتی ہے، یا مال حاصل ہوجاتا ہے، لیکن ان میں بڑا گناہ ہے، اور ان کا گناہ ہونا ان کے اس طرح کے نفع سے زیادہ بڑا ہے۔

چنانچہ شراب میں سب سے بڑی خرابی یہ ہے کہ شراب کے ذریعہ سے انسان کی عقل زائل ہوجاتی ہے، اور

عقل ہی کی صفت کی وجہ سے انسان دوسری مخلوقات میں اشرف اور ممتاز ہے۔
لہٰذا جب انسان کی عقل زائل ہوجائے تو پھر اس کا یہ شرف اور یہ امتیازی صفت باقی نہیں رہتی۔
اور اسی وجہ سے شراب کے نشہ میں مبتلا ہوکر انسان حیوانوں والی بلکہ اس سے بھی بدتر خصلتوں کا مرتکب ہوجاتا ہے، اس آیت کے ذریعہ سے ابتدائی طور پر شراب کی برائی کو ذہنوں میں بٹھادیا گیا۔ [1]
پھر اس کے بعد دوسری مرتبہ شراب کے متعلق یہ حکم نازل ہوا کہ:

يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَأَنْتُمْ سُكَارٰى حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ

(سورة النساء، آية ۴۳)

ترجمہ: اے وہ لوگو جو ایمان لائے! تم نماز کے قریب نہ جاؤ، اس حال میں کہ تم نشہ میں ہو یہاں تک کہ تم کو علم ہوجائے اُن باتوں کا جو تم کہتے ہو (سورہ نساء)

نماز کیونکہ سراسر اللہ تعالیٰ سے مناجات اور اللہ تعالیٰ کے ذکر سے مرکب ہے، اور شراب پی کر انسان کی عقل متأثر ہوجاتی ہے، جس کے نتیجہ میں اُس کو اپنی زبان کے اوپر بھی اختیار نہیں رہتا کہ وہ کیا کچھ کہہ رہا ہے۔

---

[1] إثم كبير من حيث إن تناولهما مؤد إلى ما يوجب -الإثم -وهو ترك المأمور، وفعل المحظور ومنافع للناس من اللذة والفرح وهضم الطعام وتصفية اللون وتقوية الباه وتشجيع الجبان وتسخية البخيل وإعانة الضعيف .وهى باقية قبل التحريم وبعده، وسلبها بعد التحريم مما لا يعقل ولا يدل عليه دليل، وخبر ما جعل الله تعالى شفاء أمتى فيما حرم عليها لا دليل فيه عند التحقيق كما لا يخفى وإثمهما أكبر من نفعهما أى المفاسد التى تنشأ منها أعظم من المنافع المتوقعة فيهما .فمن مفاسد الخمر إزالة العقل الذى هو أشرف صفات الإنسان، وإذا كانت عدوة للأشرف لزم أن تكون أخس الأمور لأن العقل إنما سمى عقلا لأنه يعقل -أى يمنع صاحبه عن القبائح التى يميل إليها بطبعه -فإذا شرب زال ذلك العقل المانع عن القبائح وتمكن إلفها -وهو الطبع -فارتكبها وأكثر منها، وربما كان ضحكة للصبيان حتى يرتد إليه عقله .ذكر ابن أبى الدنيا أنه مر بسكران وهو يبول بيده ويغسل به وجهه كهيئة المتوضء ويقول :الحمد لله الذى جعل الإسلام نورا والماء طهورا .وعن العباس بن مرداس أنه قيل له فى الجاهلية:
ألا تشرب الخمر فإنها تزيد فى حرارتك؟ فقال :ما أنا بآخذ جهلى بيدى فأدخله جوفى، ولا أرضى أن أصبح سيد قوم وأمسى سفيههم، ومنها صدها عن ذكر الله تعالى وعن الصلاة وإيقاعها العداوة والبغضاء غالبا .وربما يقع القتل بين الشاربين فى مجلس الشرب، ومنها أن الإنسان إذا ألفها اشتد ميله إليها وكاد يستحيل مفارقته لها وتركه إياها، وربما أورثت فيه أمراضا كانت سببا لهلاكه .وقد ذكر الأطباء لها مضار بدنية كثيرة كما لا يخفى على من راجع كتب الطب، وبالجملة لو لم يكن فيها سوى إزالة العقل والخروج عن حد الاستقامة لكفى فإنه إذا اختل العقل حصلت الخبائث بأسرها، ولذلك قال صلى الله تعالى عليه وسلم :اجتنبوا الخمر فإنها أم الخبائث (روح المعانى، ج ١، ص٥٠٨، و ٥٠٩، سورة البقرة، تحت آية ٢١٤)

تو نشہ کی حالت میں نماز پڑھنے میں اس بات کا غالب گمان تھا کہ قرآن مجید کی قراءت اور ذکر میں غلطی کر بیٹھے، اور اس قسم کے بعض واقعات ابتدائے اسلام میں ظاہر بھی ہوئے تھے کہ بعض نے نماز کی حالت میں قرآن مجید کی تلاوت میں ایسی غلطی کر دی، جس سے ایمان سے کفر والے معنیٰ بن گئے۔ [1]

اور اسی وجہ سے احادیث میں نیند کے غلبہ کی حالت میں نماز پڑھنے سے منع کیا گیا ہے کہ کہیں وہ نیند کے غلبہ کی وجہ سے نماز میں کوئی غلط الفاظ زبان سے نکال دے۔ [2]

اس لئے اللہ تعالیٰ کی حکمت کا تقاضا یہ ہوا کہ فی الحال نماز کو نشہ کی حالت میں پڑھنے سے منع کیا جائے۔ [3]

پھر جب اسلام اور اُس کے احکام کی قدر و قیمت دِلوں میں بیٹھ گئی، اور اللہ تعالیٰ کی حکمت کا تقاضا یہ ہوا کہ اب شراب کے بارے میں وہ مستحکم اور حکم نازل کر دیا جائے جو اللہ تعالیٰ کو منظور تھا تو پھر آخر میں شراب کے متعلق یہ حکم نازل ہوا کہ:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ. اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ (سورة المائدة، آية۹۰، ۹۱)

---

[1] حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ :حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ الرَّازِيِّ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ السُّلَمِيِّ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، قَالَ " :صَنَعَ لَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ طَعَامًا فَدَعَانَا وَسَقَانَا مِنَ الخَمْرِ، فَأَخَذَتِ الخَمْرُ مِنَّا، وَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَقَدَّمُونِي فَقَرَأْتُ : (قُلْ يَا أَيُّهَا الكَافِرُونَ لَا أَعْبُدُ مَا تَعْبُدُونَ)وَنَحْنُ نَعْبُدُ مَا تَعْبُدُونَ ."قَالَ :فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى :(يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَأَنْتُمْ سُكَارَى حَتَّى تَعْلَمُوا مَا تَقُولُونَ)هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ(سنن الترمذی، رقم الحديث ۳۰۲۶)

[2] عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ :إِذَا نَعَسَ أَحَدُكُمْ وَهُوَ يُصَلِّي فَلْيَرْقُدْ، حَتَّى يَذْهَبَ عَنْهُ النَّوْمُ، فَإِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا صَلَّى وَهُوَ نَاعِسٌ، لاَ يَدْرِي لَعَلَّهُ يَسْتَغْفِرُ فَيَسُبُّ نَفْسَهُ(بخاری، رقم الحديث ۲۱۲)

[3] وبقربها القيام إليها والتلبس بها إلا أنه نهى عن القرب مبالغة، وبالسكر الحالة المقررة التى تحصل لشارب الخمر، ومادته تدل على الانسداد ومنه سكرت أعينهم أى انسدت، والمعنى لا تصلوا فى حالة السكر حتى تعلموا قبل الشروع ما تقولونه قبلها إذ بذلك يظهر أنكم ستعلمون ما ستقرؤونه فيها، وأخرج ابن أبى حاتم عن ابن جبير أن المعنى -لا تقربوا الصلاة وأنتم نشاوى من الشراب حتى تعلموا ما تقرء ونه فى صلاتكم -ولعل مراده حتى تكونوا بحيث تعلمون ما تقرء ونه وإلا فهو يستدعى تقدم الشروع فى الصلاة على غاية النهى(التفسير المظهرى، ج۳ص۳۷،۳۸، سورة النساء)

ترجمہ: اے وہ لوگو جو ایمان لائے! بس شراب، اور جوا اور بُت، اور (قسمت آزمائی والے) تیر ناپاک شیطان کا عمل ہیں، پس تم ان سے اجتناب کرو، تاکہ تم فلاح پاؤ۔
بس شیطان یہ چاہتا ہے کہ وہ تمہارے درمیان عداوت اور بغض پیدا کردے، شراب اور جوئے میں (مبتلا کرکے) اور تمہیں روک دے اللہ کے ذکر اور نماز سے، تو کیا تم باز آتے ہو؟ (سورہ مائدہ)

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے پہلے تو شراب کو رِجس قرار دیا، اور رِجس ناپاک اور پلید چیز کو کہا جاتا ہے، پھر شراب کو شیطان کا عمل بتلایا، اور پھر اس سے اجتناب کرنے اور بچنے کا حکم فرمایا، اور پھر شراب سے بچنے کے عمل پر مرتب ہونے والے عظیم فائدہ کا ذکر فرمایا، جو کہ فلاح ہے، اور فلاح کامیابی کو کہا جاتا ہے کہ شراب سے بچنے میں فلاح وکامیابی ہے، اور یہ فلاح وکامیابی دنیا کے اعتبار سے بھی ہے، اور آخرت کے اعتبار سے بھی، اور اس کے برعکس شراب میں ناکامی ہے، جو کہ دنیا کے اعتبار سے بھی ہے اور آخرت کے اعتبار سے بھی، جس سے معلوم ہوا کہ شراب کے ذریعہ سے انسان دنیا وآخرت کی فلاح وکامیابی نہیں پاسکتا، بلکہ ناکامی کا سامنا کرتا ہے۔

پھر اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے واضح فرمایا کہ شراب کے ذریعہ سے شیطان تمہارے درمیان عداوت اور بُغض واقع کرتا ہے۔

اور یہ بات واقعہ کے مطابق ہے کہ شراب کے ذریعہ سے باہم عداوت اور بُغض پیدا ہوتا ہے، شراب کے نشہ میں انسان دوسرے کے ساتھ بدزبانی، بدگمانی، گالی گلوچ اور جھگڑا اور قتل وغارت گری وغیرہ جیسی چیزوں میں مبتلا ہوجاتا ہے، اور ایسی حرکات وسکنات کربیٹھتا ہے، جن کی وجہ سے دوسروں کے ساتھ ہمیشہ کے لئے عداوت اور بُغض قائم ہوجاتی ہے۔

پھر فرمایا کہ شیطان شراب کے ذریعے سے تمہیں اللہ کے ذکر اور نماز سے بھی روکتا ہے۔

یہ بات بھی حقیقت اور مشاہدہ کے مطابق ہے کہ شراب پینے کے نتیجے میں انسان اللہ تعالیٰ سے غافل ہوجاتا ہے، اور نماز سے بھی غفلت اختیار کرتا ہے، اور اگر اس حال میں نماز پڑھتا ہے، تو اُس میں بھی طرح طرح کی کوتاہیوں کی وجہ سے نماز کو گویا کہ ایک طرح سے ضائع کردیتا ہے۔

اس حکم کے آنے کے بعد شراب کو بالکلیہ اور ہمہ وقت حرام کردیا گیا، خواہ نماز کا وقت ہو یا کوئی اور وقت ہو، یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب کے برتنوں اور آلات کو بھی توڑنے کا حکم فرمادیا۔

Idara Ghufran

اورشراب کے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سخت سے سخت وعیدیں بیان فرمائیں، جن پر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے اہتمام کے ساتھ پوری طرح عمل فرمایا، اوراس میں کسی قسم کی کوئی کوتاہی ظاہر نہیں فرمائی۔

حضرت ابومیسرہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، قَالَ: لَمَّا نَزَلَ تَحْرِيْمُ الْخَمْرِ، قَالَ : اَللّٰهُمَّ بَيِّنْ لَنَا فِي الْخَمْرِ بَيَانًا شِفَاءً. فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ الَّتِيْ فِيْ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ : (يَسْأَلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ قُلْ فِيْهِمَا إِثْمٌ كَبِيْرٌ) قَالَ فَدُعِيَ عُمَرُ، فَقُرِئَتْ عَلَيْهِ ، فَقَالَ : اَللّٰهُمَّ بَيِّنْ لَنَا فِي الْخَمْرِ بَيَانًا شِفَاءً فَنَزَلَتِ الْآيَةُ الَّتِيْ فِيْ سُوْرَةِ النِّسَاءِ : (يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَأَنْتُمْ سُكَارٰى) فَكَانَ مُنَادِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَقَامَ الصَّلَاةَ نَادٰى :أَنْ لَا يَقْرَبَنَّ الصَّلَاةَ سَكْرَانُ، فَدُعِيَ عُمَرُ فَقُرِئَتْ عَلَيْهِ، فَقَالَ : اَللّٰهُمَّ بَيِّنْ لَنَا فِي الْخَمْرِ بَيَانًا شِفَاءً فَنَزَلَتِ الْآيَةُ الَّتِيْ فِي الْمَائِدَةِ ، فَدُعِيَ عُمَرُ فَقُرِئَتْ عَلَيْهِ ، فَلَمَّا بَلَغَ (فَهَلْ أَنْتُمْ مُنْتَهُوْنَ) قَالَ :فَقَالَ عُمَرُ : اِنْتَهَيْنَا ، اِنْتَهَيْنَا (مسند احمد، رقم الحديث ۳۷۸) [1]

ترجمہ: حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب شراب کے حرام ہونے کا حکم نازل ہونا شروع ہوا تو انہوں نے دعاء کی کہ اے اللہ! شراب کے بارے میں کوئی شافی بیان نازل فرمادیجئے، چنانچہ سورہ بقرہ کی یہ آیت نازل ہوئی کہ:

يَسْأَلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ قُلْ فِيْهِمَا إِثْمٌ كَبِيْرٌ

کہ سوال کرتے ہیں آپ سے لوگ شراب اور جوئے کے بارے میں! آپ کہہ دیجئے کہ ان دونوں میں بڑا گناہ ہے۔

اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بلا کر یہ آیت سنائی گئی، انہوں نے پھر وہی دعاء کی کہ اے اللہ! شراب کے بارے کوئی شافی بیان نازل فرمادیجئے، اس پر سورہ نساء کی یہ آیت نازل ہوئی کہ۔

يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَأَنْتُمْ سُكَارٰى.

کہ اے وہ لوگو جو ایمان لائے! تم نماز کے قریب نہ جاؤ، اس حال میں کہ تم نشہ میں ہو۔

---

[1] فی حاشیة مسند احمد: إسناده صحيح.

اس آیت کے نزول کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مؤذن جب (نماز کھڑی ہونے کے لئے) اقامت کہتا تو یہ اعلان کرتا کہ نشے میں مدہوش کوئی شخص نماز کے قریب نہ آئے، اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بلا کر یہ آیت بھی سنائی گئی، لیکن انہوں نے پھر وہی دعاء کی کہ اے اللہ! شراب کے بارے کوئی شافی بیان نازل فرما دیجئے، اس پر سورہ مائدہ کی آیت نازل ہوئی، اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بلا کر اس کی تلاوت بھی سنائی گئی، جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ. کہ تو کیا تم باز آتے ہو؟

پر پہنچے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے کہ ہم باز آ گئے، ہم باز آ گئے (مسند احمد)

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

حُرِّمَتِ الْخَمْرُ ثَلاَثَ مَرَّاتٍ، قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ وَهُمْ يَشْرَبُوْنَ الْخَمْرَ، وَيَأْكُلُوْنَ الْمَيْسِرَ ، فَسَأَلُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْهُمَا، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَى نَبِيِّهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : (يَسْأَلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ قُلْ فِيْهِمَا إِثْمٌ كَبِيْرٌ وَمَنَافِعُ لِلنَّاسِ) إِلٰى آخِرِ الْآيَةِ، فَقَالَ النَّاسُ : مَا حَرَّمَ عَلَيْنَا، إِنَّمَا قَالَ : (فِيْهِمَا إِثْمٌ كَبِيْرٌ) ، وَكَانُوْا يَشْرَبُوْنَ الْخَمْرَ . حَتّٰى إِذَا كَانَ يَوْمٌ مِّنَ الْأَيَّامِ، صَلّٰى رَجُلٌ مِّنَ الْمُهَاجِرِيْنَ، أَمَّ أَصْحَابَهٗ فِي الْمَغْرِبِ، خَلَطَ فِيْ قِرَاءَتِهٖ، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْهَا آيَةً أَغْلَظَ مِنْهَا : (يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَأَنْتُمْ سُكَارٰى حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ) ، وَكَانَ النَّاسُ يَشْرَبُوْنَ حَتّٰى يَأْتِيَ أَحَدُهُمُ الصَّلَاةَ وَهُوَ مُفِيْقٌ . ثُمَّ أُنْزِلَتْ آيَةٌ أَغْلَظُ مِنْ ذٰلِكَ: (يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ) ، فَقَالُوْا : انْتَهَيْنَا رَبَّنَا، فَقَالَ النَّاسُ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، نَاسٌ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ، وَمَاتُوْا عَلٰى فُرُشِهِمْ كَانُوْا يَشْرَبُوْنَ الْخَمْرَ، وَيَأْكُلُوْنَ الْمَيْسِرَ، وَقَدْ جَعَلَهُ اللّٰهُ رِجْسًا ، مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ: (لَيْسَ عَلَى الَّذِيْنَ آمَنُوْا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جُنَاحٌ فِيْمَا طَعِمُوْا إِذَا مَا اتَّقَوْا وَآمَنُوْا) إِلٰى آخِرِ الْآيَةِ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

لَوْ حُرِّمَتْ عَلَيْهِمْ لَتَرَكُوْهَا كَمَا تَرَكْتُمْ (مسند احمد، رقم الحدیث ۸۶۲۰) [1]

ترجمہ: شراب کی حرمت تین مختلف مراحل میں ہوئی ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو لوگ شراب پیتے تھے اور جوئے کا پیسہ بھی کھاتے تھے انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ان چیزوں کے متعلق سوال کیا تو اللہ نے سورہ بقرہ کی یہ آیت نازل فرمائی کہ:

يَسْأَلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ قُلْ فِيْهِمَا إِثْمٌ كَبِيْرٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ.

کہ سوال کرتے ہیں آپ سے لوگ شراب اور جوئے کے بارے میں! آپ کہہ دیجئے کہ ان دونوں میں بڑا گناہ ہے اور لوگوں کے لئے منافع بھی ہیں، آخر آیت تک۔

لوگ کہنے لگے کہ اس آیت میں شراب حرام تو نہیں قرار دی گئی اس میں تو اللہ نے صرف یہ فرمایا ہے کہ ان میں گناہ بہت زیادہ ہے، چنانچہ (بعض لوگ) شراب پیتے رہے۔ یہاں تک کہ ایک دن مہاجرین میں سے ایک صحابی نے مغرب کی نماز میں لوگوں کی امامت کی تو (نشے کی وجہ سے) انہیں قرات میں اشتباہ ہوگیا اس پر اللہ نے پہلے سے زیادہ سخت سورہ نساء کی یہ آیت نازل فرمائی کہ:

يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَأَنْتُمْ سُكَارٰى حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ.

کہ اے وہ لوگو جو ایمان لائے! تم نماز کے قریب نہ جاؤ، اس حال میں کہ تم نشہ میں ہو یہاں تک کہ تم کو علم ہو جائے اُن باتوں کا جو تم کہتے ہو۔

لوگ پھر بھی شراب پیتے رہے البتہ نماز کے لئے اس وقت آتے جب اپنے ہوش و حواس میں ہوتے اس کے بعد تیسرے مرحلے میں اس سے بھی زیادہ سخت سورہ مائدہ کی یہ آیت نازل ہوئی کہ:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ.

کہ اے وہ لوگو جو ایمان لائے! بس شراب، اور جوا اور بُت، اور (قسمت آزمائی کے) تیر ناپاک شیطان کا عمل ہیں، پس تم ان سے اجتناب کرو، تاکہ تم فلاح پاؤ۔

اس آیت کے نازل ہونے پر لوگ کہنے لگے کہ اے ہمارے رب اب ہم باز آگئے پھر کچھ لوگوں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! کچھ لوگ جو (اس حکم کے آنے سے پہلے) اللہ کے

---

[1] فی حاشیة مسند احمد: حسن لغیره.

راستے میں شہید ہوئے یا طبعی طور پر فوت ہو گئے اور وہ شراب بھی پیتے تھے اور جوئے کا پیسہ بھی کھاتے تھے (ان کا کیا بنے گا) جبکہ اللہ نے ان چیزوں کو گندگی اور شیطانی کام قرار دے دیا ہے؟ اس پر اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال کرتے رہے ان کے لئے ان چیزوں میں کوئی حرج نہیں جو وہ (حکم آنے سے) پہلے کھا چکے بشرطیکہ اب متقی اور ایمان والے رہیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر ان کی موجودگی میں شراب حرام ہوتی تو وہ بھی تمہاری طرح اسے چھوڑ ہی دیتے (مسند احمد)

شراب کو عربی میں خمر کہا جاتا ہے، اور خمر کے معنیٰ ڈھکنے اور چھپانے کے آتے ہیں۔ شراب کیونکہ عقل کو چھپا دیتی ہے، اس لئے اس کا نام خمر رکھا گیا۔ [1]

(جاری ہے......)

---

[1] قوله :(الخمر) ، اختلف أهل اللغة فى اشتقاق اسم الخمر على ألفاظ قريبة المعانى، فقيل :سميت خمرا لأنها تخمر العقل أى :تغطيه وتستره، ومنه خمار المرأة لأنه يغطى رأسها وقيل :مشتقة من المخامرة. وهى المخالطة لأنها تخالط العقل، وقيل :سميت خمرا لأنها تركت حتى أدركت يقال :خمر العجين أى: بلغ إدراكه، وقيل :سميت خمرا لتغطيتها الدماغ، وقال أبو حنيفة :هى مؤنثة وقد ذكر ذلك الفراء، وأنشد قول الأعشى: (وكان الخمر العتيق من الإسف ...ط ممزوجة ماء زلال (وذكرها حيث قال :العتيق لإرادة الشراب، ولها أسماء كثيرة وذكر صاحب (التلويح) ما يناهز تسعين اسما، وذكر ابن المعتز مائة وعشرين اسما وذكر ابن دحية مائة وتسعين أسما(عمدة القارى، ج ۲۱، ص ۱۶۳، كتاب الأشربة)

اضافہ واصلاح شدہ دوسرا ایڈیشن (صفحات:168)

مشورہ واستخارہ کے فضائل واحکام

مشورہ واستخارہ کی فضیلت واہمیت، مشورہ کرنے اور دینے والے اور مشورہ کئے جانے والے کاموں کے اصول وآداب اور مشورہ پر مرتب ہونے والے فوائد ومنافع۔

مسنون استخارہ کے فضائل وفوائد، استخارہ کا طریقہ، استخارہ کے مسائل

استخارہ کے نتیجہ اور ثمرہ کی تحقیق، غیر شرعی استخارے اور استخارہ کے متعلق رائج منکرات وبدعات پر تفصیلی کلام۔ قرآن، حدیث، صحابۂ کرام، فقہائے عظام، محدثین اور علماء وحکماء کے حوالہ جات کی روشنی میں مدلّل ومفصّل ابحاث

مؤلف: مفتی محمد رضوان

اِدارہ غفران چاہ سلطان راولپنڈی پاکستان

Idara Ghufran

مقالات ومضامین مفتی منظور احمد

تجارت انبیاء وصلحاء کا پیشہ (قسط۶)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تجارت کا مقصد جہاں اپنی اور اپنے اہل وعیال کی ضروریات کو پورا کرنا تھا، وہاں ایک اہم مقصد یہ تھا کہ اپنے مال سے حضور اقدس ﷺ اور دین کی خدمت کی جائے، اور ایک بڑا مقصد غریب اور نادار لوگوں کی مدد کرنا تھا، جیسا کہ آپ نے اپنے مال سے بہت سے ان غلاموں کو خرید کر آزاد کیا جن کو مسلمان ہونے کی وجہ سے ستایا جاتا تھا۔

آپ نے اپنی تجارت کا پہلا مقصد تو اس وقت واضح کیا جب وہ خلیفہ بننے کے بعد تجارت کے لیے بازار کی طرف جانے لگے تو حضرت عمر اور حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہما نے ان سے کہا کہ آپ خلافت کی ذمہ داری سنبھالنے کے بعد بازار کس لیے جا رہے ہیں تو انہوں نے فرمایا کہ پھر میں اپنے اہل وعیال کو کہاں سے کھلاؤں گا۔ اہل وعیال کی کفالت اور ان کے خرچہ کا انتظام ایک شرعی ذمہ داری بھی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ ایک بڑا اجر وثواب کا کام بھی، لہٰذا اسے بھی مقصد تجارت بنایا جا سکتا ہے۔

ان کی تجارت کا دوسرا مقصد جو نبی کریم ﷺ کی خدمت کی صورت میں ہے وہ بھی ان کی زندگی کے واقعات سے واضح ہے کہ انہوں نے اپنے مال سے نبی کریم ﷺ کی کس حد تک خدمت کی ہے، حضور اقدس ﷺ نے خود اپنے متعدد ارشادات میں اس بات کا اعتراف فرمایا ہے، جن میں سے چند یہ ہیں:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے اتنا فائدہ کسی کے مال سے نہیں ہوا جتنا ابوبکر کے مال سے ہوا، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ (یہ سن کر) رونے لگے، اور یہ کہا یا رسول اللہ میری جان اور مال آپ ہی کے لیے تو ہیں (مسند احمد، مسند أبی ہریرۃ، ج۱۲ ص۴۱۴، رقم الحدیث ۷۴۴۶)

حضرت سعید بن المسیب رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کسی مسلمان کا مال میرے لیے اتنا فائدہ مند ثابت نہیں ہوا جتنا ابوبکر کا مال فائدہ مند ثابت ہوا ہے (سعید بن المسیب) نے یہ بھی نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ حضرت ابوبکر کے مال میں اسی طرح تصرف اور فیصلہ فرماتے تھے جیسے اپنے ذاتی مال میں تصرف کرتے تھے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مال سے حضور اقدس ﷺ کو کیا فائدہ ہوا اس کی وضاحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت سے ہوتی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ آپ کو کون زیادہ پسند ہے؟ تو آپ نے فرمایا عائشہ! میں نے کہا میں عورتوں کے بارے میں نہیں پوچھ رہا، آپ نے فرمایا پھر عائشہ کے والد زیادہ پسند ہیں، میں نے کہا یا رسول اللہ وہ آپ کو کیوں زیادہ پسند ہیں، تو آپ نے فرمایا کیونکہ انہوں نے اپنے ماتھے پر بل ڈالے بغیر اپنا سارا مال خرچ کیا یہاں تک کہ بالوں کی ایک چادر رہ گئی ہے اور وہ بھی سوراخ والی ہے۔ خدا کی قسم مجھے جتنا فائدہ ابوبکر کے مال نے پہنچایا کسی کے مال نے نہیں پہنچایا، انہوں نے اپنی بیٹی کا نکاح مجھ سے کیا، اپنا غلام مجھے ہبہ کیا، اور اپنی جان کے ذریعے میری غم خواری کی۔ اور جب بھی جبریل مجھ پر نازل ہوئے انہوں نے کہا اے محمد اللہ تعالیٰ آپ کو سلام کہتے ہیں، اور فرماتے ہیں کہ ابوبکر کو سلام کہنا اور ان کہنا کیا تم ناراض ہو، میں تمہیں راضی کروں؟ (حضرت ابوبکر کو جب یہ بتایا گیا تو) انہوں نے کہا یا رسول اللہ میں کس پر ناراض ہوں گا؟ میں اللہ تعالیٰ سے راضی کیا ہوں، وہ بھی مجھ سے راضی ہیں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ تم سے راضی ہیں، اس پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: الحمدللہ!۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ ہی کی دوسری روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ابوبکر سے زیادہ کسی کا مجھ پر احسان نہیں انہوں نے اپنی جان اور مال سے میری غم خواری کی اور اپنی بیٹی میری نکاح میں دی۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت میں یوں ہے کہ نبی کریم ﷺ کے پاس میں اور ابوبکر رضی اللہ عنہ بیٹھے تھے، انہوں نے ایک پھٹی پرانی چادر اپنے جسم پر ڈالی ہوئی تھی، جبریل علیہ السلام نازل ہوئے تو انہوں نے کہا اے محمد کیا وجہ ہے کہ ابوبکر نے پھٹی پرانی چادر اپنے جسم پر ڈالی ہوئی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا جبریل! اس وجہ سے کہ ابوبکر نے اپنا سارا مال فتح مکہ سے پہلے تقسیم کر دیا ہے، تو جبریل نے کہا کہ (ابوبکر!) اللہ تعالیٰ آپ کو سلام کہتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ تم اس فقر و فاقہ پر مجھ سے راضی ہو یا ناراض؟ تو ابوبکر نے کہا کیا میں اپنے رب سے ناراض ہوں گا؟ میں اپنے رب سے راضی ہوں، میں اپنے رب سے راضی ہوں، میں اپنے رب سے راضی ہوں۔

☆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ابوبکر کو پریشان کر کے

مجھے تکلیف نہ دو کیونکہ وہ اپنی جان اور مال کے ذریعے مجھ پر سب لوگوں سے زیادہ احسان کرنے والے ہیں۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہم پر سب لوگوں سے بڑا احسان ابوبکر کا ہے، انہوں نے اپنی جان اور مال سے میری غم خواری کی ،اور مال کے اعتبار سے سب لوگوں سے زیادہ بہتر ابوبکر ہیں، انہوں نے اسی مال سے بلال کو آزاد کیا اور اسی سے مجھے ہجرت کروا کر مکہ سے مدینہ لے کر گئے ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر سے فرمایا تمہارا مال کتنا پاکیزہ ہے اس سے تم نے میرے مؤذن بلال کو خریدا، اسی سے میری وہ اونٹنی خریدی جس پر میں نے ہجرت کی اور تم نے اپنی بیٹی کا نکاح مجھ سے کیا اور اپنی جان اور مال سے میری غم خواری کی۔ میں تمہیں جنت کے دروازے پر اپنی امت کی شفاعت کرتے ہوئے دیکھ رہا ہوں۔

ان کی تجارت کا تیسرا مقصد دین کی خدمت اور غرباء کی مدد کرنا تھا، انہوں نے دین کی خاطر کس طرح مال خرچ کیا، اور غرباء کی کس انداز سے اعانت کی اس کا اندازہ غزوہ تبوک کے واقعہ سے ہوتا ہے جسے حضرت زید بن اسلم اپنے والد سے رایت فرماتے ہیں کہ انہوں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے یہ فرماتے ہوئے سنا ہمیں رسول اللہ ﷺ نے مال صدقہ کرنے کا حکم دیا، اور اس وقت میرے پاس مال تھا جس کی وجہ سے میں نے یہ کہا کہ اگر میں ابوبکر سے آگے نکل سکتا ہوں تو آج موقع ہے ان سے آگے نکلنے کا، چنانچہ میں اپنا آدھا مال لے آیا تو مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے پوچھا اپنے اہل وعیال کے لیے کیا چھوڑ کر آئے ہو؟ میں نے کہا اس مال کے برابر چھوڑ کر آیا ہوں۔ ابوبکر اپنا تمام مال لے آئے، آپ ﷺ نے ان سے پوچھا ابوبکر آپ اپنے اہل وعیال کے لیے کیا چھوڑ کر آئے ہو؟ انہوں نے جواب دیا کہ میں ان کے لیے اللہ اور اس کے رسول کو چھوڑ کر آیا ہوں۔ میں نے ان سے کہا اب میں کسی چیز میں تم سے آگے نہیں بڑھ سکتا۔

ہشام بن عروہ اپنے والد عروہ سے نقل کرتے ہیں کہ ابوبکر معروف تاجر تھے، جب وہ مسلمان ہوئے تو ان کے پاس چالیس ہزار کا سرمایہ تھا وہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کیا، وہ اس سے غلاموں کو آزاد کرتے ،اور مسلمانوں کو تقویت دیتے ،انہوں نے سات ایسے غلاموں کو خرید کر آزاد کیا جن کو عذاب دیا جاتا تھا، چنانچہ بلال، عامر بن فہیرہ، نذیرہ، نہدیہ، نہدیہ کی بیٹی، بنومؤمل کی باندی اور ام عبیس کو انہوں

نے خرید کر آزاد کیا۔ جب وہ مدینہ منورہ آئے تو ان کے پاس پانچ ہزار درہم رہ گئے تھے، ان سے بھی وہ وہی کام کرتے رہے جو مکہ میں کرتے تھے۔

ان کے ان احسانات کی وجہ سے حضور اقدس ﷺ نے امت کو ان کی محبت اور ان کی احسان مندی کا حکم دیا ہے۔ چنانچہ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا ہمارا ساتھ دینے اور مال خرچ کرنے میں ہم پر سب سے زیادہ احسان ابوبکر کا ہے، جس کی وجہ سے ان سے محبت، ان کا شکریہ اور ان کا تحفظ اور دفاع میری امت پر واجب ہے (تاریخ دمشق، ج ۳۰ص ۶۰ تا ۱۴۳)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اس تجارت سے ہمیں یہ راہنمائی ملتی ہے کہ ہمیں کن مقاصد کو مدنظر رکھ کر تجارت کرنی چاہیے، چنانچہ وہ مقاصد یہ ہیں کہ ایک تو اپنا، اپنے اہل وعیال کا نان ونفقہ اور ان کی ضروریات پوری کرنا مقصود ہو۔ دوسرا یہ مقصود ہو کہ ہم اپنی تجارت اور مال سے اللہ تعالیٰ کے دین اور اہل دین کی خدمت کریں گے۔ اور تیسرا یہ مقصود ہو کہ اس تجارت سے جو مال کمائیں گے اس سے غرباء اور مستحقین کی مدد اور تعاون کریں گے۔ جو شخص ان مقاصد کو مدنظر رکھ کر تجارت کرے گا اس کی یہ تجارت محض دنیا نہیں بلکہ دین، نیکی اور عبادت شمار ہوگی۔ اور ان مقاصد کو مدنظر رکھ کر تجارت کرے گا تو کسی پر زیادتی نہیں کرے گا، اپنے اوپر عائد ہونے والے تمام فرائض ادا کرے گا، اور اس کے دل میں نہ دنیا او مال کی محبت پیدا ہوگی اور نہ ہی اپنی تجارت میں کسی ناجائز کام کا ارتکاب کرے گا۔ (جاری ہے.....)

اضافہ واصلاح شدہ دوسرا ایڈیشن (صفحات:136)

خُفّین اور موزوں پر مسح کے احکام

وضو میں پاؤں دھونے اور خُفّین وموزوں پر مسح کی شرعی حیثیت

خُفّین وموزوں پر مسح کی احادیث وروایات کی تحقیق، خُفّین اور کس قسم کے موزوں پر مسح کرنا جائز ہے اور کس قسم کے موزوں پر مسح کرنا جائز نہیں؟ چمڑے کے موزوں کی خصوصیات واوصاف کیا ہیں؟ مروّجہ عام جرابوں پر مسح جائز ہے یا ناجائز؟ اس بارے میں صحیح نقطۂ نظر کیا ہے؟ اور موزوں پر مسح سے متعلق مدلّل ومفصّل احکام باحوالہ اس رسالہ میں ذکر کئے گئے ہیں۔

مصنِّف: مفتی محمد رضوان

ادارہ غفران راولپنڈی پاکستان

بسلسلہ: تاریخی معلومات

مولانا طارق محمود

ماہِ ربیع الآخر: پانچویں نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات

□......ماہِ ربیع الآخر ۴۵۱ھ: میں حضرت ابوعثمان سعید بن محمد بن ابی الحسین احمد بن محمد بن جعفر بن محمد بن بحیر بحیری نیشاپوری رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(سیر اعلام النبلاء ج۱۸ ص ۱۰۴)

□......ماہِ ربیع الآخر ۴۵۳ھ: میں حضرت ابوالقاسم علی بن محمد بن یحییٰ بن محمد سلمی حبشی دمشقی سمیساطی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(سیر اعلام النبلاء ج۱۸ ص ۷۲)

□......ماہِ ربیع الآخر ۴۵۶ھ: میں حضرت ابوشاکر عبدالواحد بن محمد بن موہب تجیبی اندلسی قبری رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(سیر اعلام النبلاء ج۱۸ ص ۱۸۰)

□......ماہِ ربیع الآخر ۴۶۳ھ: میں حضرت ابوعمر یوسف بن عبداللہ بن محمد بن عبدالبر بن عاصم نمری اندلسی قرطبی مالکی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی، آپ ابنِ عبدالبر کے نام سے مشہور تھے، اور کئی مشہور کتابوں کے مصنف ہیں(سیر اعلام النبلاء ج۱۸ ص ۱۵۹، تذکرۃ الحفاظ ج۳ص ۲۱۸، طبقات الحفاظ ج ۱ ص ۴۳۱)

□......ماہِ ربیع الآخر ۴۶۵ھ: میں حضرت ابوالقاسم عبدالکریم بن ہوزان بن عبدالملک بن طلحہ قشیری خراسانی نیشاپوری شافعی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(سیر اعلام النبلاء ج۱۸ ص ۲۳۲)

□......ماہِ ربیع الآخر ۴۶۷ھ: میں حضرت ابوعمر احمد بن محمد بن یحییٰ بن احمد بن محمد بن عبداللہ بن محمد بن یعقوب بن داؤد قرطبی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(سیر اعلام النبلاء ج۱۸ ص ۳۴۵)

□......ماہِ ربیع الآخر ۴۶۸ھ: میں حضرت ابوبکر محمد بن قاسم بن حبیب بن عبدوس نیشاپوری شافعی صفار رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(سیر اعلام النبلاء ج۱۸ ص ۴۳۸)

□......ماہِ ربیع الآخر ۴۷۱ھ: میں حضرت ابوعلی حسن بن علی بن محمد بن احمد بن جعفر بلخی وخشی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(سیر اعلام النبلاء ج۱۸ ص ۳۶۶، تذکرۃ الحفاظ ج۳ص ۳۴۲)

□......ماہِ ربیع الآخر ۴۷۱ھ: میں حضرت ابومنصور عبدالباقی بن محمد بن غالب بغدادی ازجی ابن العطار رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(سیر اعلام النبلاء ج۱۸ ص ۴۰۱)

□......ماہِ ربیع الآخر ۴۷۷ھ: میں حضرت ابوعلی فضل بن محمد فارمذی خراسانی واعظ رحمہ اللہ کا انتقال

ہوا (سیر اعلام النبلاء ج۱۸ ص ۵٦۵)

□......ماہِ ربیع الآخر ۴۷۸ھ: میں امام الحرمین حضرت ابوالمعالی عبدالملک بن امام ابومحمد عبداللہ بن یوسف بن عبداللہ بن یوسف بن محمد بن حیویہ جوینی نیشاپوری رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔
(سیر اعلام النبلاء ج۱۸ ص ۴۷٦)

□......ماہِ ربیع الآخر ۴۷۸ھ: میں حضرت ابوسعد محمد بن علی بن محمد بن مطلب کرمانی بغدادی شاعر رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء ج۱۸ ص ۴۹۰)

□......ماہِ ربیع الآخر ۴۸۴ھ: میں سلطان ابویحییٰ معتصم بن صمادح تجیبی محمد بن معن کی وفات ہوئی۔
(سیر اعلام النبلاء ج۱۸ ص ۵۹۴)

□......ماہِ ربیع الآخر ۴۸۹ھ: میں حضرت ابوطاہر احمد بن حسن بن احمد بن حسن بن خداداد کرجی باقلانی بغدادی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (سیر اعلام النبلاء ج۱۹ ص ۱۴۵)

□......ماہِ ربیع الآخر ۴۹۰ھ: میں حضرت ابوالقاسم یحییٰ بن احمد بن محمد بن محمد بن علی سیبی قصری رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء ج۱۸ ص ۹۹)

□......ماہِ ربیع الآخر ۴۹۱ھ: میں حضرت ابوالحسن ہبۃ اللہ بن عبدالرزاق بن محمد بن عبداللہ بن لیث انصاری اوسی اشہلی سعدی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء ج۱۹ ص ۴۵)

□......ماہِ ربیع الآخر ۴۹۲ھ: میں حضرت ابوالحسین مبارک بن محمد بن سوادی واسطی شافعی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء ج۱۹ ص ۲۱۳)

□......ماہِ ربیع الآخر ۴۹۴ھ: میں حضرت ابوالفرج عبدالرحمٰن بن احمد بن محمد بن احمد بن عبدالرحمٰن بن محمد بن احمد بن عبدالرحمٰن بن احمد بن زاز سرخسی شافعی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (سیر اعلام النبلاء ج۱۸ ص ۱۵۴)

Idara Ghufran

بسلسلہ: آدابُ المعاشرت

مفتی محمد رضوان

والدین کی وفات کے بعد صلہ رحمی کا طریقہ اور اُس کی فضیلت (قسط۳)

والدین کے ایصالِ ثواب کے لئے صدقہ

والدین کی وفات کے بعد صلہ رحمی کرنے کی صورتوں میں والدین کو صدقہ کر کے ایصالِ ثواب کرنا بھی داخل ہے۔ [1]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

اَنَّ رَجُلاً قَالَ لِلنَّبِیِّ ﷺ اِنَّ اَبِیْ مَاتَ وَتَرَکَ مَالاً وَلَمْ یُوْصِ فَهَلْ یُکَفِّرُ عَنْهُ اَنْ اَتَصَدَّقَ عَنْهُ ؟ قَالَ نَعَمْ (مسلم،رقم الحديث ١٦٣٠ "١١" كتاب الوصية، باب وصول ثواب الصدقات إلى الميت،واللفظ لهٗ؛ نسائی،رقم الحديث ٣٦٥٢؛مسند احمدرقم الحديث ٨٨٤١) [2]

ترجمہ: ایک شخص نے نبی ﷺ سے عرض کیا کہ میرے والد کا انتقال ہوگیا ہے اور (اپنے ترکہ میں) انہوں نے مال چھوڑا ہے اور کوئی وصیت نہیں کی ہے تو (اگر) میں ان کی جانب سے (کسی وارث کی حق تلفی کئے بغیر خوشدلی کے ساتھ) کچھ صدقہ (خیرات) کردوں تو کیا میرا یہ صدقہ ان کے لئے (اُن کی خطاؤں کا) کفارہ بنے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جی ہاں (مسلم،نسائی،مسند احمد)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ایک روایت میں ہے کہ:

فَقَالَ:أَمَّا أَبُوْكَ، فَلَوْ كَانَ أَقَرَّ بِالتَّوْحِيْدِ، فَصُمْتَ، وَتَصَدَّقْتَ عَنْهُ، نَفَعَهٗ

---

[1] (لهما، وانقاذ) بالذال المعجمة (عهدهما) أى من وصية وصدقة وغير ذلك (من بعدهما) تنازعه المبتدآت قبله ويحتمل أن المتعلق كائنات فيشمل الجميع (دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، باب فضل بر أصدقاء الأب والأم)

[2] فى حاشية مسند احمد:إسناده صحيح، رجاله ثقات رجال الصحيح غير سليمان بن داود -وهو الهاشمى -فقد روى له أصحاب السنن، وهو ثقة.

ذٰلِکَ(مسند احمد، رقم الحدیث ۶۷۰۴) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایک صحابی کو) فرمایا کہ تمہارے والد اگر توحید کا اقرار کرتے (یعنی مومن ہوتے اور) پھر تم ان کی طرف سے روزے رکھتے اور صدقہ کرتے تو اس سے ان کو نفع ہوتا (مسند احمد)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کسی کا والد یا والدہ اسلام کی حالت میں فوت ہو جائے، تو اس کو صدقہ وغیرہ سے ایصالِ ثواب کرنے سے نفع ہوتا ہے۔ [2]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ أُمِّيْ افْتُلِتَتْ نَفْسُهَا، وَأَظُنُّهَا لَوْ تَكَلَّمَتْ تَصَدَّقَتْ، فَهَلْ لَهَا أَجْرٌ إِنْ تَصَدَّقْتُ عَنْهَا؟ قَالَ: نَعَمْ (بخاری، رقم الحدیث ۱۳۸۸، واللفظ لہٗ، مسلم رقم الحدیث ۱۰۰۴ "۵۱"، باب وصول ثواب الصدقة عن الميت إليه)

ترجمہ: ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میری والدہ اچانک انتقال کر گئیں ہیں اور انہوں نے کوئی وصیت بھی نہیں کی ہے اور میرا گمان یہ ہے کہ اگر انہیں بات کرنے کا موقع ملتا تو وہ کچھ صدقہ کر جاتیں، تو کیا اگر میں ان کی طرف سے کچھ صدقہ (خیرات) کروں تو ان کو اجر و ثواب حاصل ہوگا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جی ہاں! (بخاری، مسلم)

اور ایک روایت میں ہے کہ:

أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ أُمِّيَ افْتُلِتَتْ نَفْسُهَا، وَإِنِّيْ أَظُنُّهَا لَوْ تَكَلَّمَتْ تَصَدَّقَتْ، فَلِيْ أَجْرٌ أَنْ أَتَصَدَّقَ عَنْهَا؟ قَالَ: نَعَمْ (مسلم، رقم الحدیث ۱۰۰۴ "۱۲")

---

[1] فی حاشية مسند احمد: إسناده حسن.

[2] ای لو كان الميت مسلما ففعلتم به ذالک وصل اليه ثوابه ونفعه واما الكافر فلا (فيض القدير للمناوی تحت رقم الحديث ۷۴۷۹)

بلغه ذالک ای وحيث لم يسلم لم يبلغه ثوابه لفقد الشرط وهو الاسلام لكن ثوابه الى من اعتق عنه وهو مسلم وهذه النكتة باعثة على انه لم يقل لافى الجواب واللّٰہ تعالیٰ اعلم بالصواب (مرقاة ،باب الوصايا)

فسأل رسول الله ﷺ، فأخبره أن موت أبيه على الكفر مانع من وصول نفع ذالک إليه، وأنه لو أقر بالتوحيد لأجزأ ذالک عنه ولحقه ثوابه (نيل الاوطار، باب وصول ثواب القرب المهداة إلى الموتى)

ترجمہ: ایک آدمی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میری والدہ اچانک فوت ہوگئی ہیں، اور میرا گمان یہ ہے کہ اگر وہ کوئی بات کرتیں تو صدقہ کرتیں، تو کیا اگر میں ان کی طرف سے صدقہ کروں، تو مجھے اجروثواب حاصل ہوگا؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک حاصل ہوگا (مسلم)

اور حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ تُوُفِّيَتْ أُمِّيْ وَلَمْ تُوْصِ أَفَيَنْفَعُهَا أَنْ أَتَصَدَّقَ عَنْهَا؟ قَالَ: نَعَمْ (المعجم الكبير للطبراني، رقم الحديث ۱۱۶۳۰،واللفظ لهٗ،الادب المفرد للبخاری، رقم الحديث ۳۹؛ مسند ابی یعلیٰ الموصلی، رقم الحديث ۲۵۱۵) ؎

ترجمہ: ایک شخص نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! میری والدہ کی وفات ہوگئی ہے اور اس نے (صدقہ وخیرات کی) وصیت نہیں کی، اگر میں اس کی طرف سے صدقہ کردوں تو کیا اس کو فائدہ ہوگا؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں (طبرانی،ابویعلیٰ،ادبِ مفرد)

اس سے معلوم ہوا کہ فوت شدہ مسلمان والدین کو صدقہ کرنے سے ان کو بھی اجروثواب حاصل ہوتا ہے، اور صدقہ کرنے والی اولاد کو بھی اجروثواب حاصل ہوتا ہے۔

حضرت عمرو بن شعیب کہ سند سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :مَا عَلٰى اَحَدِكُمْ اِذَا تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ تَطَوُّعًا اَنْ يَّجْعَلَهَا عَنْ اَبَوَيْهِ ، فَيَكُوْنُ لَهُمَا اَجْرُهَا ،وَلَا يُنْقَصُ مِنْ اَجْرِهٖ شَيْئٌ (المعجم الاوسط للطبرانی، رقم الحديث ۷۷۲۶)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص جب نفلی صدقہ کرے تو اس میں حرج نہیں کہ اُس کو اپنے والدین کے (ثواب پہنچانے) کے لیے کردے، تو والدین کو اس کا (پورا پورا) ثواب پہنچ جائے گا، اور صدقہ کرنے والے کے اجروثواب میں کوئی کمی نہیں کی جائے گی (طبرانی)

اس حدیث کی سند پر اگرچہ کلام ہے، لیکن والدین کو صدقہ کرنے سے ان کو اور صدقہ کرنے والی اولاد دونوں کو نفع پہنچنا صحیح احادیث سے ثابت ہے، اس لئے اپنے مفہوم کے اعتبار سے اس حدیث کا مضمون

؎ قال حسين سليم أسد: إسناده صحيح (تعليق مسند ابی یعلیٰ)

درست ہے۔ [1]

ان احادیث سے والدین کو صدقہ کر کے ایصالِ ثواب کرنے کی فضیلت معلوم ہوئی۔

والدین کے ایصالِ ثواب کے لئے صدقۂ جاریہ

صدقہ کی ایک قسم صدقۂ جاریہ ہے، جس سے مراد ایسا صدقہ ہے، جس کا ثواب جاری رہنے والا اور دیر پا ہو، جس میں کوئی چیز وقف کرنا یا ضرورت مند لوگوں کے لئے پانی وغیرہ کا انتظام کرنا، درخت لگانا بھی داخل ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ:

أَنَّ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ أَخَا بَنِي سَاعِدَةَ تُوُفِّيَتْ أُمُّهُ وَهُوَ غَائِبٌ عَنْهَا، فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ أُمِّيْ تُوُفِّيَتْ وَأَنَا غَائِبٌ عَنْهَا، فَهَلْ يَنْفَعُهَا شَيْءٌ إِنْ تَصَدَّقْتُ بِهِ عَنْهَا؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَإِنِّيْ أُشْهِدُكَ أَنَّ حَائِطِيَ الْمِخْرَافَ صَدَقَةٌ عَلَيْهَا (بخاری، رقم الحديث ۲۷۶۲، باب الاشهاد فی الوقف والصدقة)

ترجمہ: حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی غیر موجودگی میں ان کی والدہ کی وفات ہوگئی، تو وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! میری والدہ کی وفات ہوگئی ہے اور میں اس موقع پر موجود نہ تھا، تو کیا اگر میں ان کی طرف سے کچھ صدقہ کروں تو یہ ان کے لئے فائدے کا باعث ہوگا (یعنی کیا اُن کو اجر وثواب حاصل ہوگا) آپ ﷺ نے جواب میں فرمایا کہ جی ہاں! تو حضرت سعد نے عرض کیا کہ میں آپ کو گواہ کرتا ہوں کہ میرا ''مخراف'' (نامی) باغ میری ماں پر صدقہ (کے لئے وقف) ہے (بخاری)

حضرت سعید بن مسیَّب رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ، قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، إِنَّ أُمِّيْ مَاتَتْ، أَفَأَتَصَدَّقُ عَنْهَا قَالَ نَعَمْ قُلْتُ فَأَيُّ الصَّدَقَةِ أَفْضَلُ قَالَ سَقْيُ الْمَاءِ (نسائی، باب ذکر الاختلاف

---

[1] قال الهيثمی: رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ فِي الْأَوْسَطِ، وَفِيهِ خَارِجَةُ بْنُ مُصْعَبٍ الضَّبِّيُّ، وَهُوَ ضَعِيفٌ (مجمع الزوائد، ج۳ص ۱۳۹، باب الصدقة على الميت)

علی سفیان، رقم الحدیث ۳۶۶۴)

ترجمہ: حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! میری والدہ کا انتقال ہوگیا ہے تو کیا میں ان کی طرف سے صدقہ کردوں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جی ہاں، میں نے کہا کہ کون سا صدقہ زیادہ افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ پانی کا انتظام (نسائی)

اور روایات میں بھی پانی کے انتظام کا ذکر آیا ہے۔ [۱]

اور بعض روایات میں یہ تفصیل بھی ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کنواں کھدوا دیا تھا۔ [۲]

کوئی جگہ ضرورت مندوں کے لئے وقف کرنے اور کنواں کھدوانے کے علاوہ کسی جگہ ضرورت مندوں کے لئے نل لگوادینا، بورنگ کرادینا، پانی کھینچنے والی موٹر لگوادینا، صاف پانی حاصل ہونے کی مشین (فلٹر) لگوادینا، بھی پانی کے انتظام اور صدقۂ جاریہ میں داخل ہے۔

صدقۂ جاریہ کی بعض ایسی صورتیں بھی ہیں، جن میں زیادہ مال خرچ کرنے کی بھی ضرورت نہیں ہوتی، چنانچہ کسی مناسب جگہ درخت لگادینا بھی صدقۂ جاریہ میں داخل ہے، کیونکہ درخت کے پھلوں، پھولوں، پتوں لکڑی اور اس کے سائے سے مختلف شکلوں میں لوگ، بلکہ جانور بھی فائدہ اٹھاتے ہیں، نیز درخت آلودہ فضا کی صفائی کا بھی باعث ہے، اس لئے احادیث میں درخت لگانے کو بھی صدقۂ جاریہ قرار دیا گیا ہے۔

---

[۱] عَنْ قَتَادَةَ قَالَ :سَمِعْتُ الْحَسَنَ، يُحَدِّثُ، عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ، أَنَّ أُمَّهُ مَاتَتْ فَقَالَ :يَا رَسُولَ اللهِ، إِنَّ أُمِّي مَاتَتْ فَأَتَصَدَّقُ عَنْهَا ؟ قَالَ " :نَعَمْ . "قَالَ :فَأَيُّ الصَّدَقَةِ أَفْضَلُ ؟ قَالَ " :سَقْيُ الْمَاءِ "قَالَ: فَتِلْكَ سِقَايَةُ آلِ سَعْدٍ بِالْمَدِينَةِ(مسند احمد، رقم الحديث ۲۲۴۵۹)

فی حاشية مسند احمد:رجاله ثقات رجال الشيخين غير صحابيه سعد بن عبادة، فقد روى له أصحاب "السنن"، وهو منقطع، فإن الحسن -وهو البصري -لم يدرک سعداً ولم يسمع منه .

عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ سَعْدًا أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ :يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّ أُمِّي تُوُفِّيَتْ، وَلَمْ تُوصِ، أَفَيَنْفَعُهَا أَنْ أَتَصَدَّقَ عَنْهَا؟ قَالَ :نَعَمْ، وَعَلَيْكَ بِالْمَاءِ.قَالَ مُوسَى بْنُ هَارُونَ وَهِمَ فِيهِ مَرْوَانُ بِمَكَّةَ إِنَّمَا هُوَ عَنْ حُمَيْدٍ عَنِ الْحَسَنِ " (المعجم الاوسط، رقم الحديث ۸۰۶۱)

قال المنذری: رواه الطبرانی فی الأوسط ورواته محتج بهم فی الصحيح (الترغيب والترهيب، رقم الحديث ۱۴۲۳)

وقال الهيثمی: رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ فِي الْأَوْسَطِ، وَرِجَالُهُ رِجَالُ الصَّحِيحِ (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۴۷۶۷، بَابُ الصَّدَقَةِ عَلَى الْمَيِّتِ، ج۳ص۱۳۸)

[۲] عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ رَجُلٍ، عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ، أَنَّهُ قَالَ :يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّ أُمَّ سَعْدٍ مَاتَتْ، فَأَيُّ الصَّدَقَةِ أَفْضَلُ؟، قَالَ :الْمَاءُ، قَالَ :فَحَفَرَ بِئْرًا، وَقَالَ :هَذِهِ لِأُمِّ سَعْدٍ(سنن ابی داؤد، رقم الحديث ۱۶۸۱)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰـهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَغْرِسُ غَرْسًا، أَوْ يَزْرَعُ زَرْعًا، فَيَأْكُلُ مِنْهُ طَيْرٌ أَوْ إِنْسَانٌ أَوْ بَهِيمَةٌ، إِلَّا كَانَ لَهُ بِهِ صَدَقَةٌ (بخاری، رقم الحديث ٢٣٢٠)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو مسلمان بھی کوئی شجر کاری کرتا ہے یا کھیتی باڑی کرتا ہے، پھر اس سے کوئی پرندہ یا انسان یا جانور کھالیتا ہے، تو وہ اس کے لئے صدقہ بن جاتا ہے (بخاری)

اس طرح کی اور بھی احادیث ہیں۔ [1]

لہٰذا کوئی درخت لگا کر اس کا اپنے والدین کو ایصالِ ثواب کرنا بھی صدقۂ جاریہ کی ایک صورت ہے۔

اسی طرح کوئی مسجد یا مدرسہ بنوا دینا یا اس میں شرکت کر لینا یا کسی کو دینی کتب فراہم کر دینا یا کسی کو علم حاصل کرانے میں تعاون کرنا بھی صدقۂ جاریہ میں داخل ہے۔ [2]

(جاری ہے......)

---

[1] عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَغْرِسُ غَرْسًا إِلَّا كَانَ مَا أُكِلَ مِنْهُ لَهُ صَدَقَةً، وَمَا سُرِقَ مِنْهُ لَهُ صَدَقَةٌ، وَمَا أَكَلَ السَّبُعُ مِنْهُ فَهُوَ لَهُ صَدَقَةٌ، وَمَا أَكَلَتِ الطَّيْرُ فَهُوَ لَهُ صَدَقَةٌ، وَلَا يَرْزَؤُهُ أَحَدٌ إِلَّا كَانَ لَهُ صَدَقَةٌ(مسلم، رقم الحديث ١٥٥٢ "٧")

حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ إِسْحَاقَ، أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ، أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ، يَقُولُ: دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى أُمِّ مَعْبَدٍ حَائِطًا، فَقَالَ: يَا أُمَّ مَعْبَدٍ، مَنْ غَرَسَ هَذَا النَّخْلَ؟ أَمُسْلِمٌ أَمْ كَافِرٌ؟ فَقَالَتْ: بَلْ مُسْلِمٌ، قَالَ: فَلَا يَغْرِسُ الْمُسْلِمُ غَرْسًا، فَيَأْكُلَ مِنْهُ إِنْسَانٌ، وَلَا دَابَّةٌ، وَلَا طَيْرٌ، إِلَّا كَانَ لَهُ صَدَقَةً إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ(مسلم، رقم الحديث ١٥٥٢ "١٠")

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا يَغْرِسُ مُسْلِمٌ غَرْسًا، وَلَا يَزْرَعُ زَرْعًا فَيَأْكُلُ مِنْهُ إِنْسَانٌ، وَلَا طَائِرٌ، وَلَا شَيْءٌ، إِلَّا كَانَ لَهُ أَجْرٌ(المعجم الاوسط للطبرانى، رقم الحديث ٨٩٨٧)

[2] عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "إِذَا مَاتَ الْإِنْسَانُ انْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهُ إِلَّا مِنْ ثَلَاثَةٍ: إِلَّا مِنْ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ، أَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهِ، أَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُو لَهُ (مسلم، رقم الحديث ١٦٣١ "١٤")

عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ": سَبْعَةٌ يَجْرِي لِلْعَبْدِ أَجْرُهُنَّ وَهُوَ فِي قَبْرِهِ بَعْدَ مَوْتِهِ: مَنْ عَلَّمَ عِلْمًا، أَوْ كَرَى نَهَرًا، أَوْ حَفَرَ بِئْرًا، أَوْ غَرَسَ نَخْلًا، أَوْ بَنَى مَسْجِدًا، أَوْ وَرَّثَ مُصْحَفًا، أَوْ تَرَكَ وَلَدًا يَسْتَغْفِرُ لَهُ بَعْدَ مَوْتِهِ "(شعب الايمان للبيهقى، رقم الحديث ٣١٧٥)

قال البيهقى: مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ الْعَرْزَمِيُّ ضَعِيفٌ غَيْرَ أَنَّهُ قَدْ تَقَدَّمَهُ مَا يَشْهَدُ لِبَعْضِهِ، وَاللهُ أَعْلَمُ، وَهُمَا لَا يُخَالِفَانِ الْحَدِيثَ الصَّحِيحَ، فَقَدْ قَالَ فِيهِ إِلَّا مِنْ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ(حواله بالا)

Idara Ghufran

علم کے مینار

مفتی محمد امجد حسین

مسلمانوں کے علمی کارناموں وکاوشوں پر مشتمل سلسلہ

عمر خیام ایک عظیم مگر مظلوم فلسفی وریاضی دان (قسط۲)

عمر خیام کی پیدائش ووفات

عمر خیام کی حیات مستعار کا دورانیہ پانچویں اور چھٹی صدی ہجری میں پھیلا ہوا ہے، آپ کی پیدائش و وفات کے سن وسال کی تعیین میں قیاسات اور اندازوں پر مبنی ہونے کی وجہ سے کافی مختلف اقوال پائے جاتے ہیں، سید صاحب نے ''خیام'' میں چند اہم تاریخی وثائق وقرائن کی روشنی میں عمر خیام کی تاریخ و لادت ممکنہ اور تقریبی طور پر ۴۴۰ھ اور سن وفات ۵۲۶ھ (بمطابق 1132ء) متعین کی ہے، سید صاحب نے خیام کے زمانہ کی تعیین کرنے اور خیام کے سوانح نگار کچھ دیگر صاحب فضل مشاہیر کی اس باب میں تحقیق کو نقد وجرح کی کسوٹی پر جانچنے کے لیے بڑی طویل اور نفیس بحث کی ہے۔ [1]

---

[1] عمر خیام پر مغربی فضلاء ومستشرقین میں سے لکھنے والوں کی تو ایک لمبی فہرست ہے، جنہوں نے مستقل تصانیف میں یا دیگر تصانیف کے ذیل میں خیام کی ذات کو اس کے ماثر واحوال کو اس کے زمانہ کو، اس کے معاصرین اور اس کی فارسی رباعیات کو زیرِ بحث لایا ہے، جن میں سر براؤن (browne) ملر (A-Muller) ریناڈ (Reinaud) جنہوں نے ابوالفداء کی تقویم البلدان (جغرافیہ) کے مقدمہ میں خیام پر عیش وعشرت کا دلدادہ (شراب وکباب کا رسیا) ہونے کی تہمت دھری ہے، بروکلمان، فریڈرک روزن (F-Rosen) ہوٹسما (Houtisma) روسی مستشرق زوکووسکی (Zhukouski)، ڈاکٹر ڈینی سن راسو وغیرہم مشاہیر وفضلاء مغرب شامل ہیں، جبکہ عربی فارسی میں خیام کے حالات پر اصل قدیم ماخذ یہ ہیں:

(۱) تاریخ حکمائے اسلام ابوالحسن بیہقی متوفی ۵۶۵ھ/ ۱۱۶۹ء تالیف ۵۴۹ھ (۲) چہار مقالہ نظامی عروضی سمرقندی (تالیف ۵۵۲ھ) عروضی کا خیامی کے شاگرد ہونے کی وجہ سے یہ چہار مقالہ خیام کے سوانح پر غالباً سب سے اہم ماخذ ہے (۳) نزھۃ الارواح (تالیف ۵۸۶ھ اور ۶۱۱ھ کے درمیان لکھی گئی) (۴) اخبار الحکماء قفطی (تالیف ۶۲۴ھ) (۵) خریدۃ القصر عماد کاتب ۵۱۹ھ۔

اس کے بعد متاخرین کی دسیوں کتابیں ہیں جنہوں نے ان ہی مذکورہ ماخذ سے لیا ہے، اردو میں پچھلی صدی میں دو کتابیں قابلِ ذکر اور اہم سامنے آئیں، (۱) شبلی نعمانی مرحوم کی شعر العجم کی پہلی جلد میں خیام کا مفصل حال (۲) عبدالرزاق کانپوری کی کتاب ''نظام الملک طوسی''، جس میں بطور ضمیمہ انہوں نے خیام کے بھی مفصل حالات لکھے ہیں، لیکن ان دونوں کتابوں میں انہوں نے اس مشہور قصہ کو لیا ہے جو سراسر مغالطہ پر مبنی ہے، اور متاخرین سوانح نگاروں نے مکھی پر مکھی مارتے ہوئے شد ومد سے اس کو ذکر کیا ہے وہ مغالطہ آمیز قصہ یہ ہے کہ عمر خیام، نظام الملک طوسی (سلجوقی سلطنت کے مدار المہام) اور حسن بن صباح (قلعہ الموت والا ملک الجبال، باطنیوں، اسماعیلیوں کا سرخیل جو تاریخ میں حشیشین ''بھنگ وچرس پینے والے'' وفدائین کے نام سے یاد کئے جاتے ہیں، دوسو سال تک جنہوں نے عالم اسلام میں اودھم اور فساد مچائے رکھا، بڑے لائق فائق علماء، فضلاء، وزراء، امراء، سلاطین ان کی خفیہ تحریک کے خنجر زنوں کے ہاتھوں شہید ہوئے، آخر ہلاکو خان کے قلعہ الموت کی تسخیر کے بعد ان کا فتنہ ختم ہوا) ﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

جو دیکھنے اور پڑھنے سے تعلق رکھتی ہے، سید صاحب اپنے مقالہ میں ''واقعاتِ خیام کے چند سنین'' کے عنوان کے ذیل میں لکھتے ہیں:

خیام کے واقعات کے صرف چار سنین ہم کو معلوم ہیں، جو بالترتیب حسبِ ذیل ہیں:

(۱) ۴۷۷ھ میں ہم اس کو پہلے پہل ملک شاہ سلجوقی کے رصد خانے میں پاتے ہیں (ملاحظہ ہو تاریخ کامل ابن اثیر واقعات ۴۷۷ھ)

(۲) اس کے بعد ۵۰۶ھ میں اس سے نظامی عروضی سمرقندی بلخ (موجودہ افغانستان کے شمال کا ایک اہم شہر اور صوبہ) میں ملتا ہے (ملاحظہ ہو عروضی کی تصنیف چہار مقالہ ایڈٹ کردہ مشہور مستشرق گپ)

(۳) ۵۰۵ھ یا ۵۰۷ھ میں ابو الحسن بیہقی (مصنف تاریخ الحکماء) اپنی کم سنی (بچپنے کے زمانے) میں اس سے ملا تھا (فردوس التواریخ کے مصنف کی عبارت جو مستشرق زوکووسکی نے نقل کی ہے اس میں ۵۰۵ھ ہے جب کہ خود بیہقی کی اصل عبارت جو ''بلیٹن آف اورینٹیل سٹڈیز لندن'' میں چھپی ہے اس میں ۵۰۷ھ ہے)

(۴) ۵۰۸ھ میں نظامی عروضی کے بیان کے مطابق خیام نے سلطان (ملک شاہ سلجوقی) کے شکار کے لیے زائچہ (نجوم کے حساب سے) تیار کیا تھا (ملاحظہ ہو چہار مقالہ عروضی کی، ایڈٹ کردہ مستشرق گب) خصوصاً خیام کی وفات کے سلسلہ میں سید صاحب نے چہار مقالہ کے مصنف عروضی کے اپنے ہاتھ سے لکھے ہوئے چہار مقالے کے ایک نسخہ کے حاشیہ کا حوالہ دیا ہے جو احمد بن حسین تبریزی نے اپنی ''دہ فصل'' میں نقل کیا ہے (خیام ص۷۳) ۱

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ یہ تینوں ہم عصر وہم درس تھے، سید صاحب نے اپنے مقالے میں خیام کی پیدائش ووفات کے سنین کی تعیین کے لیے جو فاضلانہ تاریخی بحثیں کی ہیں وہ اسی بات کے گرد گھومتی ہیں کہ یہ مشہور قصہ (کہ یہ مذکورہ تینوں حضرات ہم سبق تھے اور ان کے آپس میں مختلف معاملات اور حالات پیش آئے) محض افسانہ اور گپ ہے، جس کو متاخرین نے پروان چڑھایا ہے، اور مذکورہ اردو کتابوں میں بھی ان کے حوالے سے آیا ہے، سب سے پہلے مستشرق پروفیسر ہوتسما نے اس قصہ پر شک وشبہ کا اظہار کیا تھا۔ محمد امجد۔

۱ تبریزی کی دہ فصل کی یہ عبارت عالی رومی (متوفی ۱۰۰۰ھ/۱۵۹۹ء) نے اپنے مجموعہ رباعیات میں یوں نقل کی ہے:

''امادر رسالہ تبریزی نوشتہ کہ خود در سبزوار نسخہ بخط نظامی عروضی دیدہ و برزیل آں نسخہ عروضی مکتوبہ نوشتہ مبنی برآنکہ در اثنی وعشرین و خمسایہ (۵۲۲ھ) من بخدمت نامدار استاد رسیدم ورخصت کعبہ معظم از وطلبیدم در اثنائے سخناں فرمود کے بعد از عود قبر مرادر موضع بینی کہ بادشمال براں جائے بے مثال گل افشانی کند بعد از سہ سال کہ مرامراجعت دست داد بخاطر خطور میکرد ہرگز ازاں مظہر ہنر سخناں گزاف ومکرر استماع نیفتادہ بود چوں باستر آباد رسیدم استفسار احوال ایشاں کردم، چناں معلوم شد کہ دریں ولا بجوار ایزد تعالیٰ پیوستہ'' (عالی رومی کی رباعیات کا نسخہ دار المصنفین)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

خیام کی قبر یا پھولوں کی سیج

خیامی نے ایک مجلس میں عروضی کو مخاطب کرتے ہوئے اپنی قبر پر بہار میں پھول برسنے کی پیشینگوئی کی تھی، عروضی کہتے ہیں کہ مجھے استاد کی یہ بات دیوانے کی بڑ معلوم ہوئی، لیکن میں نے سوچا کہ استاد فضول نہیں بکتا، چہار مقالہ میں تصریح ہے کہ عروضی ۵۳۰ھ میں نیشاپور کے گورستان حیرہ میں حقِ شاگردی بجالاتے ہوئے استاد خیامی کی قبر پر گئے، اور استاد اس سے چار سال پہلے فوت ہو چکے تھے (۵۳۰ھ سے چار سال پہلے ۵۲۶ھ بنتا ہے) چار سال کی یہ تصریح چہار مقالہ میں قزوینی کے مطبوعہ نسخے میں ہے، جو سید صاحب کے پیش نظر تھا، اور یہ سید صاحب کی سب سے مضبوط دلیل اور قرینہ ہے خیامی کی سن وفات ۵۲۶ھ ہونے پر، جبکہ چہار مقالہ کے باقی نسخوں میں چہار کے بجائے چند ہے ''در چند سال تا آں بزرگ رومی در نقاب خاک کشیدہ بود (دیکھئے: خیام ص ۷۷ از یرعنوان قبر)

عروضی کہتے ہیں کہ میں ایک رفیق کی رہنمائی میں جمعہ کے دن استاد کی قبر پر گیا، جو قبرستان میں ایک باغ میں (آڑو یا خوبانی کے) درختوں کے قریب تھی، میں نے دیکھا کہ ان درختوں سے پھولوں کی اتنی پتیاں قبر پر گری ہیں کہ قبر بالکل ڈھک گئی ہے اس وقت مجھ کو بلخ کا واقعہ (خیامی نے بلخ کی ملاقات میں پیشینگوئی کی تھی کہ میری قبر پر پھول برسیں گے) یاد آیا اور میں رو پڑا۔ [۱]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ ترجمہ: تبریزی کہتا ہے کہ میں نے سبزوار (ایران) میں خود عروضی کے ہاتھ کا لکھا ہوا چہار مقالہ کا نسخہ دیکھا اس کے حاشیہ میں عروضی نے لکھا تھا کہ میں ۵۲۲ھ میں استاد (خیامی) کی خدمت میں حاضر ہوا، اور ان سے حج پہ جانے کی رخصت لی، دوران گفتگو انہوں نے فرمایا کہ تو واپسی پر میری قبر کو ایسے مقام پر دیکھے گا جہاں بہار میں شمالی ہوائیں اس پر پھول برسائیں گی، تین سال بعد جب میں واپس آیا تو مجھے خیال آیا کہ اس صاحب کمال سخنور کی بات لغو نہیں ہو سکتی (یعنی جو اپنے قبر کے متعلق اس نے پیش گوئی کی تھی) جب میں استرآباد (نیشاپور) آیا تو میں نے ان کے حال احوال معلوم کیے، پتہ چلا کہ اس عرصہ میں وہ اللہ کی جوارِ رحمت میں جا چکے ہیں (ترجمہ ختم)

یہ تو دہ فصل کی عبارت تھی (اس کے لیے دیکھیے خیام ۷۳) اس واقعہ (یعنی گل افشانی کی پیشنگوئی) کے متعلق چہار مقالہ کی اصل عبارت میں تصریح ہے کہ عروضی (مصنف چہار مقالہ) ۵۳۰ھ میں خیامی کی قبر پر نیشاپور گیا، اور اس نے قبر کو پھولوں سے ڈھکا ہوا پایا، جیسا کہ آگے ہم ذکر کرتے ہیں۔ محمد امجد۔

[۱] ایک پیشینگوئی مغل بادشاہ جہانگیر کی چہیتی اور محبوب بیوی ملکہ نور جہاں نے بھی اپنے مزار کے متعلق اپنے ایک شعر میں کی تھی۔ ؎

برمزارِ ما غریباں نے چراغ و نے گلے　　　نے پر پروانہ سوزد نے صدائے بلبلے

مطلب...... مجھ پردیسی کے مزار پر نہ دیا جلتا ہے نہ کوئی پھول کھلتا ہے نہ یہاں شمع و پروانے کی خودسوزی و برافروختگی ہے نہ بلبل کی نغمہ سنجیاں اور بہاریں (واقعی لاہور میں اس ایرانی خاتون نور جہاں کی ویران قبر مقبرہ جہانگیر سے کچھ فاصلے پر عبرت کی ایسی ہی تصویر پیش کر رہی ہے جو اس شعر میں ہے۔)　　ع　　دیکھے مجھے جو دیدۂ عبرت نگاہ ہو

تذکرۂ اولیاء (تذکرہ مولانا رومی کا: آخری قسط ۲۱) مفتی محمد امجد حسین

اولیاء کرام اور سلف صالحین کے نصیحت آموز واقعات وحالات اور ہدایات وتعلیمات کا سلسلہ

اقبال ورومی

مریدِ ہندی

تجھ پہ روشن ہے ضمیر کائنات — کس طرح محکم ہو ملت کی حیات

پیرِ رومی

دانہ باشی مرغکانت بر چنند! — غنچہ باشی کودکانت بر کنند!
دانہ پنہاں کن سراپا دام شو! — غنچہ پنہاں کن گیاہ بام شو!

مطلب:......محض دانہ بنے گا تو پرندے تجھے چگ جائیں گے، محض غنچہ بنے گا تو بچے بالے تجھے توڑ دیں گے ،اپنے دانے کو چھپا اور جال کو نمایاں کر، غنچے کو چھپا کے رکھ بام ودر پر صرف گھاس کی صورت کو نمایاں کر۔

مثنوی کے ان اشعار میں جس حقیقت کی طرف اشارہ ہے، اقبال کے کلام میں اس کی تعبیریں جابجا ملتی ہیں مثلاً:

عشق بتاں سے ہاتھ اٹھا اپنی خودی میں ڈوب جا — نقش ونگار دیر میں خونِ جگر نہ کر تلف

(بالِ جبرئیل ص ۷، نظم ۱۶)

نیز

یہ حکمت ملکوتی، یہ علم لاہوتی — حرم کے درد کا درماں نہیں تو کچھ بھی نہیں
یہ ذکر نیم شبی یہ مراقبے یہ سرور — تری خودی کے نگہباں نہیں تو کچھ بھی نہیں
یہ عقل جو مہ وپرویں کا کھیلتی ہے شکار — شریک، شورش پنہاں نہیں تو کچھ بھی نہیں
خرد نے کہہ بھی دیا لا الٰہ تو کیا حاصل — دل ونگاہ مسلماں نہیں تو کچھ بھی نہیں

(ضربِ کلیم ۶)

ترے سینے میں دم ہے دل نہیں ہے — ترا دم گرمی محفل نہیں ہے
گزر جا عقل سے آگے کہ یہ نور — چراغِ راہ ہے منزل نہیں ہے

(بال جبرئیل ص ۱۶)

محبت کا جنوں باقی نہیں ہے — مسلمانوں میں خوں باقی نہیں ہے

Idara Ghufran

صفیں کج، دل پریشاں سجدہ بے ذوق　　کہ جذبِ اندروں باقی نہیں ہے
(بالِ جبریل ص ۱۶)

مریدِ ہندی

تو یہ کہتا ہے کہ دل کی کر تلاش　　''طالب دل باش ودر پیکار باش''

جو مرا دل ہے مرے سینے میں ہے　　میرا جوہر میرے آئینے میں ہے

پیرِ رومی

تو ہمہ گوئی مرا دل نیز است　　دل فراز عرش باشد نے بہ پست

تو دلِ خود را دلے پنداشتی　　جستجوئے اہل دل بگذاشتی

مطلب......تو یہ کہتا ہے کہ میرے پاس بھی دل ہے، میں بھی دل وجگر رکھتا ہوں، حالانکہ دل تو اتنا بلند بام ہے کہ عرش پہ مقام رکھتا ہے یہ پستیوں کا مکین نہیں ہوتا، تو بھی اپنے دل کو دل کہتا ہے کیونکہ اہلِ دل کی مصاحبت تجھے حاصل نہیں کہ تجھے پتہ چلے دل کیا ہوتا ہے؟

اقبال کے ہاں اس مفہوم کی مزید منظوم تعبیریں:

خودی کو جس نے فلک سے بلند تر دیکھا　　وہی ہے مملکت صبح وشام سے آگاہ

وہی نگاہ کے ناخوب وخوب سے محرم　　وہی ہے دل کے حلال وحرام سے آگاہ
(ضرب کلیم ص۱۲، نظم آگاہی)

رہے نہ روح میں پاکیزگی تو ہے ناپید　　ضمیر پاک وخیال بلند وذوق لطیف
(ایضاً ص۱۲، نظم مغربی تہذیب)

خودی کی پرورش وتربیت پہ ہے موقوف　　کہ مشتِ خاک میں پیدا ہو آتش ہمہ سوز
(ایضاً ص۱۲، نظم خودی کی تربیت)

خودی ہو زندہ تو ہے فقر بھی شہنشاہی　　نہیں ہے سنجر وطغرل سے کم شکوہ فقیر
(ایضاً ص۱۳، نظم خودی کی زندگی)

جہاں خودی کا بھی ہے صاحبِ فراز ونشیب　　یہاں بھی معرکہ آراء ہے خوب سے ناخوب

نمود جس کی فراز خودی سے ہو وہ جمیل　　جو ہو نشیب میں پیدا، قبیح ونامحبوب
(ایضاً ص۱۳، نظم خوب وزشت)

خودی کی موت سے مغرب کا اندروں بے نور　　خودی کی موت سے مشرق ہے مبتلائے جذام

خودی کی موت سے پیرِ حرم ہوا مجبور　　کہ بیچ کھائے مسلماں کا جامۂ احرام

(ایضاً مرگ خودی)

مریدِ ہندی

آسمانوں پر مرا فکرِ بلند　　میں زمین پر خوار زار و دردمند

کارِ دنیا میں رہا جاتا ہوں میں　　ٹھوکریں اس راہ میں کھاتا ہوں میں

کیوں مری بس کا نہیں کارِ زمیں　　ابلہ دنیا ہے کیوں دانائے دیں

پیرِ رومی

آں کہ بر افلاک رفتارش بود　　بر زمین رفتن چہ دشوارش بود

مطلب......جس کی آسمان تک رسائی ہو، زمین کی مہمات سر کرنا اس کے لیے مشکل نہ ہونے چاہئیں۔

توضیح......مسلمانوں کا، اہل ایمان کا، دین حق کے علمبرداروں کا تو عرش سے کنکشن جڑا ہوا ہے، عرش والے سے رابطہ استوار ہے، دین حق کے حامل ہونے کی برکت سے، وحی الٰہی کی رہنمائی حاصل ہونے کے طفیل اللہ تعالیٰ سے ان کا عبدیت و معبودیت والا صحیح تعلق قائم ہے، ایسی صورت میں تو خلافت ارضی اور زمین پر منصب نیابت کے حق دار سب سے زیادہ وہی ہیں کہ تکوین وتشریع دونوں کوائف ان کے پورے ہیں۔

لیکن بایں ہمہ اپنی غفلتوں، اور عملی زندگی میں ایمانی تقاضوں کی عدم بجاآوری کی وجہ سے بطور تنبیہ وسزا مسلمان قعر مذلت میں گر چکے ہیں، اس کی تلافی ہوسکتی ہے، اصل ایمان برقرار ہے، جو عرش تک رسائی کا کنکشن ہے، اس ایمان کے مقتضیات کی بجاآوری اجتماعی طور پر عمومی پیمانے پر کرنے کی ضرورت ہے کہ امت میں امت پنا پیدا ہوجائے، نسلی، لسانی، علاقائی بنیادوں پر اور فروعی اختلافات کی بنیاد پر امت جو تفرق وانتشار کا شکار ہو چکی ہے، اور امت کا ایک کافی بڑا اور مؤثر طبقہ جدت پسندی، سیکولر ذہنیت ومزاج اور مغرب پرستی کا حامل بن چکا ہے، یہ سب بے دینی، بے راہ روی، اور اپنی ملی بنیادوں سے انحراف کی مختلف شکلیں اور خوشنما نام ہیں، ان سے نکلا جائے، امت ایک اور نیک ہوجائے، تو سب بگڑے کام بن جائیں۔

وعدۂ غلبہ ہے مومن کے لیے قرآن میں　　پھر جو تو غالب نہیں تو کچھ کسر ہے ایمان میں

درویش خدا مست نہ شرقی ہے نہ غربی　　گھر میرا نہ دلی نہ صفاہاں نہ سمرقند

(بالِ جبریل ص۳)

ہوس نے کر دیا ٹکڑے ٹکڑے بنی انسان کو　　اخوت کا بیاں ہو جا محبت کی زباں ہو جا

مریدِ ہندی

علم و حکمت کا ملے کیونکر سراغ　　کس طرح ہاتھ آئے سوز و درد و داغ

پیرِ رومی

علم و حکمت زائد از نان حلال!　　عشق و رقت آید از نانِ حلال!

توضیح......علم و حکمت کے سوتے روح سے پھوٹتے ہیں، جب روح کا کنکشن ملاء اعلیٰ سے جڑ جاتا ہے، اس وقت عالمِ غیب بھی ذوقی طور پر مشاہد و محسوس بن جاتا ہے، اس کے نتیجے میں ذوق یقین، سوز و درد اور عشق اور وارفتگی کی باطنی کیفیات پیدا ہو جاتی ہیں اور عشق و محبت کے مقامات طے ہونے لگتے ہیں، یہ مومن کی میراث ہے، کافر کے لیے ایمان نہ ہونے کی وجہ سے روح کا عالمِ غیب سے رابطہ و کنکشن ہونے کے راستے بند ہیں، لیکن اس کے لیے ضروری ہے کہ مومن اپنے اعضاء و جوارح، قلب و دماغ کو حرام و ناجائز اعمال سے اور شکم کو حرام مال اور غذاؤں سے محفوظ رکھے۔

يَا أَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا إِنِّي بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ (المؤمنون ۵۱)

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ وَاشْكُرُوا لِلَّهِ إِنْ كُنْتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُونَ (بقرة ۱۷۲)

باقی علم و حکمت کے نام پہ آج مشرق و مغرب کی دانش گاہیں بنی آدم کے دماغوں میں جو زہر انڈیل رہی ہیں، وہ نبات و جماد اور مادی کائنات کے ادھیڑ بن اور مادیات کی تخریب و تسخیر کا فن سامری و ساحری ہے، جب تک اس میں خالق کی معرفت، اس کے نظامِ ربوبیت پر ایمان اور عبدیت و معبودیت کا رشتہ قائم نہیں ہوتا۔

علامہ اقبال مرحوم نے اس فنِ سامری اور مادیتِ محضہ کی جادوگری کا دوسری جگہ یوں تجزیہ فرمایا ہے:

یہ علم، یہ حکمت، یہ تدبر، یہ حکومت　　پیتے ہیں لہو دیتے ہیں تعلیم مساوات

بیکاری و عریانی و مے خواری و افلاس　　کیا کم ہیں فرنگی مدنیت کے فتوحات

وہ قوم کے فیضان سماوی سے ہو محروم　　حد اس کے کمالات کی ہے برق و بخارات

ہے دل کے لیے موت مشینوں کی حکومت   احساس مروت کو کچل دیتے ہیں آلات
چہروں پہ جو سرخی نظر آتی ہے سرِشام   یا غازہ ہے یا ساغر و مینا کی کرامات
کب ڈوبے کا سرمایہ پرستی کا سفینہ   دنیا ہے تری منتظر اے روزِ مکافات

(بالِ جبریئل ص۲۰، نظم لینن)

مریدِ ہندی

ہے زمانے کا تقاضا انجمن   اور بے خلوت نہیں سوزِ سخن

پیرِ رومی

خلوت از اغیار باید نے زیار   پوستین بہر دَے آمد نے بہار

توضیح...... دردِ دل اور سوز و محبت پیدا ہونے کے لیے گوشہ نشینی، عزلت گزینی اور صحرا نوردی کی ضرورت ہوتی ہے جبکہ یہ زمانہ محفل آرائی اور جلوت سامانی کا ہے، بقول شخصے

تنہائی میں بھی نہ رہ سکے ہم اکیلے   دل میں رہے ہر دم حسینوں کے میلے

جواب ملتا ہے کہ جلوتوں میں بھی خلوتوں کے مزے لوٹے جا سکتے ہیں ''دست بکار دل بہ یار'' کی صورت ہو تو جلوت عین خلوت ہے، یا اقبال ہی کے الفاظ میں ؎

''جلوتوں میں مصطفائی مہکے، خلوتوں میں کبریائی ٹپکے''

کا معاملہ ہو، تو خلوت جلوت دونوں مفید و مطلوب بن جاتے ہیں، اور جلوت خلوت ہی کے ہم پلہ ہو جاتی ہے۔ اقبال کے زمانے میں تو ابھی الیکٹرونک میڈیا نہیں آیا تھا، ٹیلی ویژن۔ کمپیوٹر، نیٹ، کیبل اور موبائل وغیرہ جن کی فتنہ سامانیاں، جلوہ سازیاں، خودنمائیاں، سخن سازیاں اور مجلس آرائیاں، کچے پکے گھروں کے روشن و تاریک کمروں اور گوشوں سے لے کر صحرا و بیابانوں اور مافوق الجبال خانہ بدوشوں کی بستیوں تک رسائی پا گئی ہیں، جس کے نتیجے میں خلوت شہر و بازار میں تو کجا صحرا و بیابان میں بھی باقی نہ رہی۔

1907ء میں جب ابھی یہ بازاری اور ہڑبونگ پر مبنی کلچر شائد لڑکپن کے مرحلے میں تھا اس وقت کی ایک نظم میں فرماتے ہیں:

زمانہ آیا ہے بے حجابی کا عام دیدارِ یار ہوگا   سکوت تھا پردہ دار جس کا وہ راز اب آشکار ہوگا
گزر گیا اب وہ دور ساقی کہ چھپ کے پیتے تھے پینے والے   بنے گا سارا جہاں مے خانہ ہر کوئی بادہ خوار ہوگا

کبھی جو آوارۂ جنوں تھے وہ بستیوں میں پھر آ بسیں گے ‏ برہنہ پائی وہی رہے گا نیا خارزار ہوگا

جو ایک تھا اے نگاہ! تو نے ہزار کر کے ہمیں دکھایا ‏ یہی اگر کیفیت ہے تیری تو پھر کسے اعتبار ہوگا

خدا کے عاشق تو ہیں ہزاروں بنوں میں پھرتے ہیں مارے مارے

میں اس کا بندہ بنوں گا جس کو خدا کے بندوں سے پیار ہوگا

(بانگ دراص ۲۸)

ایک جگہ فرماتے ہیں:

پختہ افکار کہاں ڈھونڈنے جائے کوئی ‏ اس زمانے کی ہوا رکھتی ہے ہر چیز کو خام

(ضربِ کلیم ص ۱۳)

مریدِ ہندی

ہند میں اب نور ہے باقی نہ سوز! ‏ اہل دل اس دیس میں ہیں تیرہ روز

پیرِ رومی

کارِ مرداں روشنی وگرمی است ‏ کارِ دوناں حیلہ و بے شرمی است

توضیح.....ع جس دور میں جینا مشکل ہو اس دور میں جینا لازم ہے۔

یا اقبال ہی کے الفاظ میں ع

نوا را تلخ تر می زن چوں ذوق نغمہ کم یابی

کانٹوں میں جو کھلتا ہے شعلوں میں جو پلتا ہے ‏ وہ پھول ہی گلشن کی تاریخ بدلتا ہے

(اقبال مرحوم کی بالِ جبریل میں مرقوم نظم "پیرِ رومی، مریدِ ہندی" کی یہ مکمل تشریحات

"یکم تا ۳ محرم ۱۴۳۳ھ" کے دوران اوقاتِ فرصت میں لکھی گئیں، بعونہ تعالیٰ۔ محمد امجد)

قرض کی ادائیگی اور دشمن سے پناہ کی دعا

حضرت علی سے روایت ہے کہ ایک مکاتب (غلام) اُن کے پاس آیا، اور عرض کیا کہ میں خود کو آزاد کرانے کی قیمت ادا کرنے سے عاجز آ چکا ہوں، اس لئے میری مدد کیجئے! تو حضرت علی نے فرمایا کہ میں آپ کو وہ کلمات سکھاتا ہوں جو مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھائے تھے، اگر آپ پر صیر نامی جیسے بڑے پہاڑ کی طرح کا بھی قرض ہوا، تو اللہ آپ سے اُس قرض کو اُتار دے گا، آپ یہ دعا کیا کرو کہ:

اَللّٰھُمَّ اکْفِنِیْ بِحَلَالِکَ عَنْ حَرَامِکَ، وَأَغْنِنِیْ بِفَضْلِکَ عَمَّنْ سِوَاکَ.

ترجمہ: اے اللہ! مجھے اپنا حلال مال دے کر حرام سے دُور رکھئے اور مجھے اپنے فضل کے ذریعے سے اپنے علاوہ دوسروں سے بے نیاز کر دیجئے (ترمذی، رقم الحدیث ۳۵۶۳، ابواب الدعوات؛ مسند احمد، رقم الحدیث؛ مستدرک حاکم، رقم الحدیث ۱۹۷۳؛ مسند بزار)

اور حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کلمات کے ساتھ دعا کیا کرتے تھے کہ:

اَللّٰھُمَّ إِنِّیْ أَعُوْذُ بِکَ مِنْ غَلَبَةِ الدَّیْنِ، وَغَلَبَةِ الْعَدُوِّ، وَشَمَاتَةِ الْأَعْدَاءِ.

ترجمہ: اے اللہ! میں قرض کے غلبہ سے اور دشمن کے غلبہ سے اور دشمنوں کی ملامت سے آپ کی پناہ حاصل کرتا ہوں (سنن نسائی، رقم الحدیث ۵۴۸۷؛ مسند احمد)

Idara Ghufran

مصیبت کو بھلائی سے بدلنے کی دعا

اُمُّ المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کسی مسلمان بندے کو کوئی مصیبت آتی ہے اور وہ یہ دعا کرتا ہے تو اللہ اس کو اس مصیبت میں اجر دیتے ہیں اور اس کو اُس مصیبت سے اچھا بدلہ عطا فرماتے ہیں، وہ دعا یہ ہے کہ:

إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ، اَللّٰهُمَّ أْجُرْنِيْ فِيْ مُصِيْبَتِيْ، وَأَخْلِفْ لِيْ خَيْرًا مِنْهَا

ترجمہ: بیشک ہم اللہ کے لئے ہیں اور ہم اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں، اے اللہ! مجھ کو میری مصیبت میں اجر عطا فرمایئے اور مجھے اس سے بہتر بدلہ عطا فرمایئے۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب اُن کے شوہر ابو سلمہ فوت ہوگئے تو میں نے رسول اللہ کے حکم کے مطابق یہی الفاظ کہے تو اللہ تعالیٰ نے مجھے ابو سلمہ سے بہتر شوہر یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عطا فرما دیئے (مسلم، بَابُ مَا يُقَالُ عِنْدَ الْمُصِيبَةِ)

اور ایک روایت میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کسی کو کوئی تکلیف پہنچے تو اس کو یہ کہنا چاہیے کہ:

إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ، اَللّٰهُمَّ عِنْدَكَ أَحْتَسِبُ مُصِيْبَتِيْ، فَآجِرْنِيْ فِيْهَا، وَأَبْدِلْ لِيْ بِهَا خَيْرًا مِنْهَا.

ترجمہ: بیشک ہم اللہ کے لئے ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں اے اللہ میں تیرے پاس ہی اپنی مصیبت لاتا ہوں پس مجھ کو اس میں اجر عطا فرما اور اس سے بہتر بدلہ عطا فرما (ابوداؤد، رقم الحدیث ۳۱۱۹، باب فی الاسترجاع، واللفظ لہٗ؛ مسند احمد)

Idara Ghufran

اللہ کے خوف سے رونے والی آنکھوں کی دعا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا میں سے یہ بھی ہے کہ:

اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِیْ عَیْنَیْنِ هَطَّالَتَیْنِ تَشْفِیَانِ الْقَلْبَ بِذُرُوْفِ الدَّمْعِ مِنْ خَشْیَتِکَ قَبْلَ أَنْ یَکُوْنَ الدَّمْعُ دَمًا وَّالْأَضْرَاسُ جَمْرًا.

ترجمہ: اے اللہ! مجھے اپنے خوف سے برسنے والی (اور رونے والی) آنکھیں عطا فرمایئے، جو دل کو بہتے ہوئے آنسوؤں سے سیراب کردیں، اُس وقت سے پہلے کہ آنسو خون ہوجائیں، اور ڈاڑھیں انگارے ہوجائیں (معجم اوسط، رقم الحدیث ۱۴۵۷، واللفظ لہٗ؛ حلیۃ الاولیاء، ج۲، ص۱۹۶؛ الزہد والرقائق لابن المبارک، رقم الحدیث ۴۸۰؛ الزہد لاحمد بن حنبل، رقم الحدیث ۴۸)

حضرت شکل بن حمید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ دعا کیا کرو کہ:

اَللّٰهُمَّ إِنِّیْ أَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّ سَمْعِیْ، وَمِنْ شَرِّ بَصَرِیْ، وَمِنْ شَرِّ لِسَانِیْ، وَمِنْ شَرِّ قَلْبِیْ، وَمِنْ شَرِّ مَنِیِّیْ.

ترجمہ: اے اللہ میں آپ کی پناہ میں آتا ہوں اپنے کانوں کی بُرائی سے، اور اپنی آنکھوں کی بُرائی سے، اور اپنی زبان کی بُرائی سے، اور اپنے دل کی بُرائی سے، اور اپنی منی (یعنی شرمگاہ) کی بُرائی سے (ترمذی، رقم الحدیث ۳۴۹۲؛ ابوداؤد، رقم الحدیث ۱۵۵۱)

Idara Ghufran

بُری بیوی، بُری اولاد، بُرے مال اور بُرے دوست سے پناہ کی دعا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا میں سے یہ بھی ہے کہ:

اَللّٰهُمَّ إِنِّیْ أَعُوْذُ بِکَ مِنْ جَارِ السُّوءِ، وَمِنْ زَوْجٍ تُشَيِّبُنِیْ قَبْلَ الْمَشِيْبِ، وَمِنْ وَلَدٍ يَّكُوْنُ عَلَیَّ رَبًّا، وَمِنْ مَالٍ يَّكُوْنُ عَلَیَّ عَذَابًا، وَمِنْ خَلِيْلٍ مَاكِرٍ عَيْنُهٗ تَرَانِیْ وَقَلْبُهٗ تَرْعَانِیْ إِنْ رَأٰی حَسَنَةً دَفَنَهَا، وَإِذَا رَأٰی سَيِّئَةً أَذَاعَهَا.

ترجمہ: اے اللہ! میں بُرے پڑوسی سے آپ کی پناہ حاصل کرتا ہوں، اور ایسی بیوی سے جو مجھے بوڑھا ہونے سے پہلے بوڑھا کردے، اور ایسی اولاد سے جو مجھ پر حکمران بنے، اور ایسے مال سے جو مجھ پر عذاب ہو، اور ایسے دھوکہ دینے والے دوست سے کہ اُس کی آنکھ تو مجھے دیکھے، اور اُس کا دل میرا تجسس کرے، اگر وہ کوئی اچھائی دیکھے تو اُسے بُھلادے، اور جب کوئی بُرائی دیکھے تو اُسے پھیلادے (الدعاء للطبرانی، رقم الحدیث ۱۳۳۹؛ الزہد لہناد بن السری، رقم الحدیث ۱۰۳۳؛ العزلۃ للخطابی، رقم الحدیث ۷۹)

Idara Ghufran

پیارے بچو! بنتِ فاطمہ

صبر کی طاقت

پیارے بچو! تم جانتے ہو کہ کچھ بچوں میں چوری کرنے کی عادت ہوتی ہے، ایسے بچوں کی کوشش ہوتی ہے کہ جو چیز بھی انہیں اچھی لگے، وہ اُسے کسی نہ کسی طرح لے لیں، چاہے اس کے لئے انہیں چوری جیسا گندہ اور گناہ والا کام بھی کرنا پڑے۔

ان بچوں کو یہ نہیں معلوم کہ چوری کر کے جو چیز لی جاتی ہے، اُس سے چوری کرنے والے کو فائدہ نہیں ہوتا، اُلٹا نقصان ہوتا ہے۔

اور بہت بڑا نقصان ہوتا ہے، اگر پکڑا جائے تو سزا ہوتی ہے، اور اسلام میں اس کی سزا چور کے ہاتھ کاٹنا ہے۔

دوسروں کے سامنے ذلت ہوتی ہے، جس کی چوری کی اس کی اور دوسرے لوگوں کی نظروں میں کوئی عزت نہیں رہتی، اور دنیا سے فوت ہونے کے بعد جو آخرت میں سزا ملے گی، وہ تو بہت بڑی ہے، اور چوری کرنے سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتے ہیں، جس کی وجہ سے دنیا میں بھی کوئی مصیبت بھیج دیتے ہیں۔

جن بچوں میں چوری کرنے کی گندی عادت ہوتی ہے، دراصل اُن میں برداشت اور صبر نہیں ہوتا، بس جس وقت جو بات دل میں آ گئی، ان کی کوشش ہوتی ہے کہ اس کو پورا کیا جائے، چاہے کوئی غلط اور بُرا کام ہی کیوں نہ کرنا پڑے، ایسے بچے اپنے اس غلط عمل کے نتیجے اور انجام کو نہیں سوچتے، جس کی وجہ سے انہیں نقصان اُٹھانا پڑتا ہے۔

اور جو بچے صبر سے کام لیتے ہیں، اور ہر کام کرنے سے پہلے اُس کے نتیجے اور انجام کو سوچتے ہیں، ایسے لڑکے کامیاب ہوتے ہیں۔

بچو! آج ہم تمہیں ایسی ہی ایک کہانی سناتے ہیں۔

زبیر ایک غریب اور نیک لڑکا تھا، وہ کھیل کود میں اپنا وقت ضائع نہیں کرتا تھا، ہمیشہ پڑھائی میں مصروف رہتا تھا، زبیر کے ابو ایک مزدور آدمی تھے، جو گرمیوں میں قلفیاں اور سردیوں میں انڈے بیچتے تھے، زبیر کے دوست اُس کے پرانے کپڑوں اور پرانے جوتوں کی وجہ سے اُس سے دُور دُور رہتے تھے، اور اس کو

کلاس میں آگے نہیں بیٹھنے دیتے تھے، مگر جب کبھی سکول میں کوئی جلسہ اور پروگرام ہوتا تو سب سے پہلے زبیر کو تلاوت کرنے کی دعوت دی جاتی، کیونکہ زبیر بہت اچھی تلاوت کرتا تھا۔

زبیر اپنے ابو کے کام میں بھی اُن کی مدد کرتا تھا، جب زبیر کے ابو کی طبیعت خراب ہوتی، تو زبیر اپنے ابو کے ساتھ قلفیاں اور انڈے بیچنے کے لئے جاتا تھا۔

جب سکول میں آدھی چھٹی ہوتی تو زبیر کے دوست سکول کی کینٹین سے مختلف چیزیں لے کر کھاتے، مگر زبیر اپنے دوستوں کی فضول خرچی میں کبھی شریک نہ ہوتا، زبیر گھر سے جو اپنا کھانا ساتھ لاتا، وہی کھانا اکیلا بیٹھ کر کھا لیتا۔

ایک دن زبیر کے دوست اجمل نے سوچا کہ کیوں نہ آج زبیر کا کھانا چوری کر کے کھا لیا جائے، اس طرح پتہ بھی چل جائے گا کہ زبیر گھر سے کیا لے کر آتا ہے، اور اکیلا بیٹھ کر کیوں کھاتا ہے، جب اجمل نے زبیر کا کھانا اُس کے بستے میں سے نکالا اور کھول کر دیکھا تو اُس میں اچار اور روٹی تھی، زبیر کے دوست نے سادہ اچار اور روٹی دیکھی تو شرمندہ ہو گیا، اب اجمل نے زبیر کے کھانے کی جگہ اپنا انڈہ، پراٹھا رکھ دیا، اجمل نے یہ سمجھا کہ اس طرح زبیر اچھا کھانا دیکھ کر کھالے گا، مگر زبیر صبر کرنے والا لڑکا تھا۔

زبیر نے جب اپنا کھانے کا ڈبہ کھولا تو اپنی اچار اور روٹی کی جگہ انڈہ، پراٹھا دیکھا اور سمجھ گیا کہ آج کسی دوست نے میری اچار روٹی نکال کر اس کی جگہ انڈہ پراٹھا رکھ دیا ہے، مگر زبیر نے وہ انڈا پراٹھا نہیں کھایا، بلکہ اسی طرح کھانے کا ڈبہ بند کر دیا۔

بعد میں اجمل نے دیکھا کہ زبیر نے کھانا نہیں کھایا، تو حیران ہو گیا، اور زبیر سے کہا کہ تم نے کھانا کیوں نہیں کھایا، اور یہ تو میں نے رکھا تھا؟

زبیر نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے چوری کے کھانے میں برکت نہیں رکھی، اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے، اجمل پر زبیر کی اس بات کا بہت اثر ہوا۔

کچھ دن بعد جب سالانہ امتحان ہوئے تو پورے صوبے میں اول آنے والے لڑکوں میں زبیر کا بھی نام تھا۔ اساتذہ نے کہا کہ آج پرانے کپڑے اور پرانے جوتے والے طالبِ علم نے اپنے اساتذہ اور سکول کا نام روشن کر دکھایا ہے۔

سچ ہے کہ امانت داری اور صبر میں بڑی برکت ہے۔

Idara Ghufran

بزمِ خواتین

مفتی محمد یونس

خواتین سے متعلق بنیادی شرعی احکام اور اصلاحی مضامین کا سلسلہ

عدت کے احکام (قسط۳)

معزز خواتین! اگر کسی عورت کا شوہر فوت ہوجائے یا اسے طلاق ہوجائے تو اس پر عدت لازم ہوجاتی ہے، شوہر فوت ہونے کی صورت میں جو عدت لازم ہوتی ہے اس کو عدتِ وفات کہا جاتا ہے اور طلاق ہونے کی صورت میں جو عدت لازم ہوتی ہے اس کو عدتِ طلاق کہا جاتا ہے، دونوں طرح کی عدت پوری ہونے تک عورت پر چند خاص احکام کی پابندی لازم ہوتی ہے پھر ان احکام میں سے اکثر تو ایسے ہیں جو دونوں طرح کی عدتوں (یعنی عدتِ وفات وعدتِ طلاق) میں یکساں ہیں اور چند ایک ایسے بھی ہیں جو کچھ مختلف ہیں، جس عورت پر عدت لازم ہو اس کو عربی زبان میں معتدہ (عدت گزارنے والی) کہا جاتا ہے، ذیل میں وہ احکام ذکر کیے جائیں گے جن کی پابندی کرنا معتدہ خاتون پر لازم ہے۔

معتدہ خاتون پر بنیادی درجے میں یہ حکم لازم ہے کہ اسے عدت پوری ہونے تک اسی گھر میں رہنا ضروری ہے جس میں شوہر کے نکاح میں ہوتے ہوئے آخر وقت تک رہا کرتی تھی، اس گھر کو چھوڑ کر دوسرے گھر میں جانا اس کے لیے جائز نہیں، خواہ شوہر کی وفات ہونے سے عدت لازم ہوئی ہو یا طلاق ہونے سے، پھر طلاق بھی خواہ رجعی ہوئی ہو یا بائنہ یا مغلظہ۔ [۱]

طلاقِ بائنہ اور طلاقِ مغلظہ کی صورت میں عورت اپنے شوہر کے ساتھ اسی گھر میں عدت کیسے گزارے؟ اس کی وضاحت ان شاء اللہ آگے آئیگی۔

شوہر کی وفات یا اس کی طرف سے طلاق ہونے کے بعد دورانِ عدت کسی عورت کا اپنے میکہ یا کسی اور جگہ چلے جانا قرآن وسنت کی تعلیمات کے خلاف ہے اور گناہ کی بات ہے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

---

[۱] رجعی طلاق سے مردوہ طلاق ہے جس میں شرعاً عدت کے دوران شوہر کو رجوع کا حق حاصل ہوتا ہے، بائن طلاق سے مراد وہ طلاق ہے جس میں زوجین کی باہمی رضامندی سے نئے حق مہر کے ساتھ باقاعدہ تجدیدِ نکاح ضروری ہوتا ہے خواہ عدت جاری ہو یا ختم ہوگئی ہو، اور مغلظہ طلاق سے مراد وہ طلاق ہے جس میں رجوع کرنا اور شرعی حلالہ کے بغیر آپس میں نکاح کرنا جائز نہیں ہوتا خواہ عدت جاری ہو یا ختم ہوگئی ہو۔

Idara Ghufran

يـا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَطَلِّقُوهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ وَأَحْصُوا الْعِدَّةَ وَاتَّقُوا اللَّهَ رَبَّكُمْ لَا تُخْرِجُوهُنَّ مِنْ بُيُوتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ إِلَّا أَنْ يَأْتِينَ بِفَاحِشَةٍ مُبَيِّنَةٍ (طلاق آیت ۱)

ترجمہ: اے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم آپ لوگوں سے کہہ دیجئے کہ) جب تم لوگ عورتوں کو طلاق دینے لگو، تو ان کو (زمانہ) عدت (یعنی حیض) سے پہلے (یعنی طہر میں) طلاق دو، اور (طلاق دینے کے بعد) تم عدت کو یاد رکھو (یعنی مرد و عورت سب یاد رکھیں) اور اللہ سے ڈرو جو تمہارا رب ہے، ان عورتوں کو ان کے گھروں سے نہ نکالو، اور نہ وہ خود نکلیں، مگر یہ کہ وہ کسی کھلی بے حیائی کا ارتکاب کریں۔ الخ (سورۂ طلاق آیت نمبر ۱)

تشریح: یہ سورۂ طلاق کی پہلی آیت کریمہ ہے اس میں طلاق وعدت سے متعلق چند احکام ارشاد فرمائے گئے ہیں۔

پہلا حکم یہ ارشاد فرمایا کہ جب کوئی شخص اپنی بیوی کو طلاق دینا چاہے تو اسے چاہیے کہ وہ ایسے وقت میں طلاق دے کہ طلاق کے بعد جلد اس خاتون کی عدت شروع ہو جائے، جیسا کہ گزشتہ اقساط میں سورۂ بقرہ کی آیت نمبر ۲۲۸ کے حوالے سے یہ تحریر کیا جا چکا ہے کہ جو خاتون طلاق کے وقت امید سے نہ ہو اور اسے حیض بھی آتا ہو تو اس کی عدت تین حیض ہوتی ہے، اس لیے ان دونوں آیتوں کے ملانے سے معلوم ہوا کہ جب عورت کو طلاق دینا ہی منظور ہو تو اسے طہر (پاکی) کی حالت میں طلاق دینی چاہیے تاکہ طلاق کے بعد آنے والے حیض سے ہی اس کی عدت شروع ہو جائے۔

(مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو، معارف القرآن ج ۸ ص ۴۷۸ و ص ۴۷۹ وانوار البیان ج ۹ ص ۳۴۳ و ۳۴۴)

دوسرا حکم: یہ ارشاد فرمایا کہ ’’و احصوا العدۃ‘‘ احصوا کا لفظ احصاء سے نکلا ہے اور احصاء کا معنی ہے شمار کرنا، گننا، اور معنی اس جملے کا یہ ہے کہ عدت کے زمانہ کو اچھی طرح شمار کرو۔

چونکہ عدت سے متعدد مسائل متعلق ہیں اور کئی احکام ایسے ہیں جو عدت کے ختم ہونے پر بدل جاتے ہیں، چنانچہ رجعی طلاق میں شوہر کو عدت مکمل ہونے سے پہلے تک رجوع کا حق حاصل ہوتا ہے اور عدت ختم ہوتے ہی رجوع کا حق ختم ہو جاتا ہے، لہٰذا اگر عدت کا اچھی طرح سے حساب نہ رکھا جائے تو اس بات کا اندیشہ ہے کہ کہیں عدت کو باقی سمجھتے ہوئے شوہر رجوع کر لے اور عورت کو بیوی بنا کر رکھ لے، حالانکہ در حقیقت عدت ختم ہو چکی ہو، اسی طرح اس کے برعکس یہ خرابی بھی لازم آ سکتی ہے کہ عدت کو مکمل سمجھ کر عورت کسی دوسرے مرد سے نکاح کر لے حالانکہ ابھی در حقیقت عدت ختم نہ ہوئی ہو۔

Iqra Ghufran

اسی طرح اور بھی متعدد احکام ایسے ہیں جن کا تعلق عدت سے ہے اور عدت باقی رہنے اور ختم ہوجانے کی صورت میں وہ احکام مختلف ہوجاتے ہیں، اس لیے مطلقہ اور بیوہ دونوں طرح کی معتدہ خواتین کو عدت کا اچھی طرح خیال رکھنا چاہیے تاکہ حکم خداوندی پر عمل ہو اور اس طرح کی خرابیاں لازم نہ آئیں۔

اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ ''وَاتَّقُوا اللّٰہَ رَبَّکُمْ '' اور اللہ سے ڈرو جو تمہارا رب ہے، اس جملے میں طلاق دینے والے مرد اور عورت دونوں کو خوف دلایا گیا ہے کہ عدت کے معاملے میں اپنی نفسانی اغراض کی وجہ سے حکمِ خداوندی کے خلاف کوئی عمل نہ کریں، عورت سابق شوہر سے جلد چھٹکارے کی غرض سے یا دوسرے مرد سے جلد نکاح کرنے کی غرض سے عدت ختم ہونے سے پہلے ہی جھوٹ نہ کہہ دے کہ میری عدت گزر گئی ہے۔

اسی طرح مرد عورت کو بیوی بنا کر رکھنے کی غرض سے عدت ختم ہونے کے بعد یہ جھوٹا دعویٰ نہ کردے کہ میں نے دورانِ عدت ہی رجوع کرلیا تھا، یا عورت سے جلد جان چھڑانے اور نان ونفقہ دینے سے جی چرانے کی غرض سے عورت کی عدت ختم ہونے سے پہلے ہی اس کے حقوق ادا کرنے سے کوتاہی نہ کرے، دونوں کو ہر معاملے میں اللہ کا خوف کھانا چاہیے جو کہ ان کا رب ہے۔

اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ "لا تخرجوھن من بیوتھن ولا یخرجن'' جن عورتوں کو تم نے طلاق دے دی ہے انہیں عدت کے درمیان گھر سے نہ نکالو اور ان عورتوں کو چاہیے کہ وہ خود بھی گھر سے نہ نکلیں۔

اس جملہ میں اللہ تعالیٰ نے معتدہ خواتین کے لیے انہی گھروں میں رہنا ضروری قرار دیا ہے جن میں وہ بوقتِ طلاق رہتی تھیں۔ عدت پوری ہونے سے پہلے نہ تو معتدہ خواتین کا خود اپنی مرضی سے ان گھروں سے نکل کر کہیں اور چلے جانا جائز ہے اور نہ ہی شوہر کو یا دیگر سسرالی عزیزوں کو ان گھروں سے معتدہ خواتین کو نکال دینا جائز ہے۔ لہٰذا خواتین کا اسی گھر میں عدت پوری کرنا ضروری ہے جس میں طلاق کے وقت وہ رہ رہی تھیں۔

پھر اس جملے میں لفظ ''بیـــوتھـــن'' کے پیش نظر علمائے کرام نے فرمایا ہے کہ اس لفظ میں اللہ تعالیٰ نے بیوت (جو بیت کی جمع ہے اور اس کا معنیٰ گھر ہے) کو ھن ضمیر (جو کہ جمع مئونث کی ضمیر ہے) کی طرف منسوب کرکے اس طرف اشارہ فرمادیا ہے کہ جب تک مطلقہ عورت کی عدت پوری نہ ہوجائے اس وقت تک اس کو نان نفقہ اور سکنیٰ (یعنی رہائش) مہیا کرنا اس کے (طلاق دہندہ) خاوند کے ذمے واجب ہے، لہٰذا زمانۂ عدت میں عورت کا شوہر کے گھر رہنا اور شوہر کا اس کو اپنے گھر رہنے دینا یہ کوئی شوہر کا عورت پر احسان نہیں ہے بلکہ یہ عورت کے اس حق کی ادائیگی ہے جو نکاح کی بنیاد پر شوہر پر لازم ہوا ہے کیونکہ بیوی کا

Idara Ghufran

حقِ نان نفقہ (جس میں بیوی کو رہائش دینا بھی شامل ہے) صرف طلاق دینے سے ہی ختم نہیں ہو جاتا بلکہ عدت پوری ہونے تک اس حق کی ادائیگی شوہر پر لازم رہتی ہے۔

پس اگر کوئی شوہر اپنی مطلقہ بیوی کو عدت پوری ہونے سے پہلے ہی کسی شرعی عذر و مجبوری کے بغیر اپنے گھر سے نکلنے پر مجبور کرتا ہے تو یہ ظلم ہے اور حرام ہے، اسی طرح کسی مطلقہ عورت کا خود اپنی مرضی سے یا خاوند کی اجازت سے کہیں اور چلے جانا یہ بھی جائز نہیں، اس لیے کہ دورانِ عدت مطلقہ خاتون کا اسی گھر میں رہنا فقط میاں بیوی کا آپس کا حق نہیں ہے کہ رضامندی واجازت سے یہ حق معاف ہو جائے بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کا حق بھی ہے، جیسا کہ مذکورہ آیت سے معلوم ہوا ہے (ملاحظہ ہو معارف القرآن ج۸ ص۴۸۰)

اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ ''الا ان یأتین بفاحشة مبینة'' مگر یہ کہ وہ کسی کھلی بے حیائی کا ارتکاب کریں۔

اس جملے میں پچھلے حکم سے ایک استثنائی صورت بیان فرمائی ہے۔

پیچھے یہ حکم مذکور تھا کہ مطلقہ خواتین کو ان کے گھروں سے نہ نکالیں اور نہ وہ خود نکلیں، لیکن اگر کوئی مطلقہ عورت عدت کے زمانہ میں کھلی ہوئی بے حیائی کر بیٹھے تو اسے گھر سے نکالا جاسکتا ہے جس میں اسے طلاق ہوئی ہے، مثلاً اگر مطلقہ عورت نے زنا کرلیا تو حد جاری کرنے کے لیے اس کو گھر سے نکالا جائے گا، پھر واپس اسی گھر میں لے آئیں گے، یہ تفسیر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ''فاحشة مبینة'' کا مطلب یہ ہے کہ مطلقہ عورت بدزبان ہو، اگر کوئی مطلقہ عورت شوہر یا شوہر کے گھر والوں کے ساتھ بدزبانی کرتی ہو تو اس بنیاد پر اسے گھر سے نکالا جاسکتا ہے (ملاحظہ ہو انوار البیان ج۹ ص۳۴۵)

اس سے معلوم ہوا کہ چند ایک خاص صورتوں میں مطلقہ خاتون کو اس گھر سے (جس میں رہتے ہوئے اسے طلاق ہوئی ہے) نکالا جاسکتا ہے۔

خلاصہ یہ کہ مطلقہ خاتون کے لیے اصل حکم یہ ہے کہ اسے جس گھر میں رہتے ہوئے طلاق ہوئی ہے عدت پوری ہونے تک اسے اسی گھر میں رہنا ضروری ہے، اس کا اس گھر سے کہیں اور منتقل ہونا یا اسے اس گھر سے نکال دینا یہ ایک استثنائی معاملہ ہے، جس کی بعض خاص خاص صورتوں میں اجازت ہے، لہٰذا اگر کوئی ایسی مجبوری پیش آئے تو مستند علمائے کرام سے صورتحال متعین کر کے مسئلہ اور حکمِ شرعی کی تحقیق کر کے عمل کیا جائے۔ (جاری ہے)

آپ کے دینی مسائل کا حل ادارہ

جمعہ یا رمضان میں فوت ہونے پر عذابِ قبر کی تحقیق

عوام الناس میں کثرت سے اور بہت سے اہلِ علم حضرات میں یہ بات مشہور ہے کہ جو مسلمان جمعہ کے دن یا رمضان کے مہینے میں فوت ہوجائے، تو وہ تا قیامت عذابِ قبر و برزخ سے مامون ومحفوظ ہوجاتا ہے، خواہ وہ متقی و پرہیزگار ہو یا فاسق وفاجر، اور جمعہ کے دن اور رمضان کے مہینے میں کسی کافر ومشرک کو بھی عذاب نہیں دیا جاتا، بلکہ بعض اہلِ علم حضرات کا خیال تو یہ ہے کہ جب بھی کسی عام دن میں کوئی فوت ہوتا ہے تو اگر مؤمن ہو تو جمعہ کا دن یا رمضان آنے پر اس سے تا قیامت ہمیشہ کے لئے اور کافر سے صرف جمعہ کے دن اور رمضان کے مہینہ میں عذاب اُٹھالیا جاتا ہے، خواہ وہ شخص زندگی میں ان اعمال میں کیوں نہ مبتلا رہا ہو، جن پر آخرت اور برزخ کے ہولناک عذاب کا قرآن اور صحیح احادیث میں ذکر پایا جاتا ہے۔

اس سلسلہ میں احادیث وروایات اور محدثین کے اقوال وتشریحات کی روشنی میں تحقیق کی گئی، وہ ذیل میں ذکر کی جاتی ہے۔

کئی روایات میں جمعہ کے دن فوت ہونے پر عذابِ قبر سے حفاظت کا ذکر ہے، لیکن بعض اہلِ علم حضرات نے ان احادیث کو سند کے اعتبار سے ضعیف اور غیر معتبر قرار دیا ہے، جبکہ بعض حضرات نے مجموعی طور پر ان روایات کو حسن اور قابلِ اعتبار قرار دیا ہے۔

مگر احادیث وروایات میں یہ ذکر نہیں پایا جاتا کہ جمعہ کے دن فوت ہونے والا صرف جمعہ کے دن تک عذاب سے محفوظ رہتا ہے، یا پھر تا قیامت محفوظ ہوجاتا ہے، اس لئے محدثین کے اس بارے میں مختلف اقوال ہیں۔

جہاں تک رمضان کے مہینے میں فوت ہونے والے کے عذابِ قبر سے محفوظ ہونے کا تعلق ہے، تو اس کا احادیث میں صراحتاً ذکر نہیں پایا جاتا، البتہ اہلِ علم حضرات سے اس سلسلہ میں مختلف اقوال مروی ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی سند سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مروی ہے کہ:

مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَمُوْتُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ أَوْ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ إِلَّا وَقَاهُ اللّٰهُ فِتْنَةَ الْقَبْرِ (ترمذی، رقم الحديث ۱۰۷۴، واللفظ لهٗ، مسند احمد، رقم الحديث ۶۵۸۲)

ترجمہ: جو مسلمان بھی جمعہ کے دن یا جمعہ کی رات میں مرجاتا ہے، تو اس کو اللہ تعالیٰ قبر کے

فتنہ سے بچالیتے ہیں (ترمذی)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے غریب قرار دیا ہے، اور فرمایا ہے کہ اس کی سند متصل نہیں ہے۔ ۱

اور امام طحاوی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو منقطع قرار دیا ہے۔ ۲

اور بعض محدثین نے اس حدیث کو منکر قرار دیا ہے۔ ۳

جس سے معلوم ہوا کہ اس حدیث کی سند میں فی نفسہٖ ضعف پایا جاتا ہے۔ ۴

---

۱ هَـذَا حَـدِيثٌ غَرِيبٌ " .وَهَـذَا حَـدِيثٌ لَيْـسَ إِسْنَـادُهُ بِـمُتَّصِلٍ رَبِيعَةُ بْنُ سَيْفٍ، إِنَّمَا يَرْوِى عَنْ أَبِى عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْحُبُلِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، وَلَا نَعْرِفُ لِرَبِيعَةَ بْنِ سَيْفٍ سَمَاعًا مِنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو (حواله بالا)

۲ هـذا حـديث منقطع ,فإن ربيعة بـن سيف لـم يـلـق عبـد الله بن عمرو وإنما كان يحدث عن أبى عبد الرحمن الحبلى عنه (شرح مشكل الآثار، تحت رقم الحديث ۲۷۷،باب بيان مشكل ما روى عن رسول الله عليه السلام من قوله " :إن للقبر لضغطة لو نجا منها أحد نجا منها سعد بن معاذ رضى الله عنه)

۳ هشام بن سعد (عو، م) أبـو عبـاد الـمـدنـى، مولى بن مخزوم، يقال له يتيم زيد بن أسلم صحبه وأكثر عنه، وروى عن عمرو بن شعيب، والمقبرى،ونافع .وعنه ابن وهب، والقعنبى، وجماعة كثيرة .قال أحمد :لم يكن بالحافظ .وكان يحيى القطان لا يحدث عنه .وقال أحمد أيضا :لم يكن محكم الحديث .وقال ابن معين: ليس بذاك القوى، وليس بمتروك .وقال النسائى :ضعيف.وقال -مرة :ليس بالقوى.وقال ابن عدى :مع ضعفه يكتب حديثه .وأما أبو داود فقال :هو أثبت الناس فى زيد بن أسلم .وقال الحاكم :أخرج له مسلم فى الشواهد.وقال أبو حاتم :هو وابن إسحاق عندى واحد .توفى فى حدود الستين ومائة .ومن مناكيره ما ساق الترمـذى له عن سعيد بن أبى هلال، عن ربيعة بن سيف، عن عبدالله بن عمرو رفعه :من مات يوم الجمعة أو ليلتها غفر له أو كما قال(ميزان الاعتدال، تحت رقم الترجمة ۹۲۲۴)

۴ إسنـاده ضـعيف، ربيـعة بن سيف لم يسمع من عبد الله بن عمرو، وهو وهشام بن سعد ضعيفان، وباقى رجـاله ثقات رجال الشيخين، أبوعامر :هـو العقدى عبد الملك بن عمرو .ومـن طريق أحمد أخرجه المزى فى "تهذيب الكمال "فى ترجمة ربيعة بن سيف .9/116وأخرجه الترمذى 1074)) ، والطحاوى فى "شرح مشكل الآثار 277) ") مـن طريق أبى عامر العقدى، بهذا الإسناد .وأخرجه الترمذى 1074)) أيضاً من طريق عبـد الـرحمن بن مهدى، عن هشام بن سعد، به .قال الترمذى :وهـذا حـديث غريب، ليس إسناده بمتصل، ربيـعةُ بـنُ سيف إنـمـا يـروى عن أبى عبد الرحمن الحُبلى، عن عبد الله بن عمرو، ولا نعرف لربيعة بن سيف سماعاً من عبد الله بن عمرو .وقد ضعفه المنذرى فى "الترغيب والترهيب.4/373 "ونقل قول الترمذى هذا المزى فى "تحفة الأشراف 6/289 "، وفى "تهذيب الكمال 9/116 "، وقال :رواه بشـر بن عمر الزهرانى وخـالـد بـن نـزار الأيـلى، عن هشام بن سعد، عن سعيد بن أبى هلال، عن ربيعة بن سيف، عن عياض بن عقبة الفهرى، عن عبد الله بن عمرو .وعياض بن عقبة هذا لم نقع له على ترجمة فيما بين أيدينا من المصادر .قلنا: وذكـر المناوى فى "فيـض القدير 5/499 "أن الـطبـرانـى وصـلـه أيضاً فرواه من حديث ربيعة بن سيف، عن عياض بن عقبة، عن ابن عمرو .ثم قال المزى فى "التحفة :"ورواه الليث بن سعد، عن سعيد بن أبى هلال،

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

ابویعلیٰ موصلی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی سند سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد روایت کیا ہے کہ:

مَـنْ مَاتَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وُقِيَ عَذَابَ الْقَبْرِ (مسـنـد ابی یعلیٰ الموصلی، رقم الحدیث ۴۱۱۳)

ترجمہ: جو جمعہ کے دن فوت ہو جائے، وہ عذابِ قبر سے بچالیا جاتا ہے (ابویعلیٰ)

اس حدیث کی سند بھی فی نفسہٖ ضعیف اور بعض حضرات کے نزدیک شدید ضعیف ہے۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

عـن ربيـعة بـن سيف، أن ابـنـاً لـعياض بن عقبة تُوفى يوم الجمعة، فاشتد وجده عليه، فقال له رجل من صدف (قبيلة من حمير نزلت مصر) : يـا أبـا يحيى، ألا أبشرك بشىء سمعته من عبد الله بن عمرو بن العاص؟ ... فذكره.قلنا :وأخرجه الطحاوى فى "شرح مشكل الآثار 279) ") من طريق عبد الله بن وهب، عن الليث بن سـعـد، عـن ربيـعة بـن سيف، أن عبـد الـرحمن بن قحُزم أخبره أن ابناً لعياض بن عقبة مات يوم جمعة، فاشتد وجـدُه عـليه، فقال له رجل من الصدف :يـا أبـا يـحيـى، ألا أبشرك بشىء سمعتُه من عبد الله بن عمرو؟ ... فـذكره، فزاد فى إسناده عبد الرحمن بن قحزم، والرجل من الصدف (تحرف فيه إلى :الصدق) . وابن قحُزم مـجهـول الحال، ذكره الأمير فى "الإكمال102-7/101"، والـرجل الصدفى مبهم .ثـم أخـرجه الطحاوى 280)) ، والبيهقى فى "إثبات عذاب القبر 155) ") من طرق عن الليث، عن خالد بن يزيد، عن سعيد بن أبى هـلال، عـن ربيعة بن سيف، أن عبد الرحمن بن قحُزم أخبره أن ابناً لعياض بن عقبة، ثم ذكر مثل سابقه .فزاد فـى إسناده أيضاً خالد بن يزيد وسعيد بن أبى هلال بين الليث وبين ربيعة بن سيف، قال الطحاوى :وهو أشبه عـنـدنا بالصواب.وأخـرجـه البيهقى فى "إثبـات عذاب القبر 156) ") مـن طـريـق محمد بن إسحاق، حدثه سـليمان بن آدم، عن بقية، حدثه معاوية بن سعيد التجيبى، عن أبى قبيل المصرى، عن عبد الله بن عمرو، به . وسـليـمـان بـن آدم لـم نعرفه، لكن تابعه سريج بن النعمان فى الرواية الآتية برقم 6646)) ، وإبراهيمُ بنُ أبى الـعباس برقم 7050)) ، ويـزيـد بـن هـاورن فيما ذكره ابنُ حجر فى "الـنكت الظراف .6/289"وأبو قبيل -واسـمـه حيى بـن هانىء -ضـعـفـه الـحافظ فى "تـعـجيـل المنفعة "لأنـه كـان يـكثـر الـنقل عن الكتب الـقديمة.وأخـرجـه البيهـقى أيضاً 157)) مـن طـريـق ابـن وهـب، عـن ابـن لهيعة، عن سنان بن عبد الرحمن الصدفى، عن ابن عمرو، موقوفاً(حاشية مسند احمد،تحت رقم الحديث ۶۵۸۲)

[1] چنانچہ اس حدیث کی سند یہ ہے:

حَـدَّثَـنَـا أَبُـو مَـعْمَرٍ إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ وَاقِدِ بْنِ سَلَامَةَ، عَنْ يَزِيدَ الرَّقَاشِيِّ، عَنْ أَنَسٍ،قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :

اس حدیث کی سند میں واقد بن سلامہ اور یزید بن ابان رقاشی کو محدثین نے ضعیف قرار دیا ہے۔

من اسمه وافد وواقد ووالبة وافد بالفاء أو بقاف هو بن سلامة :عن يزيد الرقاشي ضعفوه قال البخارى :روى الـليث عن ابن عجلان عن واقد بن سلامة لم يصح حديثه . قلت :سـمع منه أيضاً بن وهب وتأخر وروايته عن أنس منقطعة(لسان الميزان، ج۳ص ۹۴)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

ابونعیم اصبہانی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی سند سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد روایت کیا ہے کہ:

مَـنْ مَاتَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ أَوْ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ أُجِيْرَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَجَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَيْهِ طَابَعُ الشُّهَدَآءِ (حلية الاولياء، ج۳ص ۱۵۵)

ترجمہ: جو شخص جمعہ کے دن یا جمعہ کی رات میں فوت ہوگیا، تو وہ قبر کے عذاب سے بچالیا جائے گا، اور قیامت کے دن اس حالت میں آئے گا کہ اس پر شہیدوں کی مہر ہوگی (حلیۃ الاولیاء)

ابونعیم اصبہانی نے اس حدیث کی سند کو غریب قرار دیا ہے، اور فرمایا ہے کہ اس کی سند میں عمرو بن موسیٰ مدنی نے تفرد اختیار کیا ہے، جو کہ ضعیف ہیں۔ [1]

عمر بن موسیٰ کو امام بخاری نے منکر الحدیث اور ابنِ عدی اور ابو حاتم نے واضع الحدیث وذاہب الحدیث اور متروک الحدیث قرار دیا ہے۔ [2]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

يـزيد بن أبان الرقاشي بتخفيف القاف ثم معجمة أبو عمرو البصرى القاص بتشديد المهملة زاهد ضعيف من الخامسة مات قبل العشرين(تقريب التهذيب، ج ۱ ص ۵۹۹)

حسین بن علوان کی سند سے بھی یہ روایت مروی ہے، مگر وہ بھی شدید ضعیف ہے۔

أنبـأنـا أبـو محمد إسماعيل بن أبى القاسم وحدثنا أبى عنه أنبا عمر بن أحمد بن عمر نا محمد بن أحمد بن على انا الحسين بن موسى بن محمويه ثنا يوسف ابن محمد نا محمد بن محمد بن نوح نا نصر بن الأصبغ نا الحسين بـن علوان عن أبان بن أبى عياش عن أنس بن مالك قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا ينجو من ضغطة القبر إلا شهيد أو مصلوب أو من مات يوم الجمعة أو ليلة الجمعة(تعزية المسلم لابنِ عساكر ص ۷۹)

الحسين بن علوان الكلبى :عـن الأعمش وهشام بن عروة قال يحيى :كذاب وقال على :ضعيف جداً وقال أبـو حاتم والنسائى والدارقطنى :متـروك الحديث وقال ابن حبان :كـان يـضع الحديث على هشام وغيره وضعاً لا يحل كتب حديثه إلا على سبيل التعجب(لسان الميزان ج ۱ ص ۳۲۹)

[1] قال ابونعيم: غَرِيبٌ مِنْ حَدِيثِ جَابِرٍ وَمُحَمَّدٍ تَفَرَّدَ بِهِ عُمَرُ بْنُ مُوسَى، وَهُوَ مَدَنِيٌّ فِيهِ لِينٌ(حواله بالا)

[2] عمر بن موسى بن وجيه الميثمى الوجيهى الحمصى :عن مكحول والقاسم أبى عبد الرحمن وعنه بقية وأبـو نـعيـم وإسماعيل بن عمر والبجلي وآخرون قال البخارى منكر الحديث وقال ابن معين ليس بثقة وقال ابـن عـدى هـو مـمـن يضع الحديث متناً وإسناداً وهو عمر بن موسى بن وجيه الأنصارى الدمشقى ووهم من عده كوفيا (لسان الميزان، ج ۲ ص ۲۴۹)

عـمر بن موسى بن وجيه الوجيهى:يروى عن الزهرى والقاسم، روى عنه ابن إسحق كان ممن يروى المناكير عـن المشاهير، فلما كثر (فى) روايتـه عـن الثقات ما لا يشبه حديث الاثبات حتى خرج عن حد العدالة إلى الجرح فاستحق الترك(كتاب المجروحين لابنِ حبان، ج ۲ ص ۸۶)

عبـد الـرحـمن قال سألت ابى عن عمر بن موسى الوجيهى فقال متروك الحديث ذاهب الحديث كان يضع الحديث(الجرح والتعديل،لابن أبى حاتم ،ج ۶ ،ص ۱۳۳)

جس سے معلوم ہوا کہ یہ حدیث بھی فی نفسہٖ ضعف یا شدید ضعف سے خالی نہیں۔

عبدالرزاق نے ابنِ جریج سے اور انہوں نے ایک مبہم شخص سے، اور انہوں نے ابنِ شہاب زہری سے مرسلاً نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد اس طرح روایت کیا ہے کہ:

مَنْ مَاتَ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ -أَوْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ -بَرِءَ مِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ أَوْ قَالَ :وُقِيَ فِتْنَةَ الْقَبْرِ، وَكُتِبَ شَهِيْدًا (مصنف عبدالرزاق، رقم الحديث ۵۵۹۵)

ترجمہ: جو شخص جمعہ کی رات میں یا جمعہ کے دن میں فوت ہوگیا، تو وہ قبر کے فتنہ سے بری ہوگیا، یا یہ فرمایا کہ قبر کے فتنہ سے محفوظ ہوگیا، اور شہید لکھا گیا (عبدالرزاق)

یہ حدیث بھی فی نفسہٖ ضعیف ہے، کیونکہ اس میں ایک راوی ''رجلِ مبہم'' ہیں، جن کا حال معلوم نہیں کہ وہ کون اور کیسے ہیں؟ [1]

اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے ہیثم بن حبیب صیرفی سے، اور انہوں نے حضرت حسن سے، اور انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد روایت کیا ہے کہ:

مَنْ مَاتَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وُقِيَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ (مسند ابی حنیفة روایة الحصکفی، رقم الحدیث ٦٦، کتاب الصلاة)

ترجمہ: جو شخص جمعہ کے دن فوت ہوجائے، وہ قبر کے عذاب سے بچالیا جاتا ہے (مسند ابی حنیفہ)

اس روایت کو بھی بعض حضرات نے حضرت حسن اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے درمیان انقطاع کی وجہ سے ضعیف قرار دیا ہے۔

بعض اہلِ علم حضرات نے حمید بن زنجویہ کی الترغیب والترہیب کے حوالہ سے ایاس بن بکیر اور حضرت عطاء

---

[1] وآخر من حديث جابر بن عبد الله عند أبي نعيم في "الحلية3/155"، وقال :غريب من حديث جابر ومحمد بن المنكدر، تفرد به عمر بن موسى، وهو مدني فيه لين .قلنا :قال أبو حاتم :ذاهبُ الحديث كان يضع الحديث، وقال النسائي والدارقطني :متروك .وقال ابن عدي :هو ممن يضع الحديث متناً وإسناداً.وقد ذكرنا هذين الشاهدين الضعيفين، والثاني منهما ضعيف جداً، لأن المناوي عزا الحديث إليهما في "فيض القدير 5/499"، وقال :فلو عزاه المؤلف (يعني السيوطي) لهؤلاء كان أجود (يعني من عزوه إلى حديث ابن عمرو عند أحمد والترمذي) . قلنا :ليس العزو إليهما بأجود لأن إسناديهما كما قد رأيت .وله شاهد ثالث ضعيف أيضاً من حديث الزهري عن النبي صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عند عبد الرزاق (5595)) ، وهو معضل، وفيه عنعنة ابن جريج عن راو مبهم ورابع من قول عكرمة بن خالد المخزومي عند البيهقي في "إثبات عذاب القبر 158) ")(حاشية مسند احمد،تحت رقم الحديث ٦٥٨٢)

کی روایات ذکر کی ہیں، جن میں جمعہ کے دن فوت ہونے والے کو شہید کا اجر حاصل ہونا ذکر کیا گیا ہے۔

مگر ہمیں باسند طریقہ پر یہ روایات تا حال دستیاب نہیں ہوسکیں۔

اور حمید بن زنجویہ کی ترغیب وترہیب کا مطبوعہ نسخہ بھی دستیاب نہ ہوسکا۔

ان احادیث وروایات کو مجموعی طور پر بھی بعض حضرات نے ضعیف قرار دیا ہے، اور ان میں ایک دوسرے کے شاہد ومؤید بننے کی صلاحیت کا انکار کیا ہے۔

جبکہ اس کے برعکس بعض حضرات نے ان کو ایک دوسرے کا شاہد بنا کر حسن قرار دیا ہے۔ [1]

اب تک تو جمعہ کے دن فوت ہونے کی احادیث وروایات ذکر کی گئیں۔

جہاں تک رمضان میں فوت ہونے پر عذابِ قبر سے مامون ومحفوظ ہونے کا تعلق ہے، تو اس سلسلہ میں کوئی صریح حدیث دستیاب نہیں ہوسکی۔

البتہ ابونعیم اصبہانی نے حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ کی سند سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد روایت کیا ہے کہ:

مَنْ وَافَقَ مَوْتُهُ عِنْدَ انْقِضَاءِ رَمَضَانَ دَخَلَ الْجَنَّةَ، وَمَنْ وَافَقَ مَوْتُهُ عِنْدَ انْقِضَاءِ عَرَفَةَ دَخَلَ الْجَنَّةَ، وَمَنْ وَافَقَ مَوْتُهُ عِنْدَ انْقِضَاءِ صَدَقَةٍ دَخَلَ الْجَنَّةَ (حلية الاولياء، ج۵ص ۲۳)

ترجمہ: جس کی موت رمضان مکمل ہونے کے وقت واقع ہوئی، تو وہ جنت میں داخل ہوگا، اور جس کی موت وقوفِ عرفہ مکمل ہونے کے بعد واقع ہوئی، تو وہ جنت میں داخل ہوگا، اور جس کی موت صدقہ مکمل کرنے کے بعد واقع ہوئی، تو وہ جنت میں داخل ہوگا (حلیۃ الاولیاء)

مگر اس حدیث کی سند اولاً تو غیر معمولی ضعیف ہے۔ [2]

---

[1] أَخْرَجَهُ التِّرْمِذِيُّ مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو مَرْفُوعًا مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَمُوتُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ أَوْ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ إِلَّا وَقَاهُ اللَّهُ فِتْنَةَ الْقَبْرِ وَفِي إِسْنَادِهِ ضَعْفٌ وَأَخْرَجَهُ أَبُو يَعْلَى مِنْ حَدِيثِ أَنَسٍ نَحْوَهُ وَإِسْنَادُهُ أَضْعَفُ (فتح البارى لابنِ حجر، ج۳ص ۲۵۳ ،قَوْلُهُ بَابُ مَوْتِ يَوْمِ الِاثْنَيْنِ)

فهذه الشواهد لا تصلح لتقوية الحديث، وقد أخطأ الألباني فى "الجنائز "ص 35، فحسنه أو صححه بها تقليداً للمباركفورى فى "تحفة الأحوذى."(حاشية مسند احمد،تحت رقم الحديث ۶۵۸۲)

[2] اس حدیث کی سند یہ ہے:

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، ثنا ابْنُ سَعِيدٍ الْوَاسِطِيُّ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ الْوَاسِطِيُّ، ثَنَا نَصْرُ بْنُ حَمَّادٍ، ثنا هَمَّامٌ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ جُحَادَةَ، عَنْ طَلْحَةَ بْنِ مُصَرِّفٍ، قَالَ :سَمِعْتُ خَيْثَمَةَ بْنَ عَبْدِ

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اور دوسرے اس حدیث میں رمضان کے مکمل ہونے اور تیسرے جنت میں داخل ہونے کی قید لگی ہوئی ہے، جس سے یہ بات ثابت نہیں ہوتی کہ کوئی شخص رمضان میں کسی بھی وقت فوت ہو جائے، تو اس سے ہمیشہ کے لئے قبر کا عذاب اٹھالیا جاتا ہے، بلکہ اس میں کئی احتمالات ہیں۔

جن احادیث وروایات میں جمعہ کے دن فوت ہونے والے کے لئے عذابِ قبر سے حفاظت کا ذکر ہے، اگر ان کو مجموعی طور پر حسن اور معتبر مانا جائے، تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس سے کس قسم کے عذابِ قبر سے حفاظت مراد ہے؟

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

الرَّحْمَنِ، يُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ، قَالَ :قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

ابونعیم اصبہانی اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ:

غَرِيبٌ مِنْ حَدِيثِ طَلْحَةَ، لَمْ نَكْتُبْهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ نَصْرٍ، عَنْ هَمَّامٍ(حلية الاولياء)

اور نصر بن حماد پر محدثین نے غیر معمولی جرح فرمائی ہے، جس میں کذاب ہونے کی جرح بھی شامل ہے۔

نصر بن حماد بن عجلان البجلي......قال عَبد اللَّهِ بْن أَحْمَد بْن حنبل :سمعت يحيى بْن مَعِين يَقُول :نصر بن حماد كذاب .وَقَال يعقوب بن شيبة:ليس بشيءٍ .وقَال البُخارِيُّ :يتكلمون فيه .وَقَال مسلم :ذاهب الحديث .وَقَال النَّسَائي :ليس بثقة .وَقَال أَبُو زُرْعَة، وصالح بن مُحَمَّد الحافظ :لا يكتب حديثه .وَقَال أَبُو حاتم، وأَبُو الفتح الأزدي :متروك الحديث .وَقَال ابن حبان: كان يخطىء كثيرا، ويهم فِي الإسناد، فلما كثر ذلك منه بطل الاحتجاج بِهِ.وَقَال زكريا بْن يَحْيَى الساجي :يعد من الضعفاء .وَقَال الدَّارَقُطْنِيُّ :ليس بالقوي فِي الحديث.ورَوَى لَهُ أَبُو أَحْمَدَ بْنُ عدي:أحاديث عَنْ شُعْبَةَ، ثم قال:وهذه الأحاديث التي ذكرتها عَنِ نصر، عَنْ شُعْبَةَ، ولَهُ غيرها عَنْ شُعْبَةَ كلها غير محفوظة، ومع ضعفه يكتب حديثه (تهذيب الكمال ج ۲۹ ص ۳۴۲ تا ۳۴۵)

ق -نصر "بن حماد بن عجلان البجلي أبو الحارث الحافظ الوراق البصري روى عن شعبة ومسعر والمسعودي وهمام وموسى بن كردم وإسرائيل والربيع بن صبيح وأبي بكر الهذلي ومسلم بن خالد الزنجي ومقاتل بن سليمان وغيرهم وعنه أبناه أحمد ومحمد والحسن بن علي الحلواني ومحمد بن رافع النيسابوري وروح بن الفرج البزاز وهارون بن موسى المستملي ويحيى بن جعفر بن الزبرقان ومحمد بن إسحاق الصغاني ومحمد بن سعيد بن غالب وآخرون قال عبد الله بن أحمد عن يحيى بن معين كذاب وقال البخاري يتكلمون فيه وقال مسلم ذاهب الحديث وقال النسائي ليس بثقة وقال يعقوب بن شيبة ليس بشيء وقال أبو زرعة وصالح بن محمد لا يكتب(تهذيب التهذيب،لا بن حجر العسقلاني، ج۱۰،ص ۴۲۵)

نصر بن حماد البجلي أبو الحارث الوراق :(1)من أهل بغداد، يروي عن شعبة وإسرائيل، روى عنه العراقيون كان من الحفاظ، ولكنه كان يخطىء كثيرا ويهم في الاسانيد حتى يأتي بالاشياء كأنها مقلوبة، فلما كثر ذلك منه بطل الاحتجاج به إذا انفرد(المجروحين لابي حاتم ،ج۳،ص ۵۴)

(حل) وكذا الديلمي (عن ابن مسعود) وفيه نصر بن حماد قال الذهبي :قال النسائي :ليس بثقة ومحمد بن حجاوة قال أعني الذهبي :قال أبو عوانة الوضاح كان يغلو في التشيع (فيض القدير ، تحت رقم الحديث ۱۰۷۹)

Idara Ghufran

تو اس سلسلہ میں حضرت ملاعلی قاری رحمہ اللہ، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

(مَنْ مَاتَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ) أَيْ مُؤْمِناً (وُقِيَ) بِصِيغَةِ الْمَجْهُوْلِ، أَيْ حُفِظَ (عَذَابَ الْقَبْرِ) أَيْ مُطْلَقاً، أَوْ شِدَّتَهُ، أَوْ بِخُصُوْصِهِ، أَوْ كُلَّ يَوْمِ جُمُعَةٍ (شرح مسند ابی حنيفة، ص ۴۲۴)

ترجمہ: جو جمعہ کے دن فوت ہوگیا، یعنی ایمان کی حالت میں، تو اس کو بچالیا جائے گا، مجہول صیغہ کے ساتھ یعنی محفوظ کرلیا جائے گا، قبر کے عذاب سے، یا تو مطلقاً، یا قبر کے عذاب کی شدت سے، یا خاص اس جمعہ کے دن میں (جس دن کہ فوت ہوا) یا ہر جمعہ کے دن (شرح مسند ابی حنیفہ)

اور الکوکبُ الدری میں ہے کہ:

(مَنْ يَّمُوْتُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ) قَوْلُهُ (اِلَّا وَقَاهُ اللهُ فِتْنَةَ الْقَبْرِ) فَقِيْلَ هٰذَا الْيَوْمَ وَاللَّيْلَةَ فَقَطُ ثُمَّ يُعَذَّبُ لَيْلَةَ السَّبْتِ وَقِيْلَ لَا بَلْ خُلِّصَ فَخُلِّصَ، نَعَمْ يُحَاسَبُ فَيُجَازٰى بَعْدَ الْحَشْرِ (الكوكب الدرى، ج۲ص ۲۰۹، ۲۱۰)

ترجمہ: جو جمعہ کے دن فوت ہو جائے، تو اللہ تعالیٰ اس کو قبر کے فتنہ سے محفوظ فرمالیتے ہیں، ایک قول یہ ہے کہ صرف (خاص جمعہ کے) اس دن اور اس رات میں محفوظ فرمالیتے ہیں (جس میں وہ فوت ہوا) پھر ہفتہ کی رات میں عذاب دیا جاتا ہے، اور ایک قول یہ ہے کہ اس کو ہمیشہ کے لئے (عذاب سے) خلاصی دے دی جاتی ہے، البتہ اس کا حساب کیا جاتا ہے، اور قیامت کے بعد اس کو (اس کے اچھے و بُرے عمل کا) بدلہ دیا جائے گا (الکوکبُ الدری)

اور العرفُ الشذی میں ہے کہ:

مَا صَحَّ الْحَدِيْثُ فِيْ فَضْلِ مَوْتِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ، وَلَوْ صَحَّ بِالْفَرْضِ لَكَانَ الْفَضْلُ مِنْ عَدَمِ السُّؤَالِ لِمَنْ مَاتَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ لَا مَنْ مَاتَ قَبْلُ وَأُخِّرَ دَفْنُهُ إِلٰى يَوْمِ الْجُمُعَةِ (العرف الشذى، ج۲ص ۳۵۱، باب ما جاء فيمن يموت يوم الجمعة)

ترجمہ: جمعہ کے دن فوت ہونے کی فضیلت کے بارے میں حدیث صحیح نہیں ہے، اور اگر بالفرض صحیح ہو، تو (قبر میں) سوال نہ کئے جانے کی فضیلت اس شخص کو حاصل ہوگی، جو جمعہ کے

دن فوت ہو، نہ کہ اس شخص کو جو کہ جمعہ کے دن سے پہلے فوت ہو، اور اس کے دفن کو جمعہ کے دن تک مؤخر کیا جائے (العرف الشذی) [۱]

معلوم ہوا کہ روایات میں جو جمعہ کے دن فوت ہونے پر قبر کے فتنہ یا عذاب سے بچاؤ وحفاظت کا ذکر آیا ہے، ان میں درجِ ذیل اقوال ہیں:

(۱)...... جمعہ کے دن فوت ہونے پر قبر کے فتنہ یا عذاب سے حفاظت کی روایات ضعیف اور بعض کے نزدیک مجموعی طور پر حسن ہیں (۲)...... اگر حسن ومعتبر مانا جائے تو اس کے کئی معنیٰ ہوسکتے ہیں (۳)...... فتنۂ قبر یا عذابِ قبر سے محفوظ ہونے کے یہ معنیٰ ہوسکتے ہیں کہ ہمیشہ کے لئے قبر کے عذاب سے محفوظ کردیا جاتا ہے (۴)...... یہ معنیٰ ہوسکتے ہیں کہ قبر کے صرف سخت وشدید عذاب سے محفوظ کردیا جاتا ہے، نہ کہ ہر طرح کے قبر کے عذاب سے (۵)...... یہ معنیٰ بھی ہوسکتے ہیں کہ جس جمعہ کو فوت ہوتا ہے، صرف اس جمعہ کو قبر کے عذاب سے محفوظ کردیا جاتا ہے، نہ کہ آئندہ ہمیشہ کے لئے (۶)...... یہ معنیٰ بھی ہوسکتے ہیں کہ ہر جمعہ کے دن قبر کے عذاب سے محفوظ کردیا جاتا ہے، یعنی کسی بھی جمعہ کو عذاب نہیں دیا جاتا۔

لہٰذا اتنے سارے احتمالات کے ہوتے ہوئے خاص یہ سمجھنا یا پختہ عقیدہ بنالینا کہ جو متقی یا فاسق وفاجر شخص بھی جمعہ کے دن یا رمضان میں فوت ہو، وہ بہرحال تا قیامت قبر کے عذاب سے محفوظ کرلیا جاتا ہے، خواہ وہ قرآن اور صحیح احادیث سے عذابِ قبر پر مرتب ہونے والی بداعمالیوں کا مرتکب کیوں نہ ہو، درست نہیں ہے۔

اور حضرت ملا علی قاری رحمہ اللہ عقائد کی کتاب شرح فقہ اکبر میں فرماتے ہیں کہ:

وَاَمَّا مَاقَالَهُ الشَّيْخُ اَبُوالْمُعِيْنِ فِيْ اُصُوْلِهٖ عَلٰى مَانَقَلَ عَنْهُ الْقَوْنَوِيُّ مِنْ اَنَّ عَذَابَ الْقَبْرِ حَقٌّ سَوَاءٌ كَانَ مُؤْمِنًا اَمْ كَافِرًا اَمْ مُطِيْعًا اَمْ فَاسِقًا وَلٰكِنْ اِذَا كَانَ كَافِرًا فَعَذَابُهٗ يَدُوْمُ فِي الْقَبْرِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَيُرْفَعُ عَنْهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَشَهْرَ رَمَضَانَ بِحُرْمَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاَنَّهٗ مَادَامَ فِي الْاَحْيَاءِ لَا يُعَذِّبُهُمُ اللّٰهُ لِحُرْمَتِهٖ فَكَذٰلِكَ فِي الْقَبْرِ يُرْفَعُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَكُلَّ رَمَضَانَ لِحُرْمَتِهٖ فَفِيْهِ بَحْثٌ لِاَنَّهٗ يَحْتَاجُ اِلٰى نَقْلٍ صَحِيْحٍ اَوْ دَلِيْلٍ صَرِيْحٍ

---

[۱] احسن الفتاویٰ میں حضرت مولانا مفتی رشید احمد لدھیانوی صاحب رحمہ اللہ نے تحریر فرمایا کہ عذابِ قبر دفن کے بعد شروع ہوتا ہے، اس لئے جو شخص جمعہ سے پہلے فوت ہو، مگر جمعہ کے روز دفن ہو، وہ بھی عذابِ قبر سے محفوظ ہوگا (ملاحظہ ہو، احسن الفتاویٰ ج۴ص۲۰۹)

.... وَقَالَ الْقَوْنَوِيُّ وَاِنْ كَانَ عَاصِيًا يَكُوْنُ لَهٗ عَذَابُ الْقَبْرِ وَضَغْطَةُ الْقَبْرِ لٰكِنْ يَنْقَطِعُ عَنْهُ عَذَابُ الْقَبْرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَلَيْلَةَ الْجُمُعَةِ وَلَا يَعُوْدُ الْعَذَابُ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَاِنْ مَاتَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ اَوْ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ يَكُوْنُ لَهُ الْعَذَابُ سَاعَةً وَاحِدَةً وَضَغْطَةَ الْقَبْرِ ثُمَّ يَنْقَطِعُ عَنْهُ الْعَذَابُ وَلَا يَعُوْدُ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ اِنْتَهٰى. فَلَا يَخْفٰى اَنَّ الْمُعْتَبَرَ فِي الْعَقَائِدِ هُوَ الْاَدِلَّةُ الْيَقِيْنِيَّةُ وَاَحَادِيْثُ الْاٰحَادُ لَوْ ثَبَتَتْ اِنَّمَا تَكُوْنُ ظَنِّيَّةً اَللّٰهُمَّ اِلَّا اِذَا تَعَدَّدَ طُرُقُهٗ بِحَيْثُ صَارَ مُتَوَاتِرًا مَعْنَوِيًّا فَحِيْنَئِذٍ يَكُوْنُ قَطْعِيًّا.

نَعَمْ ثَبَتَ فِي الْجُمْلَةِ اَنَّ مَنْ مَاتَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ اَوْ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ يُرْفَعُ الْعَذَابُ عَنْهُ اِلَّا اَنَّهٗ لَا يَعُوْدُ اِلَيْهِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ فَلَا اَعْرِفُ لَهٗ اَصْلًا وَكَذَا رَفْعُ الْعَذَابِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَلَيْلَتِهَا مُطْلَقًا عَنْ كُلِّ عَاصٍ ثُمَّ لَا يَعُوْدُ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ فَاِنَّهٗ بَاطِلٌ قَطْعًا (شرح فقہ اکبر لملا علی القاری، صفحہ ۱۰۱ و ۱۰۲، الناشر: قدیمی کتب خانہ، آرام باغ، کراچی)

ترجمہ: اور رہی وہ بات جو شیخ ابو معین نے اپنے اصول میں ذکر فرمائی ہے، جس کو ان سے قونوی نے نقل کیا ہے کہ قبر کا عذاب حق ہے، چاہے مومن ہو یا کافر ہو، یا مطیع ہو یا فاسق ہو، لیکن اگر کافر ہو تو اس کا عذابِ قبر قیامت تک جاری رہتا ہے، اور اس کا عذاب جمعہ کے دن اور رمضان کے مہینے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کی وجہ سے روک لیا جاتا ہے، اس لئے کہ جب تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم حیات رہے، اس وقت تک اللہ تعالیٰ نے آپ کی تعظیم کی وجہ سے ان کو عذاب نہیں دیا، اسی طریقہ سے قبر میں کافروں سے جمعہ کے دن اور پورے رمضان میں آپ کی تعظیم کی وجہ سے عذاب کو روک لیا جاتا ہے۔

تو اس میں بحث ہے، کیونکہ یہ بات نقلِ صحیح یا دلیلِ صریح کی محتاج ہے۔............

اور قونوی نے فرمایا کہ اگر گناہ گار مومن ہوتا ہے، تو اسے قبر کا عذاب اور قبر کا بھینچنا ہوتا ہے، لیکن اس سے جمعہ کے دن اور جمعہ کی رات میں عذابِ قبر کو روک لیا جاتا ہے، اور پھر قیامت تک عذاب لوٹ کر نہیں آتا، اور اگر جمعہ کے دن یا جمعہ کی رات میں فوت ہو جائے، تو اس کو

ایک لمحہ کے لئے عذاب اور قبر کا بھینچنا ہوتا ہے، پھراس کے بعد عذاب کو ہٹالیا جاتا ہے، اور پھر قیامت تک عذاب لوٹایا نہیں جاتا،قونوی کا کلام ختم ہوا۔

تو یہ بات مخفی نہیں کہ عقائد میں اعتبار یقینی دلائل کا ہوتا ہے،اوراحادیثِ آحاد اگر ثابت ہوں، تو وہ صرف ظنی درجے کی ہوتی ہیں(ان سے قطعیت کا فائدہ ثابت اور یقین کا عقیدہ حاصل نہیں ہوتا)مگر یہ کہ جب ان کی سندیں اتنی زیادہ ہوں کہ وہ تواترِ معنوی کے درجے میں آجائیں،تو پھر وہ قطعی بن جاتی ہیں۔

البتہ فی الجملہ(احادیث سے)یہ بات ثابت ہے کہ جوشخص جمعہ کے دن یا جمعہ کی رات میں فوت ہوجائے،تو اس سے عذاب کواٹھالیا جاتا ہے،مگر یہ بات کہ قیامت تک اس کی طرف عذاب کولوٹایا نہیں جاتا، مجھے اس کی اصل معلوم نہیں ہوسکی(اوراس سلسلہ میں مذکور روایات سے صراحتاً یہ ثابت نہیں ہوتا کہ جمعہ کے دن یا رات میں کوئی مسلمان بھی فوت ہونے والا تا قیامت عذابِ قبر سے محفوظ کردیا جاتا ہے)

اوراسی طرح جمعہ کے دن اور جمعہ کی رات میں مطلقاً ہر گناہ گار سے عذاب کا رفع ہونا،اور پھر قیامت کے دن تک لوٹ کر نہ آنا،تو یہ بات قطعی طور پر باطل ہے(کیونکہ یہ دعویٰ احادیثِ صحیحہ کثیرہ کی دلالت کے خلاف ہے)(شرح فقہ اکبر)

حضرت ملاعلی قاری رحمہ اللہ کی اس مدلل عبارت سے مندرجہ ذیل باتیں معلوم ہوئیں۔

(۱)...... شیخ ابومعین کا یہ قول کہ جمعہ کے دن اور رمضان کے مہینے میں کافروں کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کی وجہ سے قبر میں عذاب نہیں ہوتا۔

اس کے لئے نقلِ صحیح یا دلیلِ صریح کی ضرورت ہے، جو کہ موجود نہیں۔

(۲)...... یہ کہنا کہ گناہ گار شخص سے قبر کا عذاب جمعہ کے دن ہٹالیا جاتا ہے،اور پھر قیامت تک عذاب نہیں لوٹایا جاتا،اوراسی طرح جو شخص جمعہ کے دن فوت ہوجائے،تو اس کوایک ساعت کے لئے عذاب ہوتا ہے،اور پھر قیامت تک عذاب نہیں لوٹایا جاتا۔

یہ بات محلِ کلام ہے، کیونکہ عقائد میں دلائلِ قطعیہ کا اعتبار کیا جاتا ہے،اور خبرِ واحد ظنی ہوا کرتی ہے،البتہ اگر اخبارِ آحاد مختلف سندوں سے مروی ہوں کہ جوتواترِ معنوی کا درجہ حاصل

کرلیں، تو پھر قطعیت کا درجہ اختیار کرلیتی ہیں (اوراس عقیدہ کے لئے اس طرح کا ثبوت نہیں ہے)

(۳)...... احادیث سے اتنی بات ثابت ہے کہ جمعہ کے دن یا جمعہ کی رات میں فوت ہونے والے سے عذاب کو اٹھالیا جاتا ہے۔

لیکن اس سے یہ سمجھنا کہ اس کے بعد پھر قیامت تک عذاب نہیں دیا جاتا، یہ درست نہیں، کیونکہ اس کی کوئی اصل اور بنیاد نہیں (بلکہ یہ بھی ممکن ہے کہ صرف اس جمعہ کے دن یا آئندہ ہر جمعہ کے دن عذاب اٹھایا جاتا ہو، جیسا کہ شرح فقہ اکبر میں ذکر کیا گیا)

(۴)...... یہ کہنا کہ جمعہ کے دن اور جمعہ کی رات میں ہر گناہ گار سے مطلقاً عذاب کو اٹھالیا جاتا ہے (خواہ وہ کسی بھی دن فوت ہوا ہو) اور پھر اس کے بعد تا قیامت عذاب میں مبتلا نہیں کیا جاتا۔

یہ بات قطعی طور پر باطل ہے۔

کئی عربی و اردو کتب میں ابومعین کے مذکورہ کلام کو نقل کیا گیا ہے، اور اس سے اس پر استدلال کیا گیا ہے کہ جمعہ کے دن یا رمضان میں فوت ہونے والے یا ہر ایک سے جمعہ و رمضان آنے پر آئندہ ہمیشہ کے لئے عذاب اٹھالیا جاتا ہے، ملا علی قاری رحمہ اللہ کی مذکورہ تفصیل سے اس کا بھی جواب معلوم ہوگیا۔ [1]

---

[1] وَيَأْمَنُ الْمَيِّتُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمَنْ مَاتَ فِيهِ أَوْ فِي لَيْلَتِهِ أَمِنَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَلَا تُسَجَّرُ فِيهِ جَهَنَّمُ (الدرالمختار)

والعاصى يعذب ويضغط لكن ينقطع عنه العذاب يوم الجمعة وليلتها ثم لا يعود وإن مات يومها أو ليلتها يكون العذاب ساعة واحدة وضغطة القبر ثم يقطع، كذا فى المعتقدات للشيخ أبى المعين النسفى الحنفى من حاشية الحنفى ملخصا (ردالمحتار، ج۲، ص۱۶۵)

قال أبو المعين فى أصوله قال أهل السنة والجماعة عذاب القبر وسؤال منكر ونكير حق لكن إن كان كافرا فعذابه يدوم فى القبر إلى يوم القيامة ويرفع عنهم العذاب يوم الجمعة وشهر رمضان لحرمة النبى صلى الله عليه وسلم ثم المؤمن على ضر بين أن كان مطيعا لا يكون له عذاب القبر ويكون له ضغطة فيجد هول ذلك وخوفه لما أنه كان يتنعم بنعمة الله تعالى ولم يشكر النعمة وإن كان عاصيا يكون له عذاب وضغطة القبر لكن ينقطع عنه العذاب يوم الجمعة وليلة الجمعة ولا يعود العذاب إلى يوم القيامة وإن مات ليلة الجمعة أو يوم الجمعة يكون له العذاب ساعة واحدة وضغطة ثم ينقطع عنه العذاب ولا يعود إلى يوم القيامة من مجمع الروايات والتتارخانية كذا فى الشرح وناقش فيه المنلا على وقال إن ذلك غير ثابت فى الأحاديث (حاشية الطحطاوى على مراقى الفلاح شرح نور الإيضاح، لأحمد بن محمد بن إسماعيل الطحطاوى الحنفى، ج۱، ص۵۲۴)

قوله ويأمن الميت فيه من عذاب القبر. أقول قال أهل السنة والجماعة عذاب القبر حق وسؤال منكر ونكير

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

خلاصہ یہ کہ جمعہ کے دن فوت ہونے والے سے ہمیشہ کے لئے قبر کے عذاب مرتفع وختم ہونے کا صراحتاً کسی معتبر ومستند حدیث میں ذکر نہیں پایا جاتا، البتہ فی الجملہ جمعہ کے دن فوت ہونے والے کے عذابِ قبر سے محفوظ ہونے کی کئی احادیث وروایات ہیں، جو کہ بعض کے نزدیک ضعیف یا شدید ضعیف ہیں، جبکہ بعض کے نزدیک مجموعی طور پر حسن درجہ میں داخل ہیں، مگر اس کے باوجود بھی ان سے ظنیت کا فائدہ حاصل ہوتا ہے، قطعیت اور یقین کا فائدہ حاصل نہیں ہوتا، اور نہ ہی ان احادیث سے اس بات پر واضح دلالت ہوتی کہ جمعہ کے دن فوت ہونے والے سے ہمیشہ کے لئے قبر کے عذاب کو ہٹالیا اور دُور کردیا جاتا ہے، بلکہ اس میں کئی قسم کے احتمالات ہیں، مثلاً یہ کہ عذاب میں تخفیف وکمی کردی جاتی ہو، یا صرف اس جمعہ کے دن یا رات میں عذاب نہ ہوتا ہو، یا کسی بھی جمعہ کے دن عذاب نہ ہوتا ہو، لہٰذا یہ سمجھ لینا بلکہ پختہ عقیدہ بنالینا

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾ وضغطة القبر حق سواء كان مؤمنا أو كافرا مطيعا أو فاسقا لكن إذا كان كافرا فعذابه يدوم إلى يوم القيامة ويرفع العذاب عنهم يوم الجمعة وشهر رمضان بحرمة النبى صلى الله تعالى عليه وسلم فكذلک فى القبر يرفع عنهم العذاب يوم الجمعة وكل رمضان بحرمته فيعذب اللحم متصلا بالروح والروح متصلا بالجسم فتتألم الروح مع الجسد وإن خارجا منه ثم المؤمن على وجهين إن كان مطيعا لا يكون له عذاب ويكون له ضغطة فيجد هول ذلک وخوفه وإن كان عاصيا يكون له عذاب القبر وضغطة القبر لكن ينقطع عنه عذاب القبر يوم الجمعة وليلة الجمعة ثم لا يعود العذاب إلى يوم القيامة. وإن مات يوم الجمعة أو ليلة الجمعة يكون له العذاب ساعة واحدة وضغطة القبر ثم ينقطع عنه العذاب كذا فى المعتقدات للشيخ أبى المعين النسفى الحنفى . قيل يشكل كلامه فى حق الكفار لقوله تعالى فلا يخفف عنهم العذاب اللهم إلا أن يراد بالتخفيف رفع العذاب بالكلية (غمزعيون البصائر، ج۴، ص ۷۲)

حضرت مفتی محمود الحسن صاحب گنگوہی رحمہ اللہ نے فتاویٰ محمودیہ میں تحریر فرمایا ہے کہ رمضان میں فوت ہونے والے سے عذابِ قبر کے مرتفع ہونے اور منکر نکیر کے سوال نہ ہونے کی کسی حدیث میں تصریح دیکھنا محفوظ نہیں (ملاحظہ ہو: فتاویٰ محمودیہ مبوب، ج۱ص۶۳۱، ما یتعلق باحوال القبور والارواح)

البتہ مفتی صاحب موصوف نے ایک سوال کے جواب میں رمضان میں عذابِ قبر سے محفوظ رہنے پر اس طرح استدلال فرمایا ہے کہ رمضان شریف میں جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، اور جہنم کے دروازے بند کردیئے جاتے ہیں، جس سے معلوم ہوا کہ جو شخص رمضان شریف میں مرتا ہے، وہ بھی عذاب سے محفوظ رہتا ہے (ملاحظہ ہو: فتاویٰ محمودیہ مبوب، ج۱ص۶۳۰، ما یتعلق باحوال القبور والارواح)

لیکن غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ علت رمضان میں فوت ہونے والے کے ساتھ خاص نہیں، بلکہ اس علت کا تقاضا یہ ہے کہ غیرِ رمضان میں فوت ہونے والے سے بھی رمضان میں جہنم کے دروازے بند ہونے کی وجہ سے رمضان میں عذاب مرتفع کیا جائے۔

احسن الفتاویٰ ج۴ص۲۰۷ص۲۰۹ پر رمضان اور جمعہ کے دن فوت ہونے والے سے ہمیشہ کے لئے عذابِ قبر مرتفع ہونے اور کسی بھی دوسرے اوقات میں فوت ہونے والے سے بروز جمعہ یا رمضان کی آمد پر ہمیشہ کے لئے عذاب مرتفع ہونے کا حکم مذکور ہے۔

اور ہم نے بھی پہلے اعتماد کی بنیاد پر اس مسئلہ کو اپنے بعض مضامین ورسائل میں ذکر کیا تھا، مگر اب تحقیق کے بعد اس پر اطمینان نہ رہا، لہٰذا اب اس سے رجوع کیا جاتا ہے۔ محمد رضوان

کہ جمعہ کے دن یا ماہِ رمضان میں فوت ہونے والا شخص تا قیامت عذابِ قبر اور سوالِ قبر سے بھی مامون ومحفوظ ہو جاتا ہے، یہ درست نہیں یا کم از کم خلافِ احتیاط ضرور ہے، بالخصوص جبکہ یہ عقائد کا معاملہ ہے، جس میں زیادہ احتیاط کا حکم ہے۔

جہاں تک اللہ تعالیٰ سے بندوں کے بارے میں حسنِ ظن کا معاملہ ہے، تو وہ ایک بالکل الگ معاملہ ہے، اس کی بنیاد پر کوئی عقیدہ بنالینا درست نہیں۔ [۱]

البتہ جمعہ کے دن اور جمعہ کی رات میں فوت ہونے والے کے متعلق قبر کے فتنہ سے حفاظت کا بعض احادیث وروایات میں ذکر پائے جانے کی وجہ سے جمعہ کے دن فوت ہونے کی ایک درجہ میں فضیلت ثابت ہے، خواہ وہ فضیلت کسی بھی نوعیت کی ہو، اسی طرح رمضان کا مہینہ بابرکت اور مبارک اوقات میں سے ہے، جس میں جہنم کے دروازے بند رہتے ہیں، اللہ تعالیٰ اگر اس بابرکت وقت میں مومن یا کافر یا ہر دو قسم کے مُردوں سے عذاب کو مرتفع یا ہلکا فرمالیتے ہوں، تو یہ کوئی بعید نہیں، لیکن اس کا تعلق چونکہ اللہ تعالیٰ کی مشیت اور برزخ سے ہے، جو ہماری نظروں سے پردۂ غیب میں اوراوجھل ہے، اس لئے جمعہ کے دن یا رمضان کے مہینہ میں فوت ہونے والے سے ہمیشہ کے لئے یا پورے ماہِ رمضان عذابِ قبر سے محفوظ ہونے کا قطعی حکم لگانے اور فیصلہ کرنے سے احتیاط برتنی چاہئے، بالخصوص جن گناہوں اور بداعمالیوں پر آخرت اور برزخ میں عذاب کا ذکر قرآن مجید اور احادیثِ صحیحہ سے ثابت ہو، ان کو نظرانداز کر کے اس طرح کا عقیدہ بنالینے سے سختی کے ساتھ بچنا چاہئے۔ واللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اعلم

محمد رضوان ۲۹/ جمادی الاولیٰ/۱۴۳۳ھ 22/ اپریل/2012ء بروز اتوار

ادارہ غفران، راولپنڈی

---

[۱] (لافی صفات اللہ) فان وجد حدیث ضعیف دل علی صفة من صفات اللہ تعالیٍ ولم یثبت ذلک بدلیل معتبر ، لم یعتبر به، فان صفات اللہ واسماء ہ لایجترأ علی القول بها بدون دلالة دلیل معتمد، لانها من باب العقائد لا من باب الاعمال، ویلتحق بها جمیع العقائد الدینیة ، فلا تثبت الا بحدیث صحیح او حسن لذاته او لغیره. کیف وقد صرحوا بان اخبار الآحاد وان کان صحیحة ، لاتکفی فی باب العقائد، فما بالک بالضعیفة منها؟ والمراد بعدم کفایتها انها لاتفید القطع ، فلایعتبر بها مطلقا فی العقائد التی کلف الناس بالاعتقاد الجازم فیها، لانها لاتفید الظن ایضا، ولا انها لاعبرة بها رأسا فی العقائد مطلقا، کما توهمه من ابناء عصرنا.........(واحکام الحلال والحرام) فلایثبت بالحدیث الضعیف تحریم شیئ ولا تحلیله (ظفر الأمانی فی مختصر الجرجانی فی مصطلح الحدیث،لمولانا عبدالحیئ اللکنوی ، ص ۲۰۰ تا ۲۰۴ ،ملخصاً)

کیا آپ جانتے ہیں؟ مفتی محمد رضوان

دلچسپ معلومات، مفید تجزیات اور شرعی احکامات پر مشتمل سلسلہ

اچھے اور بُرے خواب (قسط۱۰)

خواب میں عمدہ کھجوروں کو دیکھنا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوُلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: رَأَیُتُ ذَاتَ لَیُلَۃٍ، فِیُمَا یَرَی النَّائِمُ، کَأَنَّا فِیُ دَارِ عُقُبَۃَ بُنِ رَافِعٍ، فَأُتِیُنَا بِرُطَبٍ مِنُ رُطَبِ ابُنِ طَابٍ، فَأَوَّلُتُ الرِّفُعَۃَ لَنَا فِی الدُّنُیَا، وَالُعَاقِبَۃَ فِی الُآخِرَۃِ، وَأَنَّ دِیُنَنَا قَدُ طَابَ (مسلم، رقم الحدیث ۲۲۷۰ "۱۸")

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے ایک رات وہ دیکھا جو سونے والا دیکھتا ہے (یعنی خواب دیکھا کہ) گویا کہ ہم عقبہ بن رافع کے گھر میں ہیں اور ہمارے پاس ابنِ طاب کی (یعنی عمدہ اور عالیشان) تازہ کھجوریں لائیں گئیں تو میں نے اس کی تعبیر یہ سمجھی کہ دنیا میں ہماری عظمت ہوگی اور آخرت میں اچھا انجام ہوگا اور ہمارا دین بہت عمدہ ہے (مسلم)

ابنِ طاب عمدہ قسم کی کھجوروں کا نام ہے۔

اس خواب کی تعبیر کا مطلب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی اتباع کرنے والے مؤمنوں کو دنیا میں رفعت اور بلندی حاصل ہوگی اور آخرت میں اچھا انجام ہوگا، جس کا قرآن مجید میں بھی ذکر ہے۔

اور دینِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا تمام دینوں میں عمدہ ہونا بالکل واضح ہے۔ [1]

---

[1] (وَعَنُ أَنَسٍ -رَضِیَ اللَّہُ عَنُہُ -قَالَ :قَالَ رَسُولُ اللَّہِ -صَلَّی اللَّہُ عَلَیُہِ وَسَلَّمَ :-رَأَیُتُ ذَاتَ لَیُلَۃٍ فِیمَا یَرَی النَّائِمُ) : أَیُ فِی جُمُلَۃِ مَا یَرَاہُ النَّائِمُ الصَّالِحُ الرُّؤُیَا (کَأَنَّا) بِتَشُدِیدِ النُّونِ یَعُنِی :أَنَا وَأَصُحَابِی (فِی دَارِ عُقُبَۃَ بُنِ رَافِعٍ، فَأُتِیُنَا) : أَیُ جِئُنَا (بِرُطَبٍ مِنُ رُطَبِ ابُنِ طَابٍ) ، بِالتَّنُوِینِ بِنَاءً عَلَی أَنَّ الطَّابَ بِمَعُنَی الطَّیِّبِ عَلَی مَا فِی الُقَامُوسِ، وَفِی نُسُخَۃٍ بِفَتُحِ الُبَاءِ عَلَی عَدَمِ صَرُفِہِ، وَلَعَلَّہُ رِعَایَۃٌ لِأَصُلِہِ، فَإِنَّہُ مَاضٍ مَبُنِیٌّ عَلَی الُفَتُحِ .قِیلَ :ہُوَ

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Iqra Ghufran

حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کو ڈول کھینچتے ہوئے دیکھنا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ، رَأَيْتُنِي عَلٰى قَلِيْبٍ، وَعَلَيْهَا دَلْوٌ، فَنَزَعْتُ مِنْهَا مَا شَاءَ اللّٰهُ، ثُمَّ أَخَذَهَا ابْنُ أَبِي قُحَافَةَ، فَنَزَعَ مِنْهَا ذَنُوْبًا أَوْ ذَنُوْبَيْنِ، وَفِي نَزْعِهِ ضَعْفٌ، وَاللّٰهُ يَغْفِرُ لَهٗ، ثُمَّ اسْتَحَالَتْ غَرْبًا، فَأَخَذَهَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ، فَلَمْ أَرَ عَبْقَرِيًّا مِنَ النَّاسِ يَنْزِعُ نَزْعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، حَتّٰى ضَرَبَ النَّاسُ بِعَطَنٍ (بخاری، رقم الحديث ۷۰۲۱، بَابُ نَزْعِ الذَّنُوبِ وَالذَّنُوبَيْنِ مِنَ الْبِئْرِ بِضَعْفٍ؛ مسلم، بَابُ مِنْ فَضَائِلِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں سو رہا تھا تو میں نے (خواب میں) اپنے آپ کو ایک کنویں پر دیکھا جس پر ایک ڈول پڑا ہوا تھا، میں نے اس سے جس قدر اللہ نے چاہا پانی کے ڈول نکالے پھر ابن ابی قحافہ (ابوبکر رضی اللہ عنہ) نے ڈول لے لیا انہوں نے ایک دو ڈول پانی کے نکالے، جن کے ڈول نکالنے میں کچھ ضُعف تھا، اور اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمادیں گے، اس کے بعد وہ بڑے ڈول کی شکل اختیار کرگیا اور اُس کو عمر بن خطاب نے لے لیا تو میں نے لوگوں میں کسی کو عمر بن خطاب کے مقابلہ میں زیادہ مضبوط اور قوی پانی کھینچنے والا نہیں پایا (انہوں نے اتنا زیادہ پانی ڈول کے ذریعہ سے کنویں سے نکالا کہ) یہاں تک کہ لوگ خوب سیر ہوگئے (بخاری؛ مسلم)

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ يُنْسَبُ إِلَيْهِ نَوْعٌ مِنَ التَّمْرِ .وَقَالَ النَّوَوِيُّ :هُوَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ، وَفِي الْقَامُوسِ: وَطَيْبَةُ الْمَدِينَةِ النَّبَوِيَّةِ كَطَابَةَ، وَعَذْقُ بْنُ طَابٍ نَخْلٌ بِهَا، أَوِ ابْنُ طَابٍ ضَرْبٌ مِنَ الرُّطَبِ .(فَأَوَّلْتُ أَنَّ الرِّفْعَةَ) : أَيِ الَّتِي هِيَ أَصْلٌ رَافِعٌ (لَنَا فِي الدُّنْيَا) ، لِقَوْلِهِ تَعَالَى :(يَرْفَعِ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ) (المجادلة11 :) (وَالْعَاقِبَةَ) : أَيِ الْمَأْخُوذَةُ مِنْ عُقْبَةَ (فِي الْآخِرَةِ) : أَيْ لَنَا ;لِقَوْلِهِ تَعَالَى :(وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوَى) (طه132 :) أَيِ: الْعَاقِبَةُ الْحَسَنَةُ لِاشْتِهَارِهَا فِيهَا .(وَأَنَّ دِينَنَا) : أَيْ مَذُوقَنَا الْمَعْنَوِيَّ الَّذِي يُقَالُ لَهُ حَلَاوَةُ الْإِيمَانِ الْمُشَبَّهُ بِالرُّطَبِ (قَدْ طَابَ) أَيْ :كَمُلَ إِحْكَامُهُ وَحَسُنَ زَمَانُهُ وَأَيَّامُهُ .قَالَ الْمُظْهِرُ :تَأْوِيلُهُ هَكَذَا قَانُونٌ فِي قِيَاسِ التَّعْبِيرِ عَلَى مَا يُرَى فِي الْمَنَامِ بِالْأَسْمَاءِ الْحَسَنَةِ، كَمَا أَخَذَ الْعَاقِبَةَ مِنْ لَفْظِ عُقْبَةَ، وَالرِّفْعَةَ مِنْ رَافِعٍ، وَطَيِّبَ الدِّينِ مِنْ طَابٍ اهـ.(مرقاة المفاتيح، ج۷ص ۲۹۲۲، كتاب الرؤيا)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی سند سے بھی اسی قسم کی حدیث مروی ہے۔ [۱]

اور حضرت ابوطفیل رضی اللہ عنہ کی سند سے اور حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کی سند سے مرسلاً بھی تھوڑے بہت فرق کے ساتھ اس قسم کی حدیث مروی ہے۔ [۲]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بعض صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا بھی اس سے ملتے جلتے خواب دیکھنے کا روایات میں ذکر پایا جاتا ہے۔ [۳]

---

[۱] عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنْ رُؤْيَا رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ قَالَ " :رَأَيْتُ النَّاسَ قَدِ اجْتَمَعُوا، فَقَامَ أَبُو بَكْرٍ فَنَزَعَ ذَنُوبًا أَوْ ذَنُوبَيْنِ، وَفِي نَزْعِهِ ضَعْفٌ، وَاللهُ يَغْفِرُ لَهُ، ثُمَّ نَزَعَ عُمَرُ، فَاسْتَحَالَتْ غَرْبًا، فَمَا رَأَيْتُ عَبْقَرِيًّا مِنَ النَّاسِ يَفْرِي فَرِيَّهُ حَتَّى ضَرَبَ النَّاسُ بِعَطَنٍ (مسند احمد، رقم الحديث ۴۸۱۴)

فی حاشية مسند احمد: إسناده صحيح على شرط الشيخين

[۲] عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ، قَالَ :قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " :رَأَيْتُ فِيمَا يَرَى النَّائِمُ كَأَنِّي أَنْزِعُ أَرْضًا، وَرَدَتْ عَلَيَّ وَغَنَمٌ سُودٌ، وَغَنَمٌ عُفْرٌ، فَجَاءَ أَبُو بَكْرٍ فَنَزَعَ ذَنُوبًا أَوْ ذَنُوبَيْنِ وَفِيهِمَا ضَعْفٌ، وَاللهُ يَغْفِرُ لَهُ، ثُمَّ جَاءَ عُمَرُ فَنَزَعَ فَاسْتَحَالَتْ غَرْبًا فَمَلَأَ الْحَوْضَ وَأَرْوَى الْوَارِدَةَ، فَلَمْ أَرَ عَبْقَرِيًّا أَحْسَنَ نَزْعًا مِنْ عُمَرَ، فَأَوَّلْتُ أَنَّ السُّودَ الْعَرَبُ وَأَنَّ الْعُفْرَ الْعَجَمُ (مسند احمد، رقم الحديث ۲۳۸۰۱)

فی حاشية مسند احمد: صحيح لغيره

حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَجَّاجِ السَّامِيُّ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَعَنْ حَبِيبٍ، وَحُمَيْدٍ، عَنِ الْحَسَنِ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ :بَيْنَمَا أَنَا أَنْزِعُ اللَّيْلَةَ إِذْ وَرَدَتْ عَلَيَّ غَنَمٌ سُودٌ وَغَنَمٌ عُفْرٌ، فَجَاءَ أَبُو بَكْرٍ فَنَزَعَ ذَنُوبًا أَوْ ذَنُوبَيْنِ فِيهِمَا ضَعْفٌ، وَاللَّهُ يَغْفِرُ لَهُ، ثُمَّ جَاءَ عُمَرُ فَاسْتَحَالَتْ غَرْبًا فَمَلَأَ الْحِيَاضَ وَأَرْوَى الْوَارِدَةَ، فَلَمْ أَرَ عَبْقَرِيًّا مِنَ النَّاسِ أَحْسَنَ نَزْعًا مِنْهُ، فَأَوَّلْتُ أَنَّ الْغَنَمَ السُّودَ الْعَرَبُ، وَالْعُفْرَ الْعَجَمُ (مسند ابى يعلىٰ، رقم الحديث ۹۰۴)

[۳] وَقَدْ وَرَدَ هَذَا الْحَدِيثُ مِنْ وَجْهٍ آخَرَ بِزِيَادَةٍ فِيهِ فَأَخْرَجَ أَحْمد وَأَبُو دَاوُد وَاخْتَارَهُ الضِّيَاءُ مِنْ طَرِيقِ أَشْعَثَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْجَرْمِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ أَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ رَأَيْتُ كَأَنَّ دَلْوًا دُلِّيَ مِنَ السَّمَاءِ فَجَاءَ أَبُو بَكْرٍ فَأَخَذَ بِعِرَاقَيْهَا فَشَرِبَ شُرْبًا ضَعِيفًا ثُمَّ جَاءَ عمر فأخذ بعرافيها فَشَرِبَ حَتَّى تضلع ثُمَّ جَاءَ عُثْمَانُ فَأَخَذَ بِعِرَاقَيْهَا فَشَرِبَ حَتَّى تَضَلَّعَ ثُمَّ جَاءَ عَلِيٌّ فَأَخَذَ بِعِرَاقَيْهَا فَانْتُشِطَتْ وَانْتَضَحَ عَلَيْهِ مِنْهَا شَيْءٌ وَهَذَا يُبَيِّنُ أَنَّ الْمُرَادَ بِالنَّزْعِ الضَّعِيفِ وَالنَّزْعِ الْقَوِيِّ الْفُتُوحُ وَالْغَنَائِمُ وَقَوْلُهُ دُلِّيَ بِضَمِّ الْمُهْمَلَةِ وَتَشْدِيدِ اللَّامِ أَيْ أُرْسِلَ إِلَى أَسْفَلَ وَقَوْلُهُ بِعِرَاقَيْهَا بِكَسْرِ الْمُهْمَلَةِ وَفَتْحِ الْقَافِ وَالْعِرَاقَانِ خَشَبَتَانِ تُجْعَلَانِ عَلَى فَمِ الدَّلْوِ مُتَخَالِفَتَانِ لِرَبْطِ الدَّلْوِ وَقَوْلُهُ تَضَلَّعَ بِالضَّادِ الْمُعْجَمَةِ أَيْ مَلَأَ أَضْلَاعَهُ كِنَايَةٌ عَنِ الشِّبَعِ وَقَوْلُهُ انْتُشِطَتْ بِضَمِّ الْمُثَنَّاةِ وَكَسْرِ الْمُعْجَمَةِ بَعْدَهَا طَاءٌ مُهْمَلَةٌ أَيْ نُزِعَتْ مِنْهُ فَاضْطَرَبَتْ وَسَقَطَ بَعْضُ مَا فِيهَا أَوْ كُله قَالَ بن

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس خواب میں اس طرف اشارہ تھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کا دور، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کے دور کے مقابلہ میں زیادہ قوی اور مضبوط ہوگا۔

جس کی بعد میں صداقت اور سچائی اس طرح ظاہر ہوئی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانہ میں بے شمار فتوحات ہوئیں، اور دُور دراز علاقوں تک اسلام پھیل گیا، اور بے شمار لوگ ایمان کی دولت سے سیراب ہوئے۔ ۱

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

الْعَرَبِیّ حَدِیث سَمُرَة یُعَارِض حَدِیث بن عُمَرَ وَهُمَا خَبَرَانِ قُلْتُ الثَّانِي هُوَ الْمُعْتَمَدُ فَحَدِيث بن عُمَرَ مُصَرِّحٌ بِأَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ الرَّائِي وَحَدِيثُ سَمُرَةَ فِيهِ أَنَّ رَجُلًا أَخْبَرَ النَّبِیَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ رَأَى وَقَدْ أَخْرَجَ أَحْمَدُ مِنْ حَدِيثِ أبی الطُّفَيْل شَاهدا لحَدِيث بن عُمَرَ وَزَادَ فِيهِ فَوَرَدَتْ عَلَيَّ غَنَمٌ سُودٌ وَغَنَمٌ عُفْرٌ وَقَالَ فِيهِ فَأَوَّلْتُ السُّودَ الْعَرَبَ وَالْعُفْرَ الْعَجَمَ وَفِي قِصَّةِ عُمَرَ فَمَلَأَ الْحَوْضَ وَأَرْوَى الْوَارِدَةَ وَمِنَ الْمُغَايَرَةِ بَيْنَهُمَا أَيْضًا أَنَّ فِي حَدِيث بن عُمَرَ نَزْعُ الْمَاءِ مِنَ الْبِئْرِ وَحَدِيثُ سَمُرَةَ فِيهِ نُزُولُ الْمَاءِ مِنَ السَّمَاءِ فَهُمَا قِصَّتَانِ تَشُدُّ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرَى وَكَأَنَّ قِصَّةَ حَدِيثِ سَمُرَةَ سَابِقَةٌ فَنَزَلَ الْمَاءُ مِنَ السَّمَاءِ وَهِيَ خِزَانَتُهُ فَأُسْكِنَ فِي الْأَرْضِ كَمَا يَقْتَضِيهِ حَدِيثُ سَمُرَةَ ثُمَّ أُخْرِجَ مِنْهَا بِالدَّلْوِ كَمَا دَلَّ عَلَيْهِ حَدِيث بن عُمَرَ وَفِي حَدِيثِ سَمُرَةَ إِشَارَةٌ إِلَى نُزُولِ النَّصْرِ مِنَ السَّمَاءِ عَلَى الْخُلَفَاءِ وَفِي حَدِيثِ بن عُمَرَ إِشَارَةٌ إِلَى اسْتِيلَائِهِمْ عَلَى كُنُوزِ الْأَرْضِ بِأَيْدِيهِمْ وَكِلَاهُمَا ظَاهِرٌ مِنَ الْفُتُوحِ الَّتِي فَتَحُوهَا وَفِي حَدِيثِ سَمُرَةَ زِيَادَةُ إِشَارَةٍ إِلَى مَا وَقَعَ لِعَلِيٍّ مِنَ الْفِتَنِ وَالِاخْتِلَافِ عَلَيْهِ فَإِنَّ النَّاسَ أَجْمَعُوا عَلَى خِلَافَتِهِ ثُمَّ لَمْ يَلْبَثْ أَهْلُ الْجَمَلِ أَنْ خَرَجُوا عَلَيْهِ وَامْتَنَعَ مُعَاوِيَةُ فِي أَهْلِ الشَّامِ ثُمَّ حَارَبَهُ بِصِفِّينَ ثُمَّ غَلَبَ بَعْدَ قَلِيلٍ عَلَى مِصْرَ وَخَرَجَتِ الْحَرُورِيَّةُ عَلَى عَلِيٍّ فَلَمْ يَحْصُلْ لَهُ فِي أَيَّامِ خِلَافَتِهِ رَاحَةٌ فَضُرِبَ الْمَنَامُ الْمَذْكُورُ مَثَلًا لِأَحْوَالِهِمْ رضوَان الله عَلَيْهِم أَجْمَعِينَ(فتح الباری،قَوْلُهُ بَابُ نَزْعِ الذَّنُوبِ وَالذَّنُوبَيْنِ مِنَ الْبِئْرِ بِضَعْف)

۱ (وعن أبی هريرة قال :سمعت رسول الله -صلى الله عليه وسلم -يقول :(بينا أنا نائم رأيتنی على قليب) أی :بئر لم تطو وضدها المطوية بالحجارة والآجر (عليها) أی :فوقها (دلو) أی :ودلو معلقة عليها (فنزعت) أی :جذبت مما فيها (منها ما شاء الله) ، أی ما قدره الله وقضاه (ثم أخذها) أی :الدلو (ابن أبی قحافة) : بضم القاف (فنزع منها ذنوبا) : بفتح الذال المعجمة وهو الدلو وفيها ماء ، أو الملأى أو دون الملأى كذا فی القاموس .(أو ذنوبين) : شک من الراوی، والصحيح رواية ذنوبين ذكره ابن الملک، والأظهر أن (أو) بمعنى (بل) فلا يحتاج إلى تخطئة الراوی ولا إلى شكه وتردده، ويمكن أن يكون المراد بذكرهما إشارة إلى قلته مع عدم النظر عن تحقق عدده .(وفی نزعه ضعف، والله يغفر له ضعفه) ، جملة حالية دعائية وقعت اعتراضية مبينة أن الضعف الذی وجد فی نزعه لما يقتضيه تغير الزمان وقلة الأعوان غير راجع إليه بنقيضه (ثم استحالت) أی :انقلبت الدلو التی كانت ذنوبا (غربا) : بفتح فسكون أی دلوا عظيمة على ما فی القاموس، وزاد ابن الملک :التی تتخذ من جلد ثور، (فأخذها ابن الخطاب، فلم أر عبقريا) : بتشديد التحتية أی رجلا قويا (من الناس ينزع) : بكسر الزای (نزع عمر) أی :جبذه وهو مفعول مطلق

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

کالی اور بکھرے ہوئے بال والی عورت کو مدینہ سے نکلتے ہوئے دیکھنا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: رَأَيْتُ امْرَأَةً سَوْدَاءَ ثَائِرَةَ الرَّأْسِ، خَرَجَتْ مِنَ الْمَدِيْنَةِ حَتّٰى قَامَتْ بِمَهْيَعَةَ، فَأَوَّلْتُ أَنَّ وَبَاءَ الْمَدِينَةِ نُقِلَ إِلٰى مَهْيَعَةَ وَهِيَ الْجُحْفَةُ (بخارى، رقم الحديث ٧٠٤٠، كتاب التعبير، بَابُ الْمَرْأَةِ الثَّائِرَةِ الرَّأْسِ)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے (خواب میں) ایک کالی بکھرے ہوئے بال والی عورت کو دیکھا، جو مدینہ (منورہ) سے نکل کر مہیعہ (یعنی جحفہ) مقام پر ٹھہر گئی، پس

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

(حتى ضرب الناس بعطن) ، بفتحتين أى حتى أرووا إبلهم فأبركوها وضربوا لها عطنا وهو مبرك الإبل حول الماء .قال القاضى :لعل القليب إشارة إلى الدين الذى هو منبع ما به تحيا النفوس ويتم أمر المعاش، ونزع الماء فى ذلك إشارة إلى أن هذا الأمر ينتهى من الرسول -عليه السلام -إلى أبى بكر، ومنه إلى عمر، ونزع أبى بكر ذنوبا أو ذنوبين إشارة إلى قصر مدة خلافته، وأن الأمر إنما يكون بيده سنة أو سنتين، ثم ينتقل إلى عمر، وكان مدة خلافته سنتين وثلاثة أشهر، وضعفه فيه إشارة إلى ما كان فى أيامه من الإضراب والارتداد واختلاف الكلمة، أو إلى ما كان له من لين الجانب وقلة السياسة والمداراة مع الناس، ويدل على هذا قوله :وغفر الله له ضعفه، وهو اعتراض ذكره -صلى الله عليه وسلم -ليعلم أن ذلك موضوع ومغفور عنه غير قادح فى منصبه، ومصير الدلو فى نوبة عمر غربا، وهو الدلو الكبير الذى يستقى به البعير إشارة إلى ما كان فى أيامه من تعظيم الدين، وإعلاء كلمة الله، وتوسع خططه وقوته، وجده فى النزع إشارة إلى ما اجتهد فى إعلاء أمر الدين، وإفشائه فى مشارق الأرض ومغاربها اجتهادا بما لم يتفق لأحد قبله ولا بعده، والعبقرى :القوى، وقيل :العبقر اسم واد يزعم العرب أن الجن تسكنه فنسبوا إليه كل من تعجبوا منه أمرا كقوة وغيرها، فكأنهم وجدوا ما وجدوا منه خارجا عن وسع الإنسان، فحسبوا أنه جىء من العبقر، ثم قالوه لكل شىء نفيس.وقال النووى :قوله :فى نزعه ضعف ليس به حط لمنزلته، ولا إثبات فضيلة لعمر عليه، وإنما هو إخبار عن مدة ولايتهما، وكثرة انتفاع الناس فى ولاية عمر لطولها ولاتساع الإسلام وفتح البلاد وحصول الأموال والغنائم، وأما قوله :والله يغفر له ضعفه، فليس فيه نقص ولا إشارة إلى ذنب، وإنما هى كلمة كان المسلمون يزينون بها كلامهم .وقد جاء فى (صحيح مسلم) أنها كلمة كان المسلمون يقولونها افعل كذا والله يغفر لك .وفى قوله :فنزعت منها ما شاء الله، ثم أخذها ابن أبى قحافة إشارة إلى نيابة أبى بكر وخلافته بعده، وراحته -صلى الله عليه وسلم -بوفاته من نصب الدنيا ومشاقها .وفى قوله :ثم أخذها ابن الخطاب من يد أبى بكر إلى قوله :وضربوا بعطن إشارة إلى أن أبا بكر قمع أهل الردة وجمع شمل المسلمين وابتدأ الفتوح ومهد الأمور، وتمت ثمرات ذلك وتكاملت فى زمن عمر -رضى الله عنه(مرقاة المفاتيح، كتاب المناقب والفضائل،باب مناقب عمر رضى الله عنه)

میں نے اس کی یہ تعبیر نکالی کہ مدینہ کی وباء مہیعَہ یعنی جحفہ کی طرف منتقل ہوگئی ہے (بخاری)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے احادیث میں مدینہ کی وباء کے مقامِ جحفہ کی طرف منتقل ہونے کی دعا بھی مروی ہے۔ ۱؎

اور بعض روایات میں مدینہ سے مقامِ خُمّ کی طرف وباء کے منتقل ہونے کی دعا کا ذکر ہے۔ ۲؎

جُحفہ مکہ اور مدینہ کے درمیان شام کی طرف ذوالحلیفہ کے بالمقابل میں ایک مقام ہے۔

اور خُمّ بھی جحفہ کے قریب ایک مقام ہے۔ ۳؎

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ خواب اور یہ دعا بھی سچی اور مقبول ہوئی۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے خطرناک وباؤں سے مدینہ منورہ کی حفاظت فرمائی، اور وہاں کی وباؤں کو جحفہ اور خُمّ مقام کی طرف منتقل فرمادیا۔

(کذافی: فیض القدیر للمناوی، تحت رقم الحدیث ۴۳۸۸،مرقاۃ المفاتیح، کتاب المناسک، باب حرم المدینۃ)

(جاری ہے......)

۱؎ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ :قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :اللَّهُمَّ حَبِّبْ إِلَيْنَا المَدِينَةَ كَمَا حَبَّبْتَ إِلَيْنَا مَكَّةَ أَوْ أَشَدَّ، وَانْقُلْ حُمَّاهَا إِلَى الجُحْفَةِ، اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي مُدِّنَا وَصَاعِنَا (بخاری، رقم الحدیث ۶۳۷۲، کتاب الدعوات، بَابُ الدُّعَاءِ بِرَفْعِ الوَبَاءِ وَالوَجَعِ)

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ :قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :اللهُمَّ حَبِّبْ إِلَيْنَا الْمَدِينَةَ كَمَا حَبَّبْتَ إِلَيْنَا مَكَّةَ أَوْ أَشَدَّ اللهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي صَاعِهَا وَمُدِّهَا وَانْقُلْ وَبَاءَهَا إِلَى مَهْيَعَةَ (سنن کبریٰ نسائی، رقم الحدیث ۴۲۵۷، مِكْيَالُ أَهْلِ الْمَدِينَةِ)

۲؎ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ، ثُمَّ صَلَّى بِأَرْضِ سَعْدٍ بِأَصْلِ الْحَرَّةِ عِنْدَ بُيُوتِ السُّقْيَا، ثُمَّ قَالَ " :اللهُمَّ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلَكَ وَعَبْدَكَ وَنَبِيَّكَ دَعَاكَ لِأَهْلِ مَكَّةَ، وَأَنَا مُحَمَّدٌ عَبْدُكَ وَنَبِيُّكَ وَرَسُولُكَ أَدْعُوكَ لِأَهْلِ الْمَدِينَةِ مِثْلَ مَا دَعَاكَ بِهِ إِبْرَاهِيمُ لِأَهْلِ مَكَّةَ، نَدْعُوكَ أَنْ تُبَارِكَ لَهُمْ فِي صَاعِهِمْ وَمُدِّهِمْ وَثِمَارِهِمْ .اللهُمَّ حَبِّبْ إِلَيْنَا الْمَدِينَةَ كَمَا حَبَّبْتَ إِلَيْنَا مَكَّةَ، وَاجْعَلْ مَا بِهَا مِنْ وَبَاءٍ بِخُمٍّ .اللهُمَّ إِنِّي قَدْ حَرَّمْتُ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا كَمَا حَرَّمْتَ عَلَى لِسَانِ إِبْرَاهِيمَ الْحَرَمَ (مسند احمد، رقم الحدیث ۲۲۶۳۰)

فی حاشیة مسند احمد: إسناده صحیح، رجاله ثقات رجال الشیخین

۳؎ قوله من الجحفة بضم الجیم وسکون الحاء المهملة وهو موضع بین مکة والمدینة من الجانب الشامی یحاذی ذا الحلیفة وکان اسمها مهیعة بفتح المیم وسکون الهاء وفتح الیاء آخر الحروف فأجحف السیل بأهلها أی أذهب فسمیت جحفة وهی علی ست أو سبع مراحل من مکة قال النووی علی ثلاث مراحل منها وهی قریبة من البحر وکانت قریة کبیرة وقال أبو عبید هی قریة جامعة بها منبر بینها وبین البحر ستة أمیال وغدیر خم علی ثلاثة أمیال منها وهی میقات المتوجهین من الشام ومصر والمغرب وهی علی ثلاثة مراحل من مکة أو أکثر وعلی ثمانیة مراحل من المدینة (عمدة القاری، ج۲، ص۲۱۸، کتاب العلم، باب ذکر العلم والفتیا فی المسجد)

عبرت کدہ ﴿اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَعِبْرَۃً لِّاُولِی الْاَ بْصَارِ﴾ ابوجویریہ

عبرت وبصیرت آمیز حیران کن کائناتی تاریخی اور شخصی حقائق

حضرت یوسف علیہ السلام (قسط۲۲)

حضرت یوسف کی طرف سے خواب کی تعبیر

حضرت یوسف علیہ السلام کے قید خانہ کے ساتھی نے جیل پہنچ کر حضرت یوسف علیہ السلام سے واقعہ کا اظہار اس طرح شروع کیا کہ پہلے حضرت یوسف علیہ السلام کے صدیق یعنی قول وفعل کے سچا ہونے کا اقرار کیا، پھر درخواست کی کہ مجھے ایک خواب کی تعبیر بتلایئے، خواب یہ کہ بادشاہ نے یہ دیکھا ہے کہ سات صحت مند، تندرست گائیں ہیں، اور ان کو دوسری سات گائیں کھارہی ہیں، اور یہ کھانے والی گائیں لاغر وکمزور ہیں، نیز بادشاہ نے یہ بھی دیکھا ہے کہ سات سرسبز وشاداب بالیں ہیں، اور سات خشک، اور خشک بالوں نے سرسبز کو کھالیا۔

اس شخص نے خواب بیان کرنے کے بعد کہا کہ اگر آپ تعبیر بتلادیں گے، تو ممکن ہے کہ میں ان لوگوں کے پاس جاؤں، اور ان کو تعبیر بتلادوں، اور ممکن ہے کہ وہ اس طرح آپ کے فضل وکمال سے واقف ہوجائیں۔

قرآن مجید میں حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس قیدی کے خواب بیان کرنے کی کیفیت کو ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے کہ:

یُوْسُفُ اَیُّهَا الصِّدِّیْقُ اَفْتِنَا فِیْ سَبْعِ بَقَرٰتٍ سِمَانٍ یَّاْکُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ وَّسَبْعِ سُنْبُلٰتٍ خُضْرٍ وَّاُخَرَ یٰبِسٰتٍ لَّعَلِّیْٓ اَرْجِعُ اِلَی النَّاسِ لَعَلَّهُمْ یَعْلَمُوْنَ (سورة یوسف آیت ۴۶)

ترجمہ: اے یوسف! اے سچے یوسف! آپ ہمیں اس خواب کی تعبیر بتلایئے کہ سات موٹی گائیں ہیں جنہیں سات دبلی پتلی گائیں کھا رہی ہیں اور سات سبز خوشے ہیں اور سات دوسرے بالکل خشک ہیں، تاکہ میں واپس جاکر ان لوگوں سے کہوں کہ وہ سب جان لیں۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے خواب سن کر سمجھ لیا کہ سات صحت مند گائیں اور سات خوشے ہرے بھرے

سے مراد سات سال ہیں، جن میں پیداوار حسبِ دستور خوب ہوگی، کیونکہ گائے (بیل وغیرہ) کو زمین کے ہموار کرنے اور غلہ اگانے میں خاص دخل ہے، اسی طرح سات گائیں لاغر، کمزور اور سات خشک خوشوں سے مراد یہ ہے کہ پہلے سات سال کے بعد سات سال سخت قحط کے آئیں گے، اور کمزور سات گایوں کے صحت مند گایوں کے کھالینے سے یہ مراد ہے کہ پہلے سات سال میں جو ذخیرہ وغلہ جمع ہوگا، وہ سب ان قحط کے سالوں میں خرچ ہو جائے گا، صرف بیج کے لئے غلہ بچے گا۔ [۱]

بادشاہ کے خواب میں تو بظاہر اتنا ہی معلوم ہوا تھا کہ سات سال اچھی پیداوار کے ہونگے، پھر سات سال قحط کے۔

مگر حضرت یوسف علیہ السلام نے اس پر ایک اضافہ یہ بھی بیان فرمایا کہ قحط کے سالوں کے بعد ایک سال خوب بارش اور پیداوار کا ہوگا، اس کا علم حضرت یوسف علیہ السلام کو یا تو اس سے ہوا کہ جب قحط کے سال کُل سات ہی ہیں، تو اللہ تعالیٰ کے نظام کے مطابق آٹھواں سال بارش اور پیدوار کا ہوگا، یا اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی حضرت یوسف علیہ السلام کو اس پر مطلع فرما دیا تھا، تاکہ خواب کی تعبیر سے بھی کچھ زیادہ خبر ان کو پہنچے۔

اور اس پر مزید یہ ہوا کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے صرف خواب کی تعبیر پر ہی اکتفاء نہیں کیا، بلکہ اس کے ساتھ ایک حکیمانہ اور ہمدردانہ مشورہ بھی دیا، وہ یہ کہ پہلے سات سال میں جو زیادہ پیداوار ہو، اس کو گندم کے خوشوں میں ہی محفوظ رکھنا، تاکہ گندم کو پرانا ہونے کے بعد کیڑا نہ لگ جائے، اور یہ تجربہ کی بات ہے کہ جب تک غلہ خوشہ کے اندر رہتا ہے، غلہ کو کیڑا نہیں لگتا۔ [۲]

قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ:

---

[۱] قالَ لہ یوسف اما البقرات السمان والسنبلات الخضر فسبع سنین مخاصیب والبقرات العجاف والسنبلات الیابسات فالسنون المجدبۃ تَزْرَعُونَ سَبْعَ سِنِينَ دَأَباً والداب العادۃ ونصبہ علی الحال بمعنی دائبین ای علی عادتکم -او علی المصدریۃ بإضمار فعلہ ای تدأبون دأبا -وتکون الجملۃ حالا وقیل معناہ بجد واجتھاد قرا حفص دابا بفتح الھمزۃ والباقون بإسکانھا وھما لغتان -وقیل تزرعون امر أخرجہ فی صورۃ الخبر مبالغۃ فی النصح لقولہ تعالی فَما حَصَدْتُمْ فَذَرُوهُ فِي سُنْبُلِهِ لئلا تأکلہ السوس وھذہ الجملۃ علی الاول نصیحۃ خارجۃ عن العبارۃ إِلَّا قَلِيلًا مِمَّا تَأْكُلُونَ فی تلک السنین(التفسیر المظھری، ج۵ص۱۶۸ ،سورۃ یوسف)

[۲] وھذہ بشارۃ بشّرھم بھا بعد ان اوّل البقرات السمان والسنبلات الخضر بسنین مخصبۃ والعجاف والیابسات بسنین مجدبۃ -وابتلاع العجاف السمان بأکل ما جمع فی السنین المخصبۃ وانما علم ذلک بعدد السبع العجاف -فانہ لولا یأتی بعد ذلک سنۃ مخصبۃ لزاد عدد السنین المجدبۃ علی السبع -وقال البیضاوی لعلہ علم ذلک بالوحی -او بان السّنّۃ الالھیۃ علی ان یوسع علی عبادہ بعد ما یضیق علیھم واللہ اعلم(التفسیر المظھری، ج۵ص۱۶۹ ،سورۃ یوسف)

Idara Ghufran

قَالَ تَزْرَعُوْنَ سَبْعَ سِنِيْنَ دَاَبًا فَمَا حَصَدْتُّمْ فَذَرُوْهُ فِيْ سُنْۢبُلِهٖٓ اِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّا تَاْكُلُوْنَ . ثُمَّ يَاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ سَبْعٌ شِدَادٌ يَّاْكُلْنَ مَا قَدَّمْتُمْ لَهُنَّ اِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّا تُحْصِنُوْنَ. ثُمَّ يَاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ عَامٌ فِيْهِ يُغَاثُ النَّاسُ وَفِيْهِ يَعْصِرُوْنَ (سورۃ یوسف آیت ۴۷تا۴۹)

ترجمہ: یوسف نے کہا! سات برس تک لگا تار تم کھیتی باڑی کرتے رہو گے، اس دوران میں جو فصلیں تم کاٹو ان میں سے بس تھوڑا سا حصہ، جو تمہاری خوراک کے کام آئے، نکالو اور باقی کو اس کی بالوں ہی میں رہنے دو۔ پھر سات برس بہت سخت آئیں گے، اس زمانے میں وہ سب غلہ کھالیا جائے گا جو تم اس وقت کے لیے جمع کرو گے، اگر کچھ بچے گا تو بس وہی جو تم نے محفوظ کر رکھا ہو۔ اس کے بعد پھر ایک سال ایسا آئے گا جس میں بارانِ رحمت سے لوگوں کی فریاد رسی کی جائے گی اور وہ رس نچوڑیں گے۔

یعنی پہلے سات سال کے بعد پھر سات سال سخت خشک سالی اور قحط کے آئیں گے، جو پچھلے جمع کئے ہوئے ذخیرہ کو کھا جائیں گے۔ [۱]

حضرت یوسف علیہ السلام کے قید خانہ کا ساتھی حضرت یوسف علیہ السلام سے خواب کی تعبیر معلوم کر کے لوٹا، اور بادشاہ کو خبر کی، بادشاہ اس سے مطمئن اور حضرت یوسف علیہ السلام کے فضل وکمال کا معتقد ہوگیا، اس لئے حضرت یوسف علیہ السلام کو اپنے پاس بلانے کی ہدایت کی۔ (جاری ہے......)

---

[۱] بل قال :(تَزْرَعُونَ سَبْعَ سِنِينَ دَأَبًا) أی یأتیکم الخصب والمطر سبع سنین متوالیات، ففسر البقر بالسنین؛ لأنها تثیر الأرض التی تُستغل منها الثمرات والزروع، وهن السنبلات الخضر، ثم أرشدهم إلى ما یعتمدونه فی تلک السنین فقال :(فَمَا حَصَدْتُمْ فَذَرُوهُ فِی سُنْبُلِهِ إِلا قَلِیلا مِمَّا تَأْكُلُونَ) أی :مهما استغللتم فی هذه السبع السنین الخصب فاخزنوه فی سنبله، لیكون أبقى له وأبعد عن إسراع الفساد إلیه، إلا المقدار الذی تأكلونه، ولیكن قلیلا قلیلا لا تسرفوا فیه، لتنتفعوا فی السبع الشداد، وهن السبع السنین المُحل التی تعقب هذه السبع متوالیات، وهن البقرات العجاف اللاتی یأكلن السِّمان؛ لأن سنی الجَدْب یؤكل فیها ما جَمَعَوه فی سنی الخصب، وهن السنبلات الیابسات .وأخبرهم أنهن لا ینبتن شیئا، وما بذروه فلا یرجعون منه إلى شیء ؛ ولهذا قال :(یَأْكُلْنَ مَا قَدَّمْتُمْ لَهُنَّ إِلا قَلِیلا مِمَّا تُحْصِنُونَ)ثم بشرهم بعد الجَدْب العام المتوالی بأنه یعقبهم بعد ذلک (عَامٌ فِیهِ یُغَاثُ النَّاسُ) أی :یأتیهم الغیث، وهو المَطرُ، وتُغل البلاد، ویَعصرُ الناس ما كانوا یعصرون على عادتهم، من زیت ونحوه، وسكر ونحوه حتى قال بعضهم :یدخل فیه حلب اللبن أیضًا .قال علی بن أبی طلحة، عن ابن عباس (وَفِیهِ یَعْصِرُونَ) یحلبون(تفسیر ابنِ کثیر، ج۴ص ۳۹۲، ۳۹۳، سورۃ یوسف)

طب وصحت

مفتی محمد رضوان

کلونجی (Black Cumin) کے فوائد وخواص (قسط۱)

کلونجی کے عربی زبان میں کئی نام ہیں، چنانچہ عربی میں اس کو حبہ سوداء، حبہ برکہ اور کمونِ اسود اور شونیز کہا جاتا ہے، اور فارسی میں سیاہ دانہ، انگریزی زبان میں Black cumin اور سندھی زبان میں ''کلوڑی'' کہا جاتا ہے۔

احادیث میں کلونجی کو موت کے علاوہ ہر بیماری کے لئے شفا قرار دیا گیا ہے۔

چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّـه سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: إِنَّ فِى الْحَبَّةِ السَّوْدَاءِ شِفَاءً مِنْ كُلِّ دَآءٍ، إِلَّا السَّامَ وَالسَّامُ الْمَوْتُ وَالْحَبَّةُ السَّوْدَاءُ الشُّوْنِيْزُ (مسلم، بَابُ التَّدَاوِى بِالْحَبَّةِ السَّوْدَاءِ، واللفظ لهٗ؛ بخارى، كتاب الطب، بَابُ الْحَبَّةِ السَّوْدَاءِ)

ترجمہ: انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ کالے دانے (کلونجی) میں ہر مرض کی شفاء ہے، سوائے سام کے؛ اور سام سے مراد موت ہے، اور کالے دانے سے مراد کلونجی ہے (مسلم)

اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰـهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: عَلَيْكُمْ بِهٰذِهِ الْحَبَّةِ السَّوْدَاءِ، فَإِنَّ فِيْهَا شِفَاءً مِّنْ كُلِّ دَآءٍ، إِلَّا السَّامَ (ابنِ ماجه، رقم الحديث ۳۴۴۸، كتاب الطب)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اس کلونجی کو استعمال کرنے کا اہتمام کرو، کیونکہ اس میں موت کے علاوہ ہر مرض کی شفاء ہے (ابنِ ماجہ)

اسی قسم کی حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا، حضرت ابو بریدہ اور حضرت اُسامہ بن شریک رضی اللہ عنہما سے بھی مروی ہے۔ [۱]

---

[۱] حَدَّثَنِى عَبْدُ اللهِ بْنُ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "الْكَمْأَةُ دَوَاءٌ لِلْعَيْنِ، وَإِنَّ الْعَجْوَةَ مِنْ فَاكِهَةِ الْجَنَّةِ، وَإِنَّ هَذِهِ الْحَبَّةَ السَّوْدَاءَ، قَالَ: ابْنُ بُرَيْدَةَ يَعْنِى الشُّونِيزَ الَّذِى يَكُونُ فِى الْمِلْحِ، دَوَاءٌ مِنْ كُلِّ دَاءٍ إِلَّا الْمَوْتَ (مسند احمد، رقم الحديث ۲۲۹۳۸) ﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

کلونجی کے بیج پیاز کے بیجوں سے ملتے جلتے کالے رنگ کے ہوتے ہیں، جن کی بو تیز اور مزہ کڑوا ہوتا ہے، میتھی اور سونف وغیرہ کے ساتھ اس کو عام طور اچار میں ڈال کر استعمال کیا جاتا ہے۔

اور بعض لوگ اسے پیاز کے بیج ہی سمجھتے ہیں، جو کہ غلط ہے۔

کلونجی کے بیج تکونے، خوشبو میں تیز، ذائقہ میں تیز ہوتے ہیں، اور کاغذ کے لفافہ میں رکھیں، تو اس پر تیل کے سے دھبے لگ جاتے ہیں (ملاحظہ ہو: طب نبوی ﷺ اور جدید سائنس، ج۱ ص۲۴۶، از: ڈاکٹر خالد غزنوی صاحب)

کلونجی کا مزاج گرم اور خشک ہے۔

احادیث میں جو کلونجی کو موت کے علاوہ ہر بیماری کی شفا اور دوا قرار دیا گیا ہے، اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ہر بیماری میں اس کو یکساں اور مفرد طریقہ پر استعمال کیا جاتا ہے، بلکہ بعض بیماریوں کے لئے اس کو تنہا اور بعض بیماریوں کے لئے دوسری اشیاء کے ساتھ ملا کر استعمال کیا جاتا ہے، اور بعض بیماریوں کے لئے کھانے پینے کے علاوہ ناک میں اس کا سفوف چڑھا کر یا لیپ کر کے بھی استعمال کیا جاتا ہے۔

کلونجی عام طور پر ٹھنڈے امراض کے لئے فائدہ مند ہوتی ہے، اور بعض اوقات دوسری چیزوں کے ساتھ شامل کر کے گرم امراض کے لئے بھی مفید ہو جاتی ہے۔ ؎

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

فی حاشیة مسند احمد: صحیح لغیره.

حَدَّثَنِی عَبْدُ اللهِ قَالَ :سَمِعْتُ أَبِی بُرَیْدَةَ یَقُولُ :سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُولُ " :عَلَیْکُمْ بِهَذِهِ الْحَبَّةِ السَّوْدَاءِ، وَهِیَ الشُّونِیزُ، فَإِنَّ فِیهَا شِفَاءً (مسند احمد، رقم الحدیث ۲۲۹۹۹)

فی حاشیة مسند احمد: صحیح لغیره.

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ :قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ " :عَلَیْکُمْ بِالْحَبَّةِ السَّوْدَاءِ، فَإِنَّ فِیهَا شِفَاءً مِنْ کُلِّ دَاءٍ إِلَّا السَّامَ "یَعْنِی :الْمَوْتَ .وَالْحَبَّةُ السَّوْدَاءُ :الشُّونِیزُ (مسند احمد، رقم الحدیث ۲۵۰۶۷)

فی حاشیة مسند احمد: حدیث صحیح

عَنْ أُسَامَةَ بْنِ شَرِیکٍ، قَالَ :قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ :فِی الْحَبَّةِ السَّوْدَاءِ شِفَاءٌ مِنْ کُلِّ دَاءٍ إِلَّا السَّامَ (المعجم الکبیر للطبرانی، رقم الحدیث ۴۹۱)

قال الهیثمی: رَوَاهُ الطَّبَرَانِیُّ فِی الْأَوْسَطِ وَرِجَالُهُ ثِقَاتٌ (مجمع الزوائد، تحت رقم الحدیث ۸۲۹۷، بَابٌ فِی الشُّونِیزِ وَالْعَسَلِ وَالْکَمْأَةِ وَغَیْرِ ذَلِکَ)

؎ وَیُؤْخَذُ مِنْ ذَلِکَ أَنَّ مَعْنَی کَوْنِ الْحَبَّةِ شِفَاءً مِنْ کُلِّ دَاءٍ أَنَّهَا لَا تُسْتَعْمَلُ فِی کُلِّ دَاءٍ صِرْفًا بَلْ رُبَّمَا اسْتُعْمِلَتْ مُفْرَدَةً وَرُبَّمَا اسْتُعْمِلَتْ مُرَکَّبَةً وَرُبَّمَا اسْتُعْمِلَتْ مَسْحُوقَةً وَغَیْرَ مَسْحُوقَةٍ وَرُبَّمَا اسْتُعْمِلَتْ أَکْلًا وَشُرْبًا وَسَعُوطًا وَضِمَادًا وَغَیْرَ ذَلِکَ وَقِیلَ إِنَّ قَوْلَهُ کُلِّ دَاءٍ تَقْدِیرُهُ یَقْبَلُ الْعِلَاجَ بِهَا فَإِنَّهَا تَنْفَعُ مِنَ الْأَمْرَاضِ

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

کلونجی معدے کو طاقت دیتی ہے، ریاح وگیس کو نکالتی ہے، آنتوں میں کیڑے ہوں تو ان کو مارتی ہے، بدہضمی اور پیٹ کا اپھارا دور کرتی ہے۔

حیض اور پیشاب کو جاری کرتی ہے، گردے اور مثانے کی پتھری میں بھی اس کا استعمال مفید ہے، پرانے بلغمی اور سوداوی بخاروں میں بھی اس کا استعمال فائدہ مند ہے۔

بلغم اور دمہ کے لئے مفید ہے۔ گٹھیا، نقرس اور عرق النساء کے درد کو دور کرتی ہے۔ (جاری ہے............)

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

الْبَارِدَةِ وَأَمَّا الْحَارَّةُ فَلَا نَعَمْ قَدْ تَدْخُلُ فِي بَعْضِ الْأَمْرَاضِ الْحَارَّةِ الْيَابِسَةِ بِالْعَرْضِ فَتُوَصِّلُ قُوَى الْأَدْوِيَةِ الرَّطْبَةِ الْبَارِدَةِ إِلَيْهَا بِسُرْعَةِ تَنْفِيذِهَا وَيُسْتَعْمَلُ الْحَارُّ فِي بَعْضِ الْأَمْرَاضِ الْحَارَّةِ لِخَاصِّيَّةٍ فِيهِ لَا يُسْتَنْكَرُ كَالْعَنْزَرُوتِ فَإِنَّهُ حَارٌّ وَيُسْتَعْمَلُ فِي أَدْوِيَةِ الرَّمَدِ الْمُرَكَّبَةِ مَعَ أَنَّ الرَّمَدَ وَرَمٌ حَارٌّ بِاتِّفَاقِ الْأَطِبَّاءِ وَقَدْ قَالَ أَهْلُ الْعِلْمِ بِالطِّبِّ إِنَّ طَبْعَ الْحَبَّةِ السَّوْدَاءِ حَارٌّ يَابِسٌ وَهِيَ مُذْهِبَةٌ لِلنَّفْخِ نَافِعَةٌ مِنْ حُمَّى الرِّبْعِ وَالْبَلْغَمِ مُفَتِّحَةٌ لِلسُّدَدِ وَالرِّيحِ مُجَفِّفَةٌ لِبَلَّةِ الْمَعِدَةِ وَإِذَا دُقَّتْ وَعُجِنَتْ بِالْعَسَلِ وَشُرِبَتْ بِالْمَاءِ الْحَارِّ أَذَابَتِ الْحَصَاةَ وَأَدَرَّتِ الْبَوْلَ وَالطَّمْثَ وَفِيهَا جَلَاءٌ وَتَقْطِيعٌ وَإِذَا دُقَّتْ وَرُبِطَتْ بِخِرْقَةٍ مِنْ كَتَّانٍ وَأُدِيمَ شَمُّهَا نَفَعَ مِنَ الزُّكَامِ الْبَارِدِ وَإِذَا نُقِعَ مِنْهَا سَبْعُ حَبَّاتٍ فِي لَبَنِ امْرَأَةٍ وَسُعِطَ بِهِ صَاحِبُ الْيَرَقَانِ أَفَادَهُ وَإِذَا شُرِبَ مِنْهَا وَزْنُ مِثْقَالٍ بِمَاءٍ أَفَادَ مِنْ ضِيقِ النَّفَسِ وَالضِّمَادُ بِهَا يَنْفَعُ مِنَ الصُّدَاعِ الْبَارِدِ وَإِذَا طُبِخَتْ بِخَلٍّ وَتُمُضْمِضَ بِهَا نَفَعَتْ مِنْ وَجَعِ الْأَسْنَانِ الْكَائِنِ عَنْ بَرْدٍ وَقَدْ ذَكَرَ ابْنُ الْبَيْطَارِ وَغَيْرُهُ مِمَّنْ صَنَّفَ فِي الْمُفْرَدَاتِ فِي مَنَافِعِهَا هَذَا الَّذِي ذَكَرْتُهُ وَأَكْثَرَ مِنْهُ وَقَالَ الْخَطَّابِيُّ قَوْلُهُ مِنْ كُلِّ دَاءٍ هُوَ مِنَ الْعَامِّ الَّذِي يُرَادُ بِهِ الْخَاصُّ لِأَنَّهُ لَيْسَ فِي طَبْعِ شَيْءٍ مِنَ النَّبَاتِ مَا يَجْمَعُ جَمِيعَ الْأُمُورِ الَّتِي تُقَابِلُ الطَّبَائِعَ فِي مُعَالَجَةِ الْأَدْوَاءِ بِمُقَابِلِهَا وَإِنَّمَا الْمُرَادُ أَنَّهَا شِفَاءٌ مِنْ كُلِّ دَاءٍ يَحْدُثُ مِنَ الرُّطُوبَةِ وَقَالَ أَبُو بَكْرِ بْنُ الْعَرَبِيِّ الْعَسَلُ عِنْدَ الْأَطِبَّاءِ أَقْرَبُ إِلَى أَنْ يَكُونَ دَوَاءً مِنْ كُلِّ دَاءٍ مِنَ الْحَبَّةِ السَّوْدَاءِ وَمَعَ ذَلِكَ فَإِنَّ مِنَ الْأَمْرَاضِ مَا لَوْ شَرِبَ صَاحِبُهُ الْعَسَلَ لَتَأَذَّى بِهِ فَإِنْ كَانَ الْمُرَادُ بِقَوْلِهِ فِي الْعَسَلِ فِيهِ شِفَاءٌ لِلنَّاسِ الْأَكْثَرَ الْأَغْلَبَ فَحَمْلُ الْحَبَّةِ السَّوْدَاءِ عَلَى ذَلِكَ أَوْلَى وَقَالَ غَيْرُهُ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصِفُ الدَّوَاءَ بِحَسَبِ مَا يُشَاهِدُهُ مِنْ حَالِ الْمَرِيضِ فَلَعَلَّ قَوْلَهُ فِي الْحَبَّةِ السَّوْدَاءِ وَافَقَ مَرَضَ مَنْ مِزَاجُهُ بَارِدٌ فَيَكُونُ مَعْنَى قَوْلِهِ شِفَاءٌ مِنْ كُلِّ دَاءٍ أَيْ مِنْ هَذَا الْجِنْسِ الَّذِي وَقَعَ الْقَوْلُ فِيهِ وَالتَّخْصِيصُ بِالْحَيْثِيَّةِ كَثِيرٌ شَائِعٌ وَاللَّهُ أَعْلَمُ (فتح الباری لابنِ حجر، ج۱۰ ص ۱۴۵، قوله باب الحبة السوداء)

اخبارِ ادارہ مولانا محمد امجد حسین

ادارہ کے شب وروز

☐......جمعہ/ ۲۹/ ربیع الآخر و ۶/ ۱۳/ ۲۰/ ۲۷ جمادی الاولیٰ کو متعلقہ مساجد میں حسبِ معمول وعظ و مسائل کے سلسلے ہوئے۔

☐......یکم/ ۸/ ۱۵/ ۲۲/ ۲۹/ جمادی الاولیٰ اتوار دن دس بجے (حضرت مفتی محمد رضوان صاحب دامت برکاتہم کی مسجدِ غفران میں) ہفتہ وار اصلاحی مجلس منعقد ہوتی رہی (پہلے یہ مجلس اتوار کو بعد عصر ہوتی تھی)

☐......۶/ جمادی الاولیٰ، جمعہ کو راقم امجد کی مع اہلِ خانہ کراچی سے واپسی ہوئی۔

☐......۱۱/ جمادی الاولیٰ بروز بدھ (صبح آٹھ تا بارہ بجے) شعبہ حفظ کے شش ماہی امتحانات منعقد ہوئے (مولانا محمد ناصر صاحب نے امتحان لیا)

☐......۱۲/ جمادی الاخری جمعرات کو شعبہ حفظ میں تعطیل رہی۔

☐......۱۳/ جمادی الاولیٰ بروز جمعہ بعد از نمازِ جمعہ حضرت مدیر صاحب دامت برکاتہم لاہور صیانۃ المسلمین کے سالانہ اجتماع میں شرکت کے لیے روانہ ہوئے، ہمراہ مولانا عبد السلام، مولانا محمد ناصر، جناب راشد صاحب (برادر ناصر صاحب) تھے، ہفتہ ۱۴/ جمادی الاولیٰ کو بعد عشاء واپسی ہوئی۔

☐......۱۵/ جمادی الاولیٰ بروز اتوار (صبح آٹھ بجے تا بارہ بجے) شعبہ ناظرہ وقاعدہ (بنین و بنات) کی گیارہ جماعتوں کے شش ماہی امتحانات منعقد ہوئے، ۱۹/ جمادی الاولیٰ جمعرات کو قرآنی شعبوں میں تعطیل رہی۔

☐......۲۱/ جمادی الاولیٰ بروز ہفتہ بعد ظہر پشاور سے علمائے کرام کی ایک جماعت کی دار الافتاء میں تشریف آوری ہوئی، حضرت مدیر صاحب سے ملاقات ومجالست رہی۔

☐......۲۲/ جمادی الاولیٰ بروز اتوار بعد ظہر مردان سے مولانا مفتی محمد ذاکر اللہ صاحب دامت برکاتہم بمع چند احباب کے دار الافتاء میں تشریف لائے، حضرت مدیر صاحب سے ملاقات ومجالست ہوئی، بعد نمازِ عصر معزز مہمانوں کی واپسی ہوئی۔

☐......۲۷/ جمادی الاولیٰ، بروز جمعہ، اراکین واساتذہ ادارہ غفران، مولوی عبدالرحمٰن صاحب (شریک شعبہ تخصص فی الفقہ سالِ دوم، ادارہ غفران) کی دعوتِ ولیمہ میں شریک ہوئے۔

☐......۲۹/ جمادی الاولیٰ بروز اتوار صبح کے وقت مولانا عبدالرحمٰن صاحب (زکریا مسجد، راولپنڈی) ایک معاملہ کی ثالثی کے سلسلہ میں تشریف لائے، اسی روز حضرت مدیر صاحب، قاری فضل الحکیم صاحب کے یہاں بحریہ ٹاؤن میں عشائیہ پر مدعو تھے۔

Idara Ghufran

اخبارِ عالم

حافظ غلام بلال

دنیامیں وجود پذیر ہونے والے اہم ومفید حالات وواقعات،حادثات وتغیرات

21 / مارچ2012ء، بمطابق ۲۷ربیع الآ خر1433ھ: پاکستان: بجلی 6.39 روپے فی یونٹ مہنگی، بدترین لوڈ شیڈنگ ،مختلف شہروں میں مظاہرے، آزاد کشمیر میں پہیہ جام ہڑتال توانائی کے بحران سے صنعتی سرگرمیاں محدود ہورہی ہیں، معاشی استحکام کوخطرات بڑھ گئے، زرمبادلہ کے ذخائر میں 1.9 ارب ڈالر کی کمی، سٹیٹ بینک کی سہ ماہی رپورٹ 22 / مارچ: پاکستان: گلگت بلتستان کونسل نے انکم ٹیکس بل کی منظوری دے دی، اضافی وسائل دینے کا جائزہ لینے کے لئے کمیٹی قائم 23 / مارچ: پاکستان: وفاقی کابینہ،سیلاب زدگان کے لئے اٹلی سے قرضہ، ازبکستان سے قیدیوں کے تبادلے کی منظوری 24 / مارچ: پاکستان: خیبرایجنسی، کالعدم تنظیم کے مرکز پرخودکش حملہ،13 جاں بحق 25 / مارچ: پاکستان:22،22 گھنٹے لوڈ شیڈنگ کے خلاف پنجاب بھر میں مظاہرے، گوجرانوالہ میدانِ جنگ بن گیا 26 / مارچ: شام: حمص اورنوا میں شدید لڑائی، 30 ہلاک، بڑی تعداد میں سرکاری فوجیوں کے منحرف ہونے کی اطلاعات 27 / مارچ: پاکستان: صفدرآباد، سانگلہ سے لاہور آنے والی بس تیز رفتاری کے باعث الٹ گئی، 29 مسافر جاں بحق 28 / مارچ: پاکستان: کراچی میں گھیراؤ، جلاؤ، فائرنگ 10 افراد جاں بحق، 43 گاڑیاں، املاک نذرِ آتش 29 / مارچ: پاکستان: بدترین لوڈ شیڈنگ، لاہورسمیت کئی شہروں میں مظاہرے، واپڈادفاتر پر حملے، جلاؤ، گھیراؤ 30 / مارچ: عالمی منڈی میں خام تیل کی قیمتوں میں 2.63 ڈالرفی بیرل کی کمی 31 / مارچ: پاکستان: سپریم کورٹ نے رینٹل منصوبے غیر قانونی قرار دیئے، پرویز اشرف سمیت ذمہ داروں کے خلاف کاروائی کا حکم یکم/اپریل: پاکستان: پٹرول 105 روپے 68 پیسے فی لیٹر ہوگیا، سی این جی 11.57 روپے فی کلو مہنگی 02 / اپریل: پاکستان:72 گھنٹوں میں پٹرول اورگیس نرخوں میں اضافہ واپس لینے کا الٹی میٹم، عوام، سیاستدان اورتاجر سراپا احتجاج، سول نافرمانی کی دھمکی 03 / اپریل: پاکستان: رینٹل پاورکیس، پرویز اشرف، شوکت ترین، لیاقت جتوئی اور16 اعلیٰ افسروں کے نام ای ایل سی میں شامل، 12 بجلی گھروں کے اثاثے منجمد 04 / اپریل: پاکستان: جانوروں کی سمگلنگ سے گوشت کی قیمتوں میں اضافہ، ایران، افغانستان میں کئی گنا منافع، پائے تک سمگل ہوتے ہیں، ممبر لائیوسٹاک 05 / اپریل: پاکستان: حج درخواستیں 20 مارچ سے وصول کی جائیں گی، درخواستیں پہلے آیئے، پہلے پایئے کی بنیاد پر وصول ہونگیں، قرعہ اندازی نہیں ہوگی 06 / اپریل: پاکستان: اغواء برائے تاوان کی وارداتوں میں ملوث بلوچستان کے 3 صوبائی وزراء کے خلاف کارروائی کا حکم 07 / اپریل: پاکستان: پٹرولیم مصنوعات کی قیمتیں 15 روز بعد طے ہونگی، ای سی سی نے منظوری دے دی 08 / اپریل: پاکستان: سکردو: فوجی کیمپ پر برفانی تودہ

آن گرا، 135 فوجی دب گئے ﷺ 09/اپریل: پاکستان: برفانی تودے تلے دبے افراد کے بچنے کی امیدیں معدوم، امریکی امدادی ٹیم پہنچ گئی، آرمی چیف ریسکیو آپریشن کی نگرانی کرتے رہے ﷺ 10/اپریل: پاکستان: صوبائی دفاتر میں بھی 2 چھٹیاں، مارکیٹیں رات 8 بجے بند، پنجاب کا مطالبہ تسلیم، ملک بھر میں یکساں لوڈشیڈنگ ہوگی ﷺ 11/اپریل: پاکستان: ڈرگ سکینڈل: سپریم کورٹ کا وزیرِاعظم کے بیٹے کو نوٹس، تفتیشی افسروں کے تبادلے منسوخ ﷺ 12/اپریل: انڈونیشیا میں زلزلہ، پاکستان سمیت 28 ممالک میں سونامی کی وارننگ واپس لے لی گئی، 8.9 شدت کے زلزلہ کا مرکز صوبہ آچے سے 308 میل کے فاصلے پر 33 کلومیٹر سمندر کی گہرائی میں تھا ﷺ 13/اپریل: پاکستان: فارماسوٹیکل کمپنیوں نے ادویات 125 فیصد تک مہنگی کر دیں، بیشتر مارکیٹ سے غائب ﷺ 14/اپریل: پاکستان: واہگہ پر نئی تجارتی پوسٹ قائم، بھارت پاکستان کو براہِ راست سرمایہ کاری کی اجازت دینے پر تیار ﷺ 15/اپریل: پاکستان: کوئٹہ میں تین مقامات پر ٹارگٹ کلنگ، 9 افراد جاں بحق، شہر میں ہنگامے، جلاؤ، گھراؤ ﷺ 16/اپریل: افغانستان میں سفارتخانوں، ایساف ہیڈکوارٹر، پارلیمنٹ پر طالبان کے خودکش حملے، 14 شہری ہلاک، 19 حملہ آور بھی مارے گئے 🌐 پاکستان: طالبان کا دھاوا، بنوں جیل سے مشرف حملہ کا مجرم اور 383 قیدی چھڑا لئے ﷺ 17/اپریل: پاکستان: بنوں جیل واقعہ، آئی جی جیل، کمشنر، ڈی آئی جی اور سپرنٹنڈنٹ معطل ﷺ 18/اپریل: پاکستان: بجلی 1.67 روپے یونٹ مہنگی، عوام پر 25.22 ارب کا بوجھ ڈال دیا گیا ﷺ 19/اپریل: پاکستان: سیاچن کا مسئلہ حل ہونا چاہئے، وسائل عوام کی ترقی پر خرچ کئے جائیں، جنرل کیانی ﷺ 20/اپریل: پاکستان: سیاچن 4 نئے مقامات پر کھدائی، انسانی سراغ لگانے کے لئے ریڈار پہنچا دیئے گئے۔

ہفتہ وار اصلاحی مجلس

ادارہ غفران میں

حضرت مولانا مفتی محمد رضوان صاحب دامت برکاتہم

کی ہفتہ وار اصلاحی مجلس

بروز اتوار، صبح دس بجے ہوتی ہے۔

انتظامیہ: ادارہ غفران، گلی نمبر 17، چاہ سلطان، راولپنڈی

فون: 051-5507270-5507530